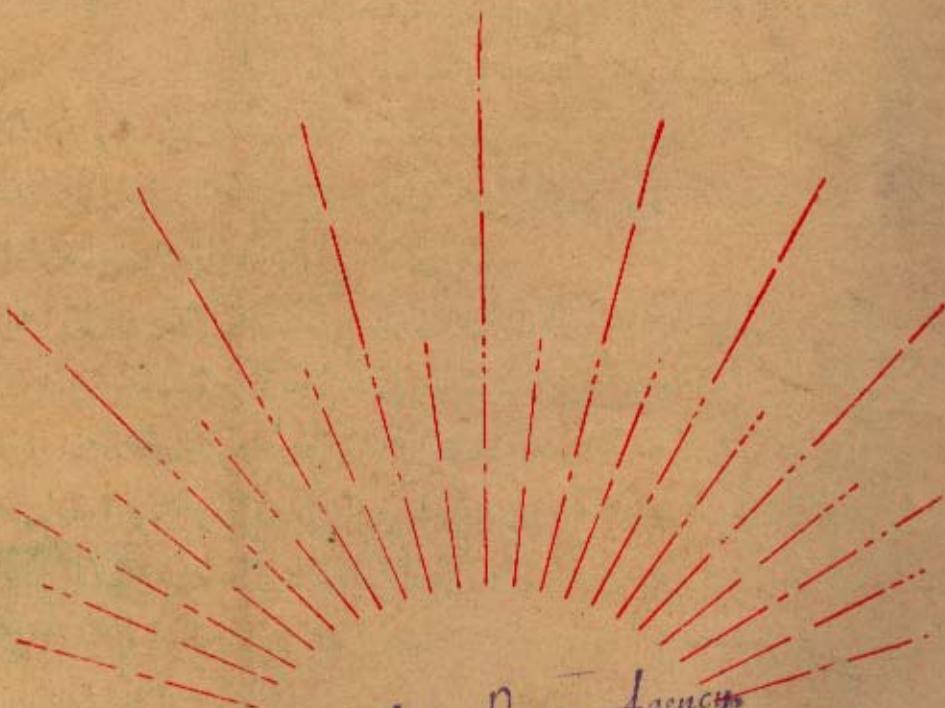


مہنامہ جعلی

دیوبند



Islamie News Paper Agency
CLOTH BAZAR, RAICHUR
(C. RLY.)

آیڈیٹر: عاصم عثمانی (ناصل بوجبد)

Price - / 8 /-

سُرِّ حِجَّةِ بَحْرَانِيِّ مُعَمَّدِ كَلَمَّتَنْ

فِضْلُ الْقُرْآنِ دَوْبِنْدَكَادُوسِ رَسَاشَانِ دَارِكَارَنَامَه

بَشِّرْ فِيْلِ لَقْرَآنِ بَشِّرْ اپنے پہلے پُرگرام کے تحت قرآن مجید کی شہر و آفاق تفسیر ابن کثیر اور کالا ایک ایک پارہ پوری پایندی وقت کے ساتھ ہر ماہ شائع کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہری مکتبہ کا دوسرا پورگرام بخاری شرین کاںل از دوی کی اشاعت ہے۔ اس کے تینیں پاسے ماہ بہار ایک پارہ کی شکل میں شائع ہوتے رہیں گے۔

(۱) فخر و عالم فر رکاشات صلی اللہ علیہ وسلم اسے ارشادات مبارکہ کا وہ گرانقدر جو عبادتیں عالی مقام امیر المؤمنین فی الحدیث ایوب محمد بن عاصیل بخاری نے جو لاکھ احادیث نبوی میں سے منتخب فرمائیں سال میں مرتب فرمایا ہے۔

(۲) قرآن مجید کے بعد دنیا کی وہ مستند ترین اور لاثانی کتاب جس میں قطعی سچی احادیث کا وہ جلیل اقتدار عظیم الشان علی خزانہ پوشیدہ ہے جو اسلام کی رویج روائی ہے۔

(۳) سابقہ تراجم کی خامیوں کے پیش نظر ترجمہ اردو بھی زیادہ وقت نظر صحت فکر کا محتاج تھا اور جواہی و تشریع کا ایک بہترین خلاصہ ضروری تھا۔ مکتبہ نے مستند علماء کی خدمات حاصل کر کے اکابر علماء امت کی نگرانی میں اس انہم خدمت کی تخلیل کا عدم کیا ہے، سفید کاغذ، تقریباً ڈیڑھ سو صفحات میں سازنے کتابت طباعت معیاری۔

ہدیہ داروں پے فی پارہ محسولہ اک ایک روپیہ فی پارہ، یہ عایت صرف مہران کے لئے مخصوص ہے۔ عام ہدیہ تین روپیہ فی میں اس سلسلہ کی دائیں شرکت کیلئے سفر ایک روپیہ کا منی آرڈر اسال فرماں مہرین جلیئے تین روپیے ارسال کیا جاتا رہے گا۔ لیکن اگر آپ پانچ دوست مل کر بہر پارے کے سرماہ پانچ نئے کیجا مونگائیں گے تو رعایتی وی پانچ من داک خرچ تیرو پے (عینہ) کی ارسال ہوگی۔ اس شکل سے یا یہ ناز علی خدا۔ بہت ہمموں رقم میں رفتہ رفتہ شرخنک کے پاس پہنچ جائے گا۔

دیگر کلیدی تفصیلات میں مکتبہ فضل القرآن داویندکادوس رشاد سہارا پور مہرین جائے اور فوراً تکمیلی تفصیلات میں مکتبہ فضل القرآن داویندکادوس رشاد سہارا پور مہرین جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت چھ روپے

نی پرچہ ۵ نئے پیسے

غیر مالک سے سالانہ قیمت ۵ اشلنگٹنکل پوشل آرڈر



فہرست مضمایں بابت ماہ جون ۱۹۶۴ء

| | |
|----|--------------------------------|
| ۱ | اعاز سخن |
| ۲ | ایک ستقا اور اس کا جواب |
| ۳ | بزید! |
| ۴ | مسجد میں حینانہ تک |
| ۵ | سایہ رسول! |
| ۶ | مولانا ابوالا علی مودودی |
| ۷ | عامر عثمانی |
| ۸ | مختلف حضرات |
| ۹ | عامر عثمانی |
| ۱۰ | مکہ ابن العبد کی |
| ۱۱ | عامر عثمانی |
| ۱۲ | مولانا تاج محمد صاحب |

اشد ضروری (اگر اس دائرے میں سُرخ نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری فتح ہے۔ یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں یا وی پی کی اجازت دیں۔ اگر آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تو بھی اطلاع دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلے پرچہ وی پی سے بھیجا جائیگا جسے دھول کرنا آپ کا احتیاطی فرض ہو گا۔ وی پی چھ روپے باشٹھتے پیسے کا ہو گا) منی آرڈر بھی جگہ آپ وی پی خیج سے بچ جائیں گے۔

پاکستانی حضورت: ہمکے پاکستانی پسہ پر چندہ بھیجا کر سید منی آرڈر ہمیں بھیج دیں سالہ جاری ہو جائے گا۔

رسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

پاکستان کا پتہ: مکتبہ عثمانیہ، ۲۲ مینا بازار،
عامر عثمانی (فائل دیوبند) پیر الہی بخش کالومنی، کراچی (پاکستان)

عامر عثمانی یزٹرپبلیشنز "کوہ نور" بریس دہلی سے چھپوا کر اپنے دفتر تجیلی دیوبند سے شائع کیا۔

اعمارِ حسن

ہو سکے جھاڑ دینا ہمارے نزدیک بہت مفید اور تشویج خیز ہے۔ پھر بھی لمحو نظر لٹکنے کے سایہ نہ ہونے کے لئے بنیاد عقیدے کی تصدیق آج کے دارالعلوم نے کی ہے اور دارالعلوم اپنی مرکزیت کے باعث ٹرپے دور رس اثرات رکھتا ہے۔ جو مگر بھی ہمارا سے چلے گی وہ آندھی اور طوفان کی طرح پھیلے گی۔ اسی لئے ہم نے متفقی دارالعلوم کے قتوپے پر پہلے بھی سخت گرفت کی تھی اور اب بھی ساری طول نگاری زیادہ تر اسی سلسلے ہے کہ آج کے دارالعلوم کی حیثیت عوام الناس پر واضح ہو جائے۔ آج یہاں وہ ارباب خلوص ہیں جو دین اور دینا دنوں کی ذمہ دار یوں کو بخست اور بخاتے ہیں۔ آج یہاں زیادہ تر ایسے لوگ ہیں جنہیں دن خدا کا خوف ہے نہ بن رہے کی شرم۔ وہ دین شریعت اور علم و دو انش کی خدمت نہیں کرتے ان سے ایسی خدمت کرتے ہیں۔ وہ اپنے مقام و منصب کو قلب درج کی طہارت اور نذر تھے میں نہیں نان و شکم کے درکار کھا اکٹھا اس تعامل کرتے ہیں۔ ان کے اعمال و اشغال و اعلیٰ تحریک و ترغیب کے غررات نہیں، بلکہ خارجی مصلح اور مجوز یوں نے اپنی ہمار دیا ہے۔ کہانک ہیں۔ آنکھیں جو کچھ دیکھتی ہیں اور رکان جو کچھ سنتے ہیں وہ اتنا بھانک ہے کہ خود ہمارا ایمان الگر گلم ہوتا تو دل کا لڑکے ہوتے ایکھوں پر ہہ جا مگر ہاتے یہ نہ ہرا اور ما جو اور واسطے یہ ہماری سیاہ کارپاں کوئی بھی تو دھا کر سینے میں نہیں ہوتا۔ کرنی بھی انسرا ایسا آنھوں میں نہیں آما جو جگر سو نہ کی خبر لاتے۔ بھی بھی ایک ہوک سی احتی ہے ایک شعلہ ما جھر لاتا ہے اور اسی ایمان کے وجود کی علمت ہڑڑ ہے، مگر دل زندہ کی تذات اس میں کہاں۔ دل دھڑکن لہے مگر مشین کی طرح۔ عدم کی گھن گرج اور دلوں کی تڑپ ایسیں کہیں

حالات کی منظر بھی صحیب ہے۔ ارادہ کر رکھا تھا کہ جوں کے تجھی کوڑاک نمبر نایسے گے کیونکہ لاٹن اشاعت سوالوں کا انبار بہت اوپجا ہو گیا ہے اور یہ شمارہ ملکیں تکایتیں کر رہے ہیں اور ہمارے سوالوں کے جواب یکوں شائع نہیں کئے جائتے۔ لیکن یہ ارادہ ہماری تابت ہوا اور ڈاک نمبر تو چارہ شمارہ اس عنوان پر سے خود رہا۔ اس سے جو گرانی بہت سے حضرات کو ہو گی اسکے لئے ہم معدودت خواہ ہیں۔ کیا کہیں بعض بیگانی مسائل اچانک ایسے آپ نے ہیں کہ ایکھیں لگائے تھے بیغیر چارہ نہیں رہتا۔ آپ ہیں سے کہتے ہی اس عذر کو نہیں بانیں گے، کیونکہ سی بھی مسئلہ کی اہمیت پر بہ کا تتفق ہونا کم ہی ہوتا ہے۔ آپ کہیں گے کہ رسول اللہ کا سایہ ہونا نہ ہونا یا الحتم صاحب کی کتاب پر فقد کرنا ایسا کوئی ضروری ترین مسئلہ تھا کہ اس پر رسالہ کا رسالہ بھر دیا۔ بیشک اپنے زاویہ نظر کے اختیار سے آپ ٹھیک کہتے ہیں، لیکن خود ہمارا زاویہ نظر اس سے مختلف ہے۔ سایہ ہونا نہ ہونا ظاہر بریک ایسا مسئلہ ہے جس کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں، لیکن عملی زندگی جن داخلی اتفکار و حقائق کے سہا سے آگے بڑھتی ہے ان سے اس مسئلہ کا الگ بھر بٹھے۔ بدعاہت و خرافات نے توحید و رسالت کے تصور کو جس قدر غبار آؤ دینا دیا ہے وہ ایک تاریخی طریقہ ہے جس کی لکھ ہر در دن موسیٰ میری طرح محسوس کرتا ہے۔ دیر ملا کی اندراز کے تصویرات عالمہ مسلمین کے ذہنوں پر چالئے ہیں۔ دیاری حقائق نے دل و دماغ کی بنیادیں بھوکلی کر کے رکھ دی ہیں اور گمراہی و بیدائشی کا ایسا نشر فضلے ایمان پر چھالیا ہیں اور کلی زندگی اور حقائق سے آنکھیں چار کرنے کا بارہی باقی ہے کہ عملی زندگی اور حقائق سے آنکھیں چار کرنے کا بارہی باقی نہیں رہ گیا۔ ایسے عالم میں کسی ایک بھی گمراہ کی عقدہ سے کو اکھاڑ پھینکنا اور توحید و رسالت کے عارض سے جتنی بھی گز

پالا پورا ہے۔ روچیں روپریں گی اور ان کے آنسو دکھتے ہوئے اس شے کی طرح تم پر پریں گے اور اس وقت تمہیں بقیں آئیں گا لہٰ میر جنم“
کوئی کہانی نہیں تھی ایک سچائی تھی دعے حرم!

اور تمہم صاحب کی کتاب پر تقدیمی زیادہ تردار العلوم ای
کے تعلق سے اہم محسوس ہوا۔ درستہ بجاتے خود اس کتاب میں کچھ
نہیں دھرا۔ اس کے آغاز میں لکھا گیا ہے کہ،
”یہ کتاب جماعت دارالعلوم دینہ کے منفعت مسلم
تھی کی ترجیح ہے۔“

پھر غصب یہ ہے کہ مصنعت کے صاحب زادے محترسالم صد
نے ”علیٰ“ مذکوری تحقیقی اور ملکی خاتم سے ”اسے“ صرف آخر ظاہر
فہ ملائے ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ انہوں نے موجود نہیں بولا۔ لصینع
نہیں بتتا۔ ان کے اس علم و فہم کا بتنا سرمایہ ہے اس کے لحاظ
سے یہ کتاب انھیں ”قرآن تریان اردو“ بھی محسوس ہوتا ہے
شکایت نہیں۔ پھر وہ صرف صاحبزادے ہیں بلکہ کتاب بے شک
بھی ہیں۔ خونی عقیدت کاروباری مصلحت اور بھی تابعیت کے
اجماع مبارکے ایسا ہی بے نظر ثابت بننا چاہئے تھا۔ ہم بھی انکا
دل میلانہ کرتے اگر اس دارالعلوم کی عظمت کا پاس نہ ہونا سکے
تھم ان کے والد ہیں۔ لیکن دارالعلوم سے انساب مصنعت کی
کتاب کو اس لائق نہیں بنانے کے لیے اس کا جائزہ لیا جائے اور لوگوں کو
بتاتا جائے کہ اب ہماری کوئی قسم ”کوئی انور کوئی محمود احمدی نہیں
رسہضم ہوں تو کوئی اور گھرد بکھو۔“

عجارت کی جائے ابھی تھم تو میر ۵۹۶ کا الجعیرت ہیں مولوی
محمدیان صاحب محسود عباسی صاحب کی کتاب پر غصہ آثارتے
تھے فرما چکے ہیں۔

”ایجاد خلافت راشدہ کا ایک مقدس اور پاکیزہ
لقطعہ نظر نور دیدہ چشمِ رسالت (حضرت حسینؑ) کا
نسب العین سارہ بحیں کے لئے حضرت موصوف نے
انساب پچھہ فربانی کے لئے پیش کر دیا۔“
لیکن مولانا محمد طیب صاحب اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ،

ہنس۔ ہوتی تو یہ ہو ناک نظارہ دل دھک کی دھیان اُڑا نیٹے کے
لئے کچھ کم نہیں تھا کہ دین و دانش اور کردہ اور طاعت کی عظیم درگاہ
روزگار فرستہ پر دھکیٹ کی تھیں میں تبدیل ہوتی جا رہی ہے۔ ایسا
پر دھکیٹ جہاں روح پھیبر کے مدفن پر ایسٹ اور پھرے محل تعمیر
ہوتے ہیں۔ جہاں دنیا ہی سب پھٹھے اور دین کچھ بھی نہیں۔ جہاں
دین و آخرت کی مقام رسوئی اور تحواہ کے میزان میں تسلی رہی ہے۔
جہاں وہ کچھ ہے کہ دوام جان لیں تو ماہیے حیرت کے شل ہمارے بھیجاتیں۔
بہر جا شائے کی بحث سے ہیں ایک ضرور سان عقیدے کی
تردید کے ساتھ ساتھیہ بھی دکھانا مقصود ہے کہ آج کے مفتی دارالعلوم
علم و دینیت کے تقاضوں سے کس درجہ پر نیاز ہیں۔ مغلصوں میں ہیں
چار بار بدل سکتے ہیں۔ جس پر جب بھی دھخنی ہو جاتے کہ اس کی قبولی
غلط تھا وہ بلا تسلی اپنی رائے بدل دے گا ایک اخلاص سے
بے ہمدرہ لوگ بدل نہیں کرتے۔ وہ تنکبر اور ضتدی ہوتے ہیں۔ ایک
بلسے دلائل و شواہد پچھے بھی پکارتے رہیں وہ اپنی جگہ جاندے ہیں گے
بیشتر طبقہ ان کے کام و دین پر زدنہ ہے۔ ہم نے پہلے بھی کہا تھا اور
اب بھی اعلانیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کا سایہ نہ ہونا ایک بے نیاز
طہرانہ خدیدہ ہے جس کے لئے علم و دانش کے ہزار دفتر بھی کوئی کیلی
نیصل قسمیں لا سکتے۔ بریلوں کو چھوڑ دیئے رہنا اسی مفتی اعلیٰ کا ہے
جس نے گاؤں کیے سے شیخ الگاؤں نے تی کوئی تو رادع دیا۔ لیکن براں و شہزاد
کا کوئی سرمایہ اس کی جھوٹیں نہیں۔ لادھے فہماں کیجئے گے کبھی وہ خوبی
کے کافلوں بر جوں نہیں رکھنے گی۔ ضمیر نہیں پچھے چلا۔ دل میں درد
نہیں اٹھنے کا کہ جو غلطی ہو گئی ہے اس کی تلافی کی جاتے۔ سمجھنے
یوں ہیں کہ ہم تو طاری اعلیٰ کے لوگ ہیں جو کہ دیا پھر کیلکروں بھجو کر جائے
دریچکی۔ اس کی تمنا کون ہے۔ پیچوں فہیمان ہر جو آخر کار
انھیں لے ڈیں گی۔ ابھی پانی سر سے اونچا نہیں گیا۔ طلباء کی
حالیہ اس طریقہ کیکی ضمی تنبیہ ہے اس بات کی کہ پانی سینے تک
آہنیجا ہے۔ کہ دار دین کی گرفتی ہوئی دیواروں کو سنجھا لو نہیں تو
علم و اقمار کا نیک ٹھوکا مل ریا۔ دن بیانش کی طرح بیٹھ جائے گا اور
پانیاں دارالعلوم کی روچیں تم سے پوچھیں گی کہ ہماری امانت کیا
کی؟ تم م Lazimوں کی فوج اور سالانہ بحوث کے اعداد و شمارش کیسے
کرو گے، یہ دیکھو ہم نے تھاری امانت کو کیسا فوج دیا ہے، لتنَا

کے رار کس طرح نہیں کے برادر کو دیکھ جاتے ہیں۔ ہمارے ہم تھے
صاحب بظاہر قدیم معاویہ نہیں، لیکن صورت یہ ہیں کہ
پرس - دو اور دو چار ہی ہوں گے چاہے کوئی کہے یاد رکے۔
جو لوگ یہ کوشش کریں گے ہوتے ہیں جویں معمولیست سے کہتے
ہیں کہ ہم معاویہ سے عقیدت ہے وہ مکار ہیں یا چھر پلاسے
زرب۔ عقیدت نظری غداروں کا نام نہیں۔ اس کی جگہ یہ
ذہن و شعور میں ہوتی ہیں۔ وہ ذہن و شعور بھی عقیدت
معاویہ کی قرار دو اسی آمیجگاہ نہیں بن سکتے جو لوں
بھیخت ہوں کہ انہوں نے ایک شیطان حبیب بنتے کو مند اقتدار
دیکھ خلافت اسلامی اور معاشرہ میں کو تاریخی و کردیا۔

لے اللہ! ہماری موت اس حال میں آئے کہ ہمیں
تیرے سچے رسولؐ کے ہر صحابیؐ سے قرار دو اسی عقیدت ہو،
چاہے ان کی بعض لغزشوں کو اچھے تھیں یہ انہیں میئے
دھوکا ہی لھایا ہو۔ یہ اس سے نہ اور درجہ بیتھر ہے کہ ان کی
ذمۃت میں دھوکا کھائیں۔ تیرے رسولؐ کے ہر صحابیؐ کا ناموں
پوری امت کے ناموں سے بڑھ کر ہے۔ دشمن یہ جنت میں ملوی
حلے جائیں تو ہم نہیں، لیکن ایک معاویہ یا ایک سین ٹگر
فائدہ ہے ہم دوڑخ میں بھیج دیتے جائیں تو لکھج پھٹ جائے گا۔

امام ابن تیمیہ رحم

اصل العلامہ مولانا محمد روسف کو کون عربی

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے علم و فضل، عزیت و جست اور
مجده اذ کار ناموں کا سیر حوالہ تذکرہ جس پر ارجح کے تجلی میں
بصہرہ ہوا ہے۔ قیمت مجلد دس روپیے۔ مجلداً علی گزارہ روپیے۔

غذیر الطالبین (یہ شاہ عبدالقدار جیلانیؐ کی مشہور زبان
(عربی اردو مترجم غائب) ہیں۔ ایک کالم میں عربی متن دوسرے
کالم میں ترجمہ۔ دو صفحہ جلد دوں میں مکمل تین روپیے۔

نے کرد اے نو اصلاحی افسانوں کا مجموعہ
مکتبہ تحریک دیوبند (بیو۔ پی)

حضرت حسینؑ کو خلافت کی طلب ترکا اس سے تجھیں تک نہیں
تھی۔ خلافت راشدہ کی عمر تو حدیث کی تصریح کے مطابق خشم
بوجلی تھی اس سلسلے ان کے کربلائی اقوام کو طلب خلافت پر بھول
کرنا خلافت کی حقیقت اور اسکی تاریخ سے ناواقفی یا بے ذائقی
کی دلیل ہے۔

ہنسنے یا روئیے۔ ہمارے جیسے حقائق کو ذوقی محسوسات اور
کلامی نطق کے ذریعہ بالی ہماں دیتا کیا ہوا میں گرہ باندھنے سے
پکھلم کمال ہے۔

خبر اس وقت اس کمال کے ماملہ سے بحث نہیں عرض
تو یہ کہ نامہ کہہ لوئی محمدیاں صاحب بھی جماعت دار العلوم
ہی کے ایک فرد ہیں اور جماعة العلماء کے ناظم۔ وہ شرق کی
سلطنت ہیں تو ہم صاحب مغرب کی۔ وہ اجابت خلافت راشدہ
کو حیات حسینؑ کا واحد نصب العین قرار دیتا ہیں تو ہم صاحب
اس سے تجھیں تک کہ مرتبہ حسینؑ کے خلاف بتاتے ہیں!

پیشہ یار این طریقت بعد ازاں تدریسا
اس کا تواریخ نہیں کہ ہم صاحب نے ناد اشکنی میں ملوی
محمدیاں صاحب کو ذوقی اور تاریخ کی حقیقت سے ناد افہت
ٹھیڑا دا۔ یہ ان کے داخلی معاہدوں میں جن میں ٹھنگوکے ہم جماز
نہیں، ملکین نویں دارالعلوم کے متفقہ مسلک کا کیا بنا ۱۹ اس عربی
کی جان تو اس پر کیا ہیتی؟ دعوے اور ایسے پھرے۔ نفرے اور
ایسے کھوکھے۔

حال یہ کہ صحابیؐ رسولؐ اہم معاویہ رضی اللہ عنہ کی
حیمت و ابر و سکلے ہم ہر اس حلہ اور سے دو دہائے کرنے
کی سعی کرتے رہیں تھے ذائقی یا عارضی طور پر کوئی اہمیت
حائل ہو۔ ہاں تو آن مگری یا علی بہادر جیسے حضرات کی کتب سے
ہماری کوئی لڑائی نہیں کہ ان بخاریوں کی نمود جاہب ہی جیسا
ہے۔ جھونکا آیا اور ظلسم طھا۔ اخھیں اسی موت اپر مرا
چاہتے۔ اور حادثہ ان تک جکھاتے۔ اور حاتماً عنکبوت سے نہ
ہے کہ اب ٹوٹا اور جب ٹوٹا۔ ہم زندہ رہے گئے تو حکلادیں نے
کہ نیزد کی آڑ میں حضرت معاویہؓ کی آبرو کے لائگی حاشقان
علی اور دارالقیاق حسینؑ کس طرح منہ کی کھلتے ہیں اور انکی تصنیقا

حیات فاروقی یہ یک نظر

مدفن : شهرت پیر منورہ۔ گروہ سید عالیہ۔ پہلو تابود کبر و رسول

ازوایج : مکمل ملکہ بنت۔ جو دل خواهی۔ قریب تر تو یہ
حیله اندھاری۔ اپنے عقیل۔ مگر بعد نزول آیت ذیں کیا ہے آخر
مکمل ہی۔ زینت چشمی۔ ام حکیم فرمادی۔ عائد بنت نبید۔

ام دعوم بنت علی

اولاد : پنون (ذکر) عبد اللہ عصیان اللہ۔ عاصم رضی کو اولاد پلی
عبد اگرمان اکبر۔ عبد الرحمن اصغر۔ زید فاسد علی۔

(۱۱۳۷) ام المؤمنین حضیرہ۔ نائل۔ زید توسمی حضرت علی

فتوحات : پرتو۔ دراثت۔ مسکنیہ۔ صحرائے توابع۔ دشمن۔ حصہ۔ تشریخ۔ طلب۔ انتظام۔ اجتماعی۔ اجتماعی
بیت المقدس۔ بزرگی۔ عراق سعی توابع۔ تادیسیہ۔ داشت۔ اچوار۔

ولادت : شهرت کمرہ۔ سال ۱۴۵۲ میتوں

اسلام : سال ۱۴۵۴ میتوں بعمر ۲۳ سال

بوت وصال نبی : سال ۱۴۵۵ میتوں مطابق ۱۰ جون

خلافت : پرتو ۱۴۵۶ میتوں مطابق ۱۱ جون

شهادت : پرتو ۱۴۵۷ میتوں مطابق ۱۲ جون

(یقین اکمل فی الشهادۃ والحوالی)

مدت خلافت : ۱۰ سال

فتوحات : پرتو۔ دراثت۔ مسکنیہ۔ صحرائے توابع۔ دشمن۔ حصہ۔ تشریخ۔ طلب۔ انتظام۔ اجتماعی۔ اجتماعی
بیت المقدس۔ بزرگی۔ عراق سعی توابع۔ تادیسیہ۔ داشت۔ اچوار۔

حیات عثمانی یہ یک نظر

مدت خلافت : ۱۰ سال

ولادت : شهرت کمرہ۔ سال ۱۴۵۲

مدفن : شهرت پیر منورہ۔ جنت البیتعی شرقی حصہ موسمہ "حش کوب"

ازوایج : مکمل گروہ نزول آیت میخانہ علیکم اندوخت جو تو یہ
ذکر ہے۔ سیدہ رقیہ۔ سیدہ ام کلتوم۔ ام غزو۔ نائل۔ عائشہ
بلہ۔ نائلہ۔ ام المؤمنین

اولاد : پنون (ذکر) ۱۰۹ ایام (۱۱۳۷)

وزکر سید عصیان اللہ کبر و مسدر رسول۔ عصیان اللہ اصغر علیہ خالد۔ ایام فخر
و شید (ایام) سعی توبی۔ ام سعید۔ عائشہ۔ ام ایام۔ ام غزو۔ مریم صفریہ

فتوحات : آذربایجان۔ آرتسیانا۔ ایپ۔ قفقاز۔ قوخار۔ کویہ۔ قبرص۔ ناکوش۔ خوجہان۔ طبرستان۔ نیشابور۔ روس

هرات۔ مخادرستان۔ سیستان۔

اسلام : پیش شنبہ ۱۵ اور یعنی الادل سال ۱۴۵۴ میتوں بعمر ۲۳ سال

عمر پر وقت وصال نبی : ۱۴۵۵ میتوں مطابق ۱۱ جون

خلافت : ۱۴۵۶ میتوں مطابق ۱۲ جون

شهادت : پرتو ۱۴۵۷ میتوں مطابق ۱۳ جون

تائیں : احمد جیبی۔ عمر بن جعفر۔ عائشی

فتوحات : آذربایجان۔ آرتسیانا۔ ایپ۔ قفقاز۔ قوخار۔ کویہ۔ قبرص۔ ناکوش۔ خوجہان۔ طبرستان۔ نیشابور۔ روس

هرات۔ مخادرستان۔ سیستان۔

ایک استفتا اور اس کا جواب

استفتا جناب محمد شعیب علیہ نے اپنے ایک استفتا و کاہر جواب دو معلوم و معرفت عالمان دریں سے تحریر ہی تکلیف میں با مالکے انھوں نے بغرض شناخت بھیں اور مصالحت کیا ہے اور ہم دونوں جواب اسے استفتا کے شائع کر رہے ہیں۔

ہر دو صحنی خضرات سے بہتر اس اضلاع کے لئے سماقی چاہیں گے کہ جو عربی بھارت انھوں سے تحریر فراہم تھی ان کا اور دو قرآنیہ ہم نے بالقابل درج کر دیا ہے۔ ترجیح کے لئے جو امور مطالعی پوری بات نہ ممکن ہے۔

پھر ناظموں تھیں سے بھی ہم اس تطہیل کی معاقولی طلب کریں گے کہ اس مقصود پر ہم اپنا یہ ایک ادار یعنی کورنیٹ اس سے سمجھتے ہیں جو اکتوبر ۱۹۷۰ کے علی ہیں لکھا گیا تھا۔ پرانے قارئین اگرچہ اسے ایک بارہوں ہی بچے ہوں گے لیکن ہم زادوں سے آئیں میں ہیں دنیا کا سعادتی دنیا زیرِ خوش ہے اس کے پیش ظریفہ ہم گاہ کا گزیرہ پھر تازہ کر لیا جائے۔ مخصوصاً ہوں گی کہ بخاری کی جس حدیث صحیح و مبارکہ کے لئے تو پیش ہے کہ کسی کے نہ ہے اس اور ایسیں تھنگوں کی تھیں اسی حدیث پر ہر دو صحیبان کرام نے عالمان تو ضمیح استاذ خواجہ کتابت کو اور زیادہ تر تفسیر کر دیا ہے وجہ ا

آغاز سخنِ القویں

جس ماحول میں انھوں سے آنکھیں کھوئیں، پلے، بڑھے، وہاں بڑھے کی شخصیت ایک الہیں نہیں کی حدیث میں متعارف تھی شیعہ پرویگیہ سے متاثر خضرات کا، عالم تھا کہ آنکھیں بند کر کے بزید کے سبق و خور پر ایمان رکھتے تھے۔ یقینیات کا سلسلہ ہے کہ کوئی اگر بیٹے سے کوئی عقیدہ دل میں لئے بیٹھا ہو یا کوئی خاص مسئلہ دو روحانی رکھتا ہو تو اس کے دل دو ماخ کو دیں ہی دلائل و شواہد زیادہ اپنے کرتے ہیں جو اس کے عقیدہ دل میلان کی تائید میں ہوں۔ اور ان دلائل و شواہد کو وہ نظر انداز کر دیتا ہے یا ان کی تاویل کر لینا ہے جو اس کے عقیدہ دل میلان کی تبرید کر رہے ہوں جیسا شام سماں میں پڑتا ہے اور یہی یزید و معاویہ پیر کے سلسلہ میں ہی ہزارہا۔ آج سے بعض مددوں پہلے سے حضرت معاویہ کے غالی خالصین کا پروپریگنڈیہ اور کتب و اقتراں نصروف کم علم عموم کو بلکہ پڑتے لئے خاص کو بھی متاثر کرتا چلا رہا ہے اور اس کی بیشادی و جریہ ہے کہا بند ایں جن دوں سے لوڑ خلافت اور اس کے بعد کی نارنجی بھیں جو دھبہ علی کے نام پر بعض معاویہ کے شکار تھے اور حضرت معاویہ کو عظوں پر بعض تھرا نے کا سب سے بہتر راستہ تھیں یہ نظر آیا کہ حضرت معاویہ اور ہمیں ہماری نسبت کے مطابق اجر دے۔

لکھا ہے کہ بزید و معاویہ کے سلسلہ میں عوام کے خیالات غصہ سے زیادہ نرمی اور تاؤ سے زیادہ حلم کے تھا خاصی ہیں۔ وہ تیجا رے دععتد پر علم رکھتے ہیں زیگری بصیرت

البتر بزید کی جو منفعت اور علمی تعریف بخاری کی حدیث میں آتی ہے اس کے باعث ہم نے تو نہ اس پر مبنی کر سکتے ہیں نہ ان لوگوں کو اس کا مشورہ دے سکتے ہیں جو بخاری کی عظمت اور مقام سے واقعی ہیں۔ بخاری کا کتاب ہے کہ اسناد کی عمدگی اور مطلبی کے پرلوے سے تمام امور کا سوران کے بعد محب سے صحیح اور مستند کتاب مانتی ہے۔ اس میں بورہ ایت آجائے اس کے خلاف دایا کے ہزار دن تھے ہمیں نا معمول ہیں جب تک کہ ثابت نہ کرو، یا جائز کہ بخاری کی مستند کمزور اور خالص دو ایات کی اسناد ضبوط ہیں۔ نہ دو صد و پانچ کے باہرے میں جو کتب تاریخی مانند اور اساس کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان کی دو ایات کا بخاری کے مقابلہ میں ضرور ہائی کوادہ تو اہل علم کے نزدیک اس قابل ہیں ہیں کہ دو ایات محدثین کی کسی بھی صفت میں احسنس بلکہ دی جاتے۔ پھر یہ کون صاحب ایس ان دو ایات آسانی سے مان لے گا کہ بخاری میں تو اس کے سچے اور بکریوں پر رسول فداہ الہابی حضرت امیر معاویہؓ اور بزرع کے صفت ہوئیں جو کہ بزرگ بزرگوں اور غلامان رسول کے لئے جائز ہو کر ضمیم و موضع دو ایات کے مصارے اور کذب و افتراء پر میکنے سے مغلوب دستاڑ ہو کر بزرید کی شیوه کا دستہ دراہیں، اسے جسمی قرار دیں اور کسی ذکر کیچھے، کبھی کلم حلال حضرت معاویہؓ پر جھٹپتے اڑاہیں، ان کی دینداری کو بخوردی کریں، احسنس دشمن رسول ہاؤ کرائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرد نامی۔

اول جیش من امسیٰ [بیری] ایت کے اس پہلوگر وہ اپنے یقزوں الحقد او جوا الشجاع کر لے جس بھری بدلائی تاریخ ناقابل تردید طور پر شاید ہے کہ اسلام میں سبھے پہلی بھری جمل حضرت معاویہؓ نے لاہی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھری جنگ اسلامی کی اجادت ہیں دیتے تھے حتیٰ کہ اس کی اجادت طلبی پر انہوں نے حضرت معاویہؓ کو سخت جواب میں دیا جس کے بعد انہیں اصرار کی جرأت نہ ہو سکی۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کا دور آیا تو انہوں نے بجا اتے، سے دوی اور حضرت معاویہؓ نے بکسر روم کے شہر پر جزیرے تبرص پر حملہ کر کے فتح ملاصل کی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودے سے پر چاری جانیں قربان۔ وہ سمانی ہی کب ہو سکتا ہے جو قول رسولؐ

سے اپنے جس میں کو علاقہ سنت کے نامزدگر را تھا سے جو بھر کے ملعونوں میں موجود اور فاسد تاجر و کھلاڑیں۔ اس کا تھہ اور نہادی تجھے یہ ہو گا کہ حضرت معاویہؓ کی دیانت دوین داری اور حق پرستی خود کو خود بخیل کر کے بخاچہ وہ اپنے اس بغایتی چال میں خوب کیا ہے ہوئے اور ہر شخص دریکہ را چھے کا چھے خاصے پر بخے لکھا اپنی سنت اور معاویہؓ کے بارے میں تھبت تا لفظ پر خیالات کے اسیہ میں اور امام حسینؓ کی مظلومیت کا ہر منظر خیس اس قدر در غلائیا ہے کہ ایک مظیم صحابیؓ کی حسابیت ہمیں ان کی نظریں کوئی دوستی شے باقی ہیں وہی مالا کوک اگر وہ امام حسینؓ کی مظلومیت کو جذبات کی وجہ پر بصیرت تدریس کی صنیک سے دیکھتے اور طبعہ دیاں سے بھری ہوئی تائیکوں کے عرض محفوظاً و مضمون طور دیاں پر ٹکر کرتے تو بالیغین ان پر واخیق ہو تاکہ یہ بعدو یہ ایک جلیل اعتدال حوالی ہونے کے علاوہ دو دو اول کے اُن نتائج تین مدیرین میں سے ہیں جن پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی معاملہ فہمہ ترمذ مثناں اور بے لائے آنحضرت عمر بن حفصہ مسائیا اور حسن پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جسے عظیم حسابی لے مکن اعتماد کا قولاً دعائی اظہر سار فرمایا۔ وہی تھا کہ اور نہیں کہ حبیب حضرت عثمانؓ کے خلاف فتنہ و شر کی اُن تمام بادو اسلامیہ میں سلکانی جو اسی تھی ان کے زیر نگل شام میں کوئی قاسم فریکیں نہیں اُنہیں اُنھیں اور جب صفر، کوئے اہل بھرے سے باقی دیے پہنچے تو شام کا ایک فرد بھی ان میں شامل نہیں تھا۔ ہم فقیہوں سے کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ حضرت معاویہؓ کے انہی میں مدیرانہ مشوروں کو قبول فرمایا تو واقعات یوں ہانپیش آئے جس طرح میں اُنکے

بزید سے ہمیں براہ راست کوئی دیکھی ہیں۔ ہمارا اساس تو حضرت معاویہؓ کی حرمت و ابرد کے تعلق سے ترک احتمالہ مدار حضرت معاویہؓ کی حرمت و ابرد و بھی ہیں اس لئے مطلوب و محبوب نہیں ہے کہ وہ اسوی تھے، بلکہ اس لئے مطلوب و محبوب ہے کہ وہ صحابی تھے، کاتب وہی تھے، رسول اللہؓ ان کے تنفس کو سراہا ہے، ان کے والدابھیانؓ کی فتح کے وقوع پر رسول اللہؓ نے تھنی پڑھی پاس داری کی ہے کہ تاریخ اس کی نظریہ نہیں لاسکتی ان کی عزت ہمارے اس عقیدے سے کہ عزت ہے جو جلد صاحبزادہ کے بارے میں ہے، رکھتے ہیں، بلکہ پوں کیتے جلد اپنی سنت رکھتے ہیں۔

کتابیں میں پیرسرا سکیں ان میں بزید و معادیوں کے حالات پڑھئے۔ جو عبارت کمبوں میں آئی استادوں سے تھی، جن رواجاوں کی کتنی توجیہ ہے نہیں پوچھتی تھی ان کے راویوں کی تحقیق کیتیں اسماں بدل کی کتابیں پڑھائیں۔ حال یہ کھلا کہ حضرت معاویہ پر حرف لائے والی روایات کے راویوں کا تو ایک بھی مسلمانہ سند ایسا نہیں ہے جسے میں کوئی شیئی، یا تزویک یا مجموع راوی شامل نہ ہوا اور بزید کو ملعون باور کرنے والی روایات میں ایک بھی مسلمانہ سند لیا نہیں ہو جو فی روایت کے معیار برکھرا اترے۔ زیادہ تر تو ایسے راوی ان استاد میں ملتے ہیں تھیں اسماں بجال کی کتابوں میں کذبیہ مفتری، وشاعر، ملکس و خبر تباہیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جن روایات سے حضرت معاویہ کی ایمانداری اور بزید کی تھوڑی سے بالاتر علی حالت کا پتا چلتا ہے ان میں سے بعض تو سندا کے پہلو سے بخواری کو مسلم کی تھر کی ہی بعض ان سے ہی کی ہے، مگر مدد و دہ د تزویک نہیں اور کم کے کم مقابل روایات کی استاد سو برابت اعلیٰ ہیں۔ ایسی صورت حال میں بخواری خلائق ہمی دو رہنمی کو بزید کو حضور قریل اللہ علیہ وسلم نے جنتی کیوں بتایا۔ اس زمانے میں ہم ضمون خیس لکھتے تھے تھے تھے بھرپھی فل اسکی پ کے تقریب اپنائیں صفحوں کا ایک مٹھوں لکھا اور صاف کیا ہوا سو وہ یاد نہیں کس رسائل میں لکھا، وہ شائع نہیں کیا اصل سو وہ اب بھی شاید پرانی پڑیوں میں کہیں پڑا ہو۔

مسلمان بجاووں کی غلط فہیں جملہ و نوادراتی کی کتنی گھائیوں تک شکوہ کر سکھائے جا رہی ہیں اس کا اندازہ اس عبارت سے کیجئے جو ایک درست نئے خط میں نقل کر کے لیتی ہے اور جو حسید را باد کے ایک پرچم کی تازہ اشاعت میں جو پڑیا بزید ایک چمکر راوی نہیں ہی برشکل نوجوان سما جس کو صوموت کے کاموں کے بجائے کتوں، مدد و دہ عورتوں، هزاراب اور گانے سے بے حدہ پیچی تھی۔ بزید نے جو کو اپنی معاویہ کے دور امداد میں آئنکہ کھوئی تھی، شپرزاوگی کی زندگی بس کی تھی اس نے جوان ہوئے ہی وہ عشرت پسندی کا شکار ہو گیا۔

پہلے بھروسہ کرے۔ زد ایکیتے اسی حدیث میں کیا ہے جسکی تھی می ہی ہے جو پوری ہو چکی۔ اس حدیث کی روایت حضرت امیر حرام حجۃ اللہ عنہماں ہیں وہ فرمائی ہیں:-

قللت یا رسول اللہ (مسیح) پوچھا یا رسول اللہ کیا ہم میں اس میں انا فیه مخقال انت (پیغمبر مسیح کی تھیں) ہوئے حضور گئے فرمایا اس تم بھال اس میں ہو گی۔

اور تاریخ گواہ ہے کہ قرض پر حمد کرنے والے اشکار میں امیر حرام بنت ملخان اور ان کے شوہر عبادہ بن صارت مشتمل تھے۔ پھر اسی قرض پر اتنے کے بعد ان کا تھوڑا بد کا، جس سے وہ گر بڑی باد مر گئیں۔ ان کے اسی طریق مر نے کی میشین گوئی بھی کتب احادیث میں موجود ہے۔

اب اگے چلتے۔ یہی امیر حرام گھنٹی میں کرسوں اللہ نے فرمایا:-

اون جيئش من أهنتی میری امت کا رہب پہلا شکار جو شہر تھی
يغزوون مدینۃ قديمی (المکتوب میر) مسلم کے حماس کی تھی
مقفور لاهو فقلت مقدار ہو چکی ہے۔ میں پوچھا یا رسول اللہ
انا فیهم یا رسول کیا ہم بھی اس میں ہوں گے۔ حضور نے اسے
الله قال لا جواب دیا ہیں۔

اور تاریخ شاہ پھے کے قسطنطینیہ پر حملہ اور ہوتے والی پہلی سماں نوچ دہی ہے جو بزید کی سر کردگی میں مصروف ہجاء ہوئی تھی۔ اس میں ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر، ابو ایوب الصاری اور حضرت حسین بن علی علیہ اللہ عنہم یعنی اکابر صاحب شریک تھے۔ جب استاذ المکرم حضرت مولانا حسین احمدی ملک الدین سراہ کے درس بخاری میں یہ حدیث ہمارے سامنے آئی تحقیقت میں ہم بھی اخنی دو گوں میں تھے جو بزید کو ایک محتم شیطان کی جیشیت سے جانتے تھے ایک اس وقت ہم کا پہلی تھی دار رے۔ نعم اللہ من ذا لک جس شخص کے جنتی ہوئے کی سوار و جہاں صفا و مکہ میں خوب سہ جاتی خاتم النبیین الف الف مرآۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام خبر دیں اسے ہم بھوئے و مدد و دہ بھیں، حالانکہ بخاری آنکھوں نے اس کا کوئی سبق و خبر نہ دکھا ہو۔ ہم نے تو ہر کی اور اسی دن سے کتب تاریخ پر براہ راست نظر مارنے کا ہمیشہ کیا، چنانچہ قدماں کی جنتی بھی

کیا، بیزید کی امدادت میں مساوی پڑھیں، بیزید کے ہدیتے اور
ویسیقتوں کے۔

سمیپی ایک امام حسین کی مظلومیت و حق پسندی میں
چار چاند لگائے کے لئے بھولے لوگ اس مقدس گروہ کی حرمت
و ناموس کے نکھلے اور ہیرے ہے ہیں۔ اپنے سخیوں کے
اویض ایکستی جواب ملے گا کہ مکروہ عمل صرف ان لوگوں کا ہو سکتا
ہے جو تہب علی کرم اللہ وجہہ اور خاندان پاشمی ہی کو عظمت و تقدیس
کے تمام اختیارات عطا کر کے باقی حصہ پر سے ان کی عظیمین حسین لینیا
چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لئے طرح طرح کے ظاہر فریضے
استعمال کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو اپنے ملک میں کامیابی اس لئے
بھی کو عام جماں جاہل نئے اور خواص کے اکثر افسر اور واقف اس کو
کے پیدا گردہ جذبات کی طوفانی رو میں قوت لفت و انتظار کھوئی
تھے۔ کون نہیں جانت اک جب جذبات کے بادل گھر آتے ہیں
تو عقل و علم اور انکار و نظر کے خود پھر جاتے ہیں۔ حالانکہ
جذبات اگر غلبہ نہ پا جائے تو یہ سمجھتے ہیں کسی تحریکی ذہانت کی فروٹ
میں بھی کو مظلومیت میں بیزید کی ملعونیت اور حضرت مسیح اعلیٰ
کی تغییف پر تکھری نہیں ہے۔ وہ تو ایسے مظلوم تھے کہ بیزید کو تمہیں
کے بغیر بھی انھیں مظلوم کہا جاسکتے تھے۔

بعض دوستوں نے لکھا ہے کہ عفرت ایسا عادی دلالا
جواب پڑھ کر کوئی لوگ آپ سے بظاہر ہو گئے ہیں اور کتبیت سے نظر
کرنے لگے ہیں۔ ہم اس کا جواب اس کے سوابکہ ہیں دیے سکتے
کہ جس بات کو ہم حق سمجھتے ہیں اس کے بیان کرنے میں تھوڑی کسی کی
بڑھنی اور نظرت کی مشتمل برابر پرواہ نہیں ہے۔ یا انہیں علیٰ
دلائل سے اگر ہم پر چار ہی معروضات کی تعلیمی واضح کیجاے تو
یقیناً ہم پوری توجہ دیں گے۔ یا تو متعارض کا درکریں گے یا اپنا
قصور بانیں گے۔ یہ کیا کہ فاسد ذراائع اور ناقص روایات
اور بے بنیاد افواہ ہوں اور سنی مسنائی یا توں کے سہارے جن لوگوں
نے غلط فہمیوں کو مینے سے لگا رکھا ہے انھیں اس پر بھی خدا نے
کر ایک شخص علیٰ عقولی دلائل سے ان غلط فہمیوں کا گردہ چاک کر
رہا ہے۔ ہم سے تو صرف احوال اور اشارت پر اتفاق آیا ہے۔ دعا

وہ ہر وقت شراب کے لئے میں بد صفات رہتا تھا۔ اسکی
کوئی مجلس شراب و کباب کے وکر خرسرے میں بھی
نہیں۔ اتنا یہ کہ صورت شراب پر میں بھی شراب ساختہ
تھی۔ نشہ میں آیا تو اس اتنی کے استھان فرستے بھی باز
رہتا تھا۔ زمانہِ حجہ میں شراب پینے سے باز رہتا
تھا۔ سوتیلی باؤں اور بیوؤں اور بصیریوں نے بھکاج
کو جائز سمجھتا تھا۔ بیزید کی انتہائی صعیت شعائی
کا جائز عالم فخار، اس سے (العزوز بالله) امام المؤمنین حضرت
عائشہؓ تک کونکاچ کا پیغام بھیجا۔ عازم و زرستے
اس نے کوئی سرو کارہ نہ تھا۔ پھر عجب میں ہر وقت
سردوف رہتا تھا۔

یہ ایک ایسے رسالے کے مضمون کی عبارت ہے جو
اپنی صفت ہونے کا مردی ہے اور حدیث پر ایمان رکھتا ہے ہم
یعنی یہ کہ اس عبارت میں جو کچھ کہا گیا وہ اس حسن نیت کے ساتھ
کہا جائی ہے کہ بیزید کو جتنا مرد و ثابت کریں گے امام حسین کی مظلومیت
و عظمت اتنی ہی فزوں ہو گی اور نکھنے والے کو یقین ہو گا کہ وہ سچ
بھی لکھ رہا ہے۔ ملکیں اس کو کیا کہیے کہ جس حسن نیت اور یقین
کی بنیاد پر جہالت، کندہ دہنی اور بھری پرسوں سے سوائے
لفظان کے کوئی خاندہ جنیں نہیں سکتا۔ حاملیگر پر ٹھم و شفاوت
کے جواز اس امات یعنی منصب برائیوں نے لگائے ہیں وہ شاید
کذب و افتر اک ایسا گھنٹا ناما پنداہ نہ ہوں جتنا بیزید پر لگائے
ہوئے الزامات کا یہ ملپنداہ ہے ۱۔ سے چھوڑ لیئے کہ صدقہ
سے ملحت ایسیں کہاں سے آئیں اور: پچھے خاصے سمجھداروں کی
عقل پر تھکر کیسے پڑے اسے دیکھئے کہ بیزید کو ایسا ہی بد کاراہ
لعنیں مان لیئے کے بعد اُن حضرت معاویہؓ کی دینہ اوری، حق
پسندی، شرافت اور عظمت صحابت کا کیا حشر ہوتا ہے،
جمسوں میں بیزید کو غلبہ نامزد کیا تھا اور ان بے شمار صحابیں
حق کوئی کو خلاف شرع نہیں سمجھا تھا بلکہ بیزید خلیفہ ہو گیا تو
اس کی صیعت کی اور ان عالی مقام حسناپاگ کے پیوش و حواس
کہاں تک سالم نظر آتے ہیں جمسوں نے بیزید کی سرکردگی میں جیسا

صواب پر بہ اسلام کانفرنس میں اپنے اقدامات پر ان کی رفتہ رفتہ شان کا اس ادا
رکھتے ہوئے اس پر ہم سے لفظ کو کرے کہ آبادہ تدبیر و تدبیر کے
نادویٰ نظر سے مناسب و ضید تھے یا غیر ازب اور مرحوم -
ہو سکتا ہے کہ ان میں سے برائیں بھی دیکھی تو فتح رکوئی ایسا
افلام کر گذرا ہو جو تکرہ تکرہ کی کسوٹی پر پوچھ طرح کھڑا نہ تھا اور
اور اس کے نتائج بخیع سے زیادہ تقدیر کے حامل رہے ہوں
اوہ یہی ہو سکتا ہے کہ ان کے دام پر کسی دالستہ بنا دالستہ
معصیت کے چیزوں پر گئے ہوں اکیونک وہ انبیاء کی طرح
محض مقصود تھے۔ ان کے گرد اسلامی تکمیل اشت کا وہ حصہ
نہ تھا جو انبیاء کے گرد ہوا کرتا ہے۔ ان سے نکرو تدبیر اجتہاد
و استناظر اور فیصلہ و اقدام میں غلطیاں بھی ہو سکتی تھیں۔ وہ
فوری جذبے کی رو میں ایک دوسرا پر زیادتی بھی کر سکتے تھے۔
لیکن اگر کوئی شخص ان کی طرف ایسی باقین مجبوب
کرے گا جن سے یہ ظاہر ہو کہ وہ نفسانی خواہشات یا احسان
مال و جہاہ کے تحفہ دین کے واضح اصول و احکام کو پاہال
کر گزد رتے تھے یا کھلکھل کھلا کہا تو کے متکب ہو جاتے تھے یا اھم
دین کو دنسی اور معادلات کا اک کار بیان اخفاپیا یا وہ دیدار و دالستہ
نشانہ پر پا کرنے والے تھوڑے اسے کسی معاف نہیں کریں گے
اخنوں نے بیب بھی جو قدم اٹھایا تھی سمجھتے ہوئے اٹھایا کہ یہ
احکام شرعی کے خلاف ہے ان کی سیاست ملک تکت
کی جی خواہی اور امت مسلمہ کی نسلانی پر جی ہستی رہی۔ لیکن
بات ہے کہ بعض حالتوں میں نوت فکر یہ سے چوک ہو گئی ہو
یا اچاک پیش آجائے اسے حالات نے ان کی تدبیری
اضافت نہ کر دی ہو۔

بیہدہ کو الگ ہم اسی دن اجسر مانتے ہیں تو لازماً یہ

بھی انساں پر کا حضرت مسیح دینے اسے خلافت کے لئے
تمہارے کے دیدہ وہ انسان ایک عظیم کمیگاہ کیا اور پگناہ قائم
ہے جس کا ہمیں تھا، بلکہ وہ مرستہ ہے جس کا درم کے ساتھ اس پر
بچھدا ہے۔ یہ ایسی تکرہ وہ دنیا داری ہے کہ صاحبیت کی شان
کے بالائیں جو ہمیں کھاتی اور ایک معاویہ کیا ان تمام بیعنی ملائی
صحابہ کو پسناہ کر دے سیست، بزرگ، بے حد، اور حمایت دین

جو، اندھہ بھی صاحب کا الحسین پر تیصہ ہے پڑھ کر بھیج جب
حال کھلے گا کہ صحابی اور حقیقت کذب و درد و دش اور خرافات
و ہنگوات سے کس ٹلک بوس اپنامیں دبی پڑی ہے خدا ہمارے
و گوں کا کیا ہو گیا ہے کہ تیز جو کو گالیاں دے کر خواہجاہ اپنے
سر اسی ذرہ داری سینے میں جس کا کوئی حقیقی قابلہ تصور نہیں
اوہ حسد اجاتے ان اہل علم پر کیا افتداد پڑی ہے جو یہ جانتے
ہوئے بھی کہ خلافت بیزید اور جیت بیزید کے معاشر میں کتنے ہی بہت
محبت ہے کا بھی ایک نقطہ نظر ہے اس طرح کی باشیں کرتے ہیں
گویا امام حسینؑ کے مغلبہ میں کسی بڑے سے بڑے محبتی ہجاؤ
ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی رفتہ و مرتبہ اسی ادبے
رعایت و لحاظا کی سختی ہے جن ملکہ حسینؑ اور حضرت
مسیح دین اور حبیب صاحبزادہ گرام پر رستہ فرمائے وہ سب اتنے اونچے
انتہی مقدس اور اتنے محظی تھے کہ ان ہیں سے کسی بھی ایک کو
خائن و بد کار کہنے یا ثابت کرنے والا عذاب نہ رہے نہیں۔ بچ
سکتا۔ بیزید کیسا تھا کیسا نہیں اس سے ہمیں کوئی سردار کا رہ
ہوتا گریم یہ دل بھیت کر جو حب حسینؑ اور باغیوں نے بھی اسے کر
قول رسول کی تکمیل کی جاوی ہے اور صاحبہ رضوان اللہ علیہم
کے داس حضرت کو داندار دمکھانا مقصود ہے بھی اور سب کے
سب بالغ اولاد سدیت الجم' کی مانند ہیں۔ ان سے ناموسیں
کی جائزیت ہیں پر توفیق ایزدی ہم صد اوں اور بدگمانیوں کو
سے بھی کچھ زیادہ سر جائے کو اپنے خلاف رکھتا کا
بوجب سمجھتے ہیں جس دار اہل فضیلہ ہے کہ صاحبہ کی دین
علت کو نظر انداز کر کے دین والیاں ہیں کچھ نہیں رہ جاتا۔ کاش
سادہ دل خواہ اور جد بات زیورہ خواص اسے سمجھیں۔

یہاں پہاڑ جسے اس نہلہ اور لفڑ کو دیکھوں چاہئے جسے
ہم پہلے کئی بار مختلف تبریزیوں سے بسان کرتے آئے ہیں تاکہ
صحابتؓ کے لفڑ سے خلاص ہوئی جو بھر پہنچتے تھے اور کہا اس
بات میں کوئی مصلحت نہیں ہے گل غصہ حضرت پرشیہ پر کیکھی غصہ
حضرت معاویہ پر اسی احتضرت علیؓ پر حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ
رحمی اللہ علیہم ہی سے کسی کے جی سیاسی مسئلکت اتنا کای

بے حس، نادان، بھروسے پئے کا ستش تم سوچتے کہ یزید یہ پارہ آج کے ان الجہلوں الجہلوں اور این ابتوں کی کسی برادری کرے گا جو صنم و فن کے چھپداروں سے سبیں پھراري غیرت کو لکار رہے ہیں تھا رے سبیوں پر موگ دل ہے ہیں، بہت ہے تو ان کی لکار کا جواب دو، ان سے آنکھیں ملاو۔ مسٹر پھر کے آنسوؤں سے ظلم و طفیان کے بھار میں سمجھے، ہے ہو کہ امام حسین علیہ السلام اور اسٹریڈ کا پروگریڈ دراصل ایک نقاب ہے علمت صاحب کی دیواریں بس کی راہوں صحابہ کا اسوس و آبرد ہوتے اور لٹوا نے کی سائی سدبوں اور عقل سیم عطا فرمائے۔

(یہ تباہیا ہے دست دوستان کا ادارہ۔ اب آپ استقامہ اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں)

استقامہ

حضرات علام رکن اسلام علیکم در حمد اللہ مائل کو چڑھار دکتب درسائل کے عالم سے ایک حدیث شریف کے معنی رفقوتم کے سچھی میں دشواری جھوں ہو رہی ہے لہذا اندازش ہے کہ اس پر درخشی ڈال کر یہی تخفی نہ داویں ڈھنودر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام رام رضی اللہ عنہ سکھ فرمایا کہ یہی امت کے لوگ مندی جہاد کریں ماراں کیجیے جنت کی بشارت ہے الخ

سوال یہ ہے کہ مندی جہاد حضرت عثمان غنی امی الشفعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے کے علاوہ نیزیدین معاویہؑ سے کی کیا ہے تو اس بحث کا حل اپنے ہے ہے حضرت معاویہؑ یا نیزیدین یا کتب و میراث کے حوالے سے یا اپنے علم و لذیں سے جواب تحریر فرمائیں تا امیریکے دلینماں کے لئے کافی ہو۔

الجواب

از جما شیخ الحدیث بن عثیمین الداروغی مذکوح معقول اعلام تعالیٰ علیہ السلام یوں فصل نہیں ہوا: «مات السعی میں اللہ علیہ و سلم و معاویہؑ مغلوب اور حرام نہیں۔ مات النبی میں اللہ علیہ و سلم و معاویہؑ مغلوب اور حرام قلت یا۔ رسول اللہ علیہ السلام

کے بعد بے سے عاری مانتا پڑے گا جھنوں نے ایک فاسق و فاجر کی نامزوگی پر کرنی واہ بلہ نہیں کی بلکہ اسے ایک ایسی شے جانا جس میں کوئی درج نہیں ہنا کار و دفت اسے پر اس طرح بیعت کر کند سے جس طرح ایک ستمی خلیفہ کی کیجا تی ہے۔

اسے والوں ہمروش کے ناضج و حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہے اور فالموں کی بچکانے نفرت کے چکار میں یہ بھیں سمجھے، ہے ہو کہ امام حسین علیہ السلام اور نہیں اور منصب یزید کا پروگریڈ دراصل ایک نقاب ہے علمت صاحب کی دیواریں بس کی راہوں صحابہ کا اسوس و آبرد ہوتے اور لٹوا نے کی سائی سدبوں سے جاذبی ہیں۔ یزید اگر ضریب میں کرو عاصی و گمراہ نہ تھا تو اسے پی اگلے میں دو۔ تم لعنتوں اور صدوں لوں سے اس کی قوانین ہنس کر وہی تو دوزخ کی ڈکھتے ہی نہیں ہو جائے گی۔ اور حضرت معاویہؑ نے اگر اس طبقہ بنا کر واقعی کوئی معصیت کی قسم تو ان سے جھی انشدافت لے گا۔ فاہر ہے کہ اللہ کو انسان کرنے کے نہیں اور سہنائی کی احتیاج نہیں ہے۔ تم یزید د سواریہ کی قسمتوں کا خیصہ کرنے کے لئے عالمین مت سمجھاؤ، بلکہ اپنی گردنوں پر سلطہ موجودہ ماکوں کو دیکھو کہ وہ کس بے تکلفی سے تھا رہی تاکوں میں بکھیں ڈالے گناہ و طفیان اور ہو اور ہو سکی دلدوں میں ہر کائنے لئے چلے جا رہے ہیں۔

تمہاری عیغرت دینی اور حجتیت ہیں اگر ایسی ہی ذکی الحس ہے کہ تجوہ سوہنے پہلے کافل الملوک کو گائیں اور یہ اور مظہروں کو ختم میں سینہ پیٹے بغیر حکم کو سینیں نہیں آتا تو ان مشیطین کے بائے میں برف کیوں ہو گئے جو حسن و جو رک کی سیاہی کے تھے رامفہ کا لکر رہے ہیں، وجہگراہی و ضلالت کی گھاشیوں میں تھیں مظہروں کی طرح پھکارنے لئے چلے جا رہے ہیں۔ مژد و دل کے لمحتوں نو شریک اور زندوں کے لئے کچھ نہیں۔ ماضی پر تو خوار و مہنی منظر اور حسان کے لئے اتنے کو جیشم کر سائے کا پھر حصی و کھانی نہیں دیتا۔ حسین علیہ السلام کے نام میں آنسو تو ہے اور حسی ان کی پیر و میری میں سرہنیں کٹاؤ گئے اور سد کٹا تو کھاتا جی احسان ہیں کر دیے کہ جس بقدر کے لئے حسین نے جان دی تھی وہ مفسد آج ہی نہیں بکار رہا ہے۔ سہرے

قیادت میں شکستہ یا شکستہ صحیحی میں قیصر پر عملہ آور جوا۔ اس پر
ستدمری جہاد میں تمام شرکیں ہوئے والوں کے حق میں اکھنپوئے
جنت کی بشارت دی ہے جس سے حضرت معاویہ اور درسرے نام
شرکیں عابرین کی نسبت و فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ ایسٹ
مذکورہ کے درسرے چلے اول جیش میں امنی یعنی دن مد نیتیہ
قیصر "کی شدید میں میں اور درسرے تمام شارحن حبیث و درجن
لکھتے ہیں اس ادا بہا القسطنطینیہ" اس کے ماتحت ہی اس امر پر
تمام مورخین و شریعہ حبیث کا اتفاق ہے۔ تقطیعیہ پر سب سے
پہلے حل کرنے والی اسلامی فوج میں کی صاحب حضرت عبد اللہ بن عسر
حضرت عبداللہ بن عباس۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر حضرت ابوالیوب
انصاری و خیریہ کے ساتھ نبیرین معاویہ مجھیش ایک عام فوجی
یا بکیشیت ایم الحشیش کے ضرور شرکی ہوئے تھے اور ان حضرت
حصی اللہ علیہ وسلم نے بلاشتا۔ ان سب کے حق میں محفوظہ لامر
قریباً مفترقہ کی بشارت دی ہے اور چون کراس جنگ کے بعد زیریں
بن مد نیتیہ والی جماعت کے لئے بشارت مفترقہ ہے اور بشارحن
حدبیت کے بیان سے معلوم ہوا کہ اول غزوہ بکری حضرت معاویہ کی
سرپرستی میں ہوا اور اذل عصمت وہ مدبر زیریں کی سیادت میں
ہوا۔ فقط والثا ہم بالضوابط ۲

ذلک قارئُن يَكْتَمِلُ - (النساء)
زیرین معاویہ بلاش، رویائے نبوی اول جیش میں امنی
یعنی دن مد نیتیہ قیصر محفوظہ لامر کا صداق اور سوچی
مفقرت ایں ۲

جو لوگ زیریں طرف بلانائل شراب لوشی اور ترک محلہ دیافت
اکام شرکیہ کی تبدیل کرتے ہیں ان کو حضرت جیسین رضی اللہ عنہ کے
سو تسلیمی ہاتھی چوری نہیں ای طالب الحعرف باں الحفیہ کی اس کے
خلاف نہ درج ہوں لیں شہزادت کو پیش لظر کھانا ہائے۔ حافظ ابن کثیر
ملہ پیکھے عن وہ امارت زیریں شکریات ایں ہیں جسے اس سلسلی تقریباً
سچی اہله عنہ۔ اور حملہ قدر، وجہاً کی شرح میں لکھتے ہیں
"معناہ داد جدوا استحقاق الحجۃ" اس بیان سے معلوم ہوا
کہ اسلامی تاریخ میں پہلا اسلامی جنگی سڑک راستہ عرب ہے اور طبقہ نبیریہ
کی خلافت میں تیار ہوا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی اور
ظہر اس کا ترجیع قارئین ہمارے تھوڑا اداریہ میں عاظم فرمائیں۔ فاتح۔

اماً فیہم قائل انت فیهم مقانت تمر قال الانجیو حلی افہم
علیہم السلام اول جیش من امنی یعنی دن مد نیتیہ قیصر
مفقوس لامر فقلت انا فیہم یا رسول اللہ قال لا (عنی)
بخاری جلد اول خطاب الجہاد ص ۲۷۴

اس حدیث کی شرح میں علم مقطلہ لکھتے ہیں حسان بن
ادل من غزہ امدینہ قیصر بیزیز بن معاویہ و معده
جماعت من سادات الصحابة کا بن عبادین عتبی اس
داین السن بیرون وابی المیوب الانتصاری دتویہ بہانی المیوب
سنۃ الشیعین و الحسینین من الہجرۃ قال المهدی
فی هذل الحدیث منقبة لمعادیۃ لکانه ادل من غزہ
الحمد منقبة لولساہ بیزید لانہ ادل من غزہ
صلی بنت قیصر استحقی ۳

روایت مذکورہ بالاسے علوم نوادر اول جیش یعنی دن
والی جماعت کے لئے جنت کی بشارت ہے اور اذل جیش یعنی دن
صلی بنت قیصر کے لئے بشارت مفترقہ ہے اور بشارحن
حضرت کے بیان سے معلوم ہوا کہ اول غزوہ بکری حضرت معاویہ کی
سرپرستی میں ہوا اور اذل عصمت وہ مدبر زیریں کی سیادت میں
ہوا۔ فقط والثا ہم بالضوابط ۴

تصویق

از تجسس الحدیث حضرت مولانا عبد الرحمن حمانی
مہما پروردی (شارح مشکوہ)

"جواب صحیح ہے" علم رسمی حقوقی اذل جیش من امنی
یعنی دن الامر کی شرح میں لکھتے ہیں" اس ادابیہ جیش
معادیۃ و قال المهدی و قال المهدی و قال اذل من غزہ الامر
وقال ابن زبیر قال بعض شہزادان ذلک فی سنۃ سے
اعشی بن دھی غزوۃ قبیس فی سن من عثمان بن عفان
رضی اہله عنہ۔ اور حملہ قدر، وجہاً کی شرح میں لکھتے ہیں
"معناہ داد جدوا استحقاق الحجۃ" اس بیان سے معلوم ہوا
کہ اسلامی تاریخ میں پہلا اسلامی جنگی سڑک راستہ عرب ہے اور طبقہ نبیریہ
کی خلافت میں تیار ہوا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی اور

شہو روز خداوند مفتخر و محدث لکھتے ہیں ۔

ان عبداللہ بن مطیع شی فی المدینۃ هو واصحابہ
الی محمد بن علی بن ابی طالب فراسد وہ ای خلعم بیزیں
فابن علیہ حمد تعالیٰ ابن مطیع ان بیزید بشرب الخمر یترک
الصلوٰۃ و یتعدی حکم الکتاب فقال لهم ما الایت منه
ماتن کیم دخدا حضرته واقعت عنده کافر آئیه موها
علی الصلوٰۃ متحری بالخیر، پسال عن الفقه ملازمًا
للسنة قال وفا ذلک کان منه تضليلك فعال وما
الزی خاف صنیاد رجاء حق یتپھر الی الخشوع اعما
اطلعم على ماتذر کردن من شرب الخمر فان كان اطلعكم
على ذلک انکم لشرکاً گوا وان لم یعن اطلعكم فما
یجعل لكم ان تشهدوا وبهم لم تعلموا قال وفا عندنا
لحن وان لم تكن سر اینا، فقال لهم ایي الله ذلک على
اهل الشهادة فقالوا لامن شوید باحقی دھرم یعلمون
ولست من امرکم في شی قالوا فتعلیک ذکری وان یقول
اکام غیرك ذکری نولیک امرنا، قال ما استھن المقتول
على ما تزید و منی عليه لا تابعاً ولا مستبوعاً، قال انقل
قائل هم ابیت قال جیتو نی یمثلا، ایي، قال على مثل ما
قال عليه فقالوا افهم ابیت، اما القاتل فلما کمال القتل معنا
قتل بواصرتهما فائتلت قالوا فقدم بمناما تخت لکنا
فیکه على القتل قال سبحان الله امرالناس بحال افضل
دکار رضاها اذن ما تھحت الله في عباده قالوا اذن
تکرھلک قال اذن امرالناس بتقوى الله وان کلا
برضوا بالمحلوک بسط الحال (در خرج الی مکہ، الیہ
والنهایة میہد) ۔

ترجمہ: عبداللہ بن مطیع اپنے کچھ ساختیوں سمیت مدینے میں گور
بن علی بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جا ہاں بخیر نے
کی بیوت توڑنے پر آنادہ کریں یوسوف نے انکار کیا تو اس بطبع نے
کہا۔

"بیزید شراب پیتا ہے نماز نہیں پڑھتا اور احکام قرآنی سے
تجاویز کرتا ہے؟"

یوسوف سے افسوس طایار

"میں نے تو اس میں یہ باقی نہیں پائیں حالانکہ میں اس کے
پاس بہت اٹھتا بیٹھتا رہا ہوں میں نے تو یہی دیکھا کہ وہ نہ از کا
خوب پابند رہے، اچھے کاموں کے لئے بے چین رہتا ہے اور لوگ
اس سے فقرہ اور حدیث کی باتیں دریافت کرتے ہیں"۔

ابن عطیع کے ساختیوں سے کہا

"یہ سب کچھ وہ آپ کے دکھاوے کے لئے کرنا بخوبی"
یوسوف بولے

"بھلا اے مجھ سے کیا خوف یا کوئی اسید، اور یہ حقی کہیرے
سامنے نیک بیٹے کی سماش برنا، آپ یہ بتائیے کیا آپ تو اس اس کی
شراب نوشی سے واقعی پوری طرح اگاہ ہیں؟ اگر اگاہ ہیں تو بھائیاں یہی
آپ بھی سے خواری ہیں اس کے شریک رہتے ہوں گے۔ اور اگر
اگاہ نہیں ہیں تو آپ کے لئے ایسی بات کی گواہی دینیں باز نہیں
ہے جسے جانتے نہ ہوں"؛

انھوں نے جواب دیا

"بیزید کی سے خواری ہمارے نزدیک امر واقعہ ہے اگرچہ
انکھوں سے نہیں دیکھا ہے؟"

ابن علی گویا ہوتے

"گواہوں کے لئے اللہ نے اس ناہکم طریق شہادت کو

لے اس سے واضح ہوتا ہے کہ مجدد بن علی کا ابتوہ بیزید کے خلاف اٹھتے اور باشیروں کا ساتھ دیے گئے معصیت کبیرہ قرار و نیتا تھا، باعیوں کے الفاظاں کو
بعض لوگ بہت خطا ہوتے ہیں اور طرح طرح کی تاوینیں نکالنے ہیں میکن حق یہ ہے کہ جو ہم عصر حضرات حکومت بیزید کے خلاف قمریک چلانے کو غلط میل
کرتے تھے ان کی نظر میں اس قمریک کے شرکا کی جیشت بلاشبہ بیرون ہی کی تھی ووگ اپنی تھدید توں کے طوفان سے اُنیں واقعات کے کوہ گران کو بجا جانا
چاہیں تو یہی نضول کے سوا کچھ نہیں۔ جو کچھ میں طرح ہو یا اسے تسلیم کرنا چاہیے جو حضرت علی کے عالی قدر صاحبزادے مجدد بن الحنفیہ کا کمال آپ نے
لاخظ فرمایا۔ اس کے بعد غور فرمائیے کہ اگر بیزید ایسا ہی پد کردار تھا جیسا باور کرایا جاتا ہے تو اس کے پاس افتنہ پیش کیا جائی کیونکہ اسی ایسی مصروف پر

بیوں ابوالقاسم رضا سم کو تو حکم دے دیں کہ وہ بھارت ساتھ
شریک قتال ہوں ॥

ابن علی نے فرمایا ॥

”آخر میں افسوس ختم دیتا تو خود ہی شریک قتال نہ ہوتا ہے ॥

وہ کہنے لگے ॥

پھر یہ بھی نہ سہی مگر اپ کم سے کم افسوس تو ہمارے ساتھ
ایسے مقام پر چلے جیساں آپ لوگوں کو قتال مرا جھاڑ سکیں ॥
”سبحان اللہ“ ابن علی بولے۔ گوں والوں کو ایسی بات
کا حکم دوں جسے نہ کرو کہ ماہوں میں سندھ کرتا ہوں۔ تب تو میں
کے انتہا کے پسند وہون کی کچھ بھی نیسہ خواہی نہیں کی ॥

وہ بولے ॥

”تب ہم آپ کو نیسہ کریں گے ॥“

ابن علی کا جواب تھا۔

”اپ میں لوگوں کو اسی خیال حکم دوں گا کہ انتہے فریضہ
خلوت کی خوشبوی کے لئے خالق کی افسوسی کریں ॥“
(پھر اسی اس نیسہ کی صورت حال سے درد رہنے کے لئے
کے طبق) ”زیرِ خشم ہوا۔“
اوہ لوگ نے پیدا کر لعنت بھیجتے ہیں ان کو شرعاً اسلام حافظ
ابن تیمیہ کی مندرجہ ذیل تنبیہ کو سامنے رکھ کر اپنے اس فعل کو
پر نظر ثانی کرنی چلتے ہیں ॥

منور قرار دیا ہے۔ اہماد ہوا ہے کہ ملکین وہ لوگ جو گواہی دیں
پسی اور جسی گواہی دے رہے ہیں اسے واپسہ جانتے
ہیں ہوں ॥

لیکن آپ لوگوں کی حالت میں میں اس ارشاد حسنہ اوندوں کا
لکھنا نہیں پتا ہے ॥

ابن طیح کے ساتھی کہنے لگے ॥

”اوہ بہوش یہ آپ کریں بات مانگو اگر لگر رہی ہے کہ بزرگر کے
خلاف بغاوت کی تحریک کا ہم کسی اور کو لیڈر بنائیں گے پھر ہم آپ
ہم کو لیڈر بنانے ہیں“ ॥

ابن علی دیزرازی سے ہے اب یہ

آپ لوگوں میں راہ پر بجے نے جانا چاہئے ہیں، اس میں تو میں
قتال کو جائز ہی نہیں سمجھتا بلکہ بن کر کہ کسی اور لیڈر کے چیزے پکڑ
وہ لوگ کہنے لگے ॥

”آپ نے تو اخسر اپنے دارالصلیٰ کے ساتھ
رہ کر قتال کیا ہے“ ॥

جو اس طلاق کیا ہے بلکہ بے باپ جسے آدمی لا دتا کر
میں اس طیح کے لوگوں سے مقابلہ کر دوں۔ سبیول سے المول
لے کریا تھا ॥

اب ابن طیح کے ساتھی لیٹریاں دل کر، بولے
”اچھا صاحب آپ نہیں مانتے نہ مانیں گے اپنے دونوں

(تفصیلی صفحہ کا) اس کا پارٹ لے سکتے تھے۔ پھر شہادت حسینؑ کے بعد کا ایک واقعہ بھی تھے۔ یہ کہے جاتے ہیں تو وہ ان کی بیس
تک حکیم کرتا ہے توہین ناپائی لا کہ درہم نہ روانہ دیتا ہے ادا کفر میں کہتا ہے۔ ”ابوالقاسم اسی وجہ تاذہ تہیزی کوئی بات اگر اپسند ہو تو میں اسے چھوڑ دوں“
تمہارے کہنے پر عمل کر دوں ॥

ابن علی جواب دیتے ہیں۔ ”بالاشاعریم“۔ یہ اگر تم میں کوئی برائی پائتا تو بھسدا تو کئے کہاں پارا ہا۔ توہین اس پر توصیہ والا تکریر
انہوں تھاںی سے اپنے علم کو اس بات کا ذردار بنا یا ہے کہ لوگوں کو ان کی سایہوں پر بتند کریں اور چشم پیشی سے کام نہیں۔ میں نے توہین میں سبیچی کی قسم دیکھ دی ہی۔
یہ واقعہ مندرجہ ذیل کیوں میں نقل ہوا ہے اور یہم بالآخر بڑو دید کہ سکتے ہیں کہ بزرگر کی سبق دخیر کی ہر رواہت سے زیادہ ضربوں اور طاقت اس کی اسے اور
روایت میں ہے۔ آپ الصافی کی تھیں اسے بزرگر کو داخل شہادت یہی کے بھی لاذور ہوئے کی اور کیا ہے کاتی ہوئی صدر حسینؑ کے نیک نہایا اپنے بھائی کو شہادت کے
باوجود اور بزرگر کے طلبے کے با صعن کرفی قابل گرفت برائی بزرگی میں ہیں پائے اور خیری خیر دیکھتے ہیں۔ حلالکریزی کی بذکر دار بیوں کا جو اپنے بیان پار لوگوں نے
سمائے تھا جوں جوں نہیں کیا ہے وہ اگرچہ اس نیشت اور تھیز کی دینیں بھی ہوتے تو اسے دادا حاصی و دیکھ سکت تھا۔ اللہ تعالیٰ مصنوعی ماسفہانچی میں وغفل میڈت
آفت تو پیاگی ہے کہ بزرگی دیکھنی دیکھنی فرشن بن گیا ہے فیض کو اپ جانتے ہی میں کہ اس کا چسکا ادومی کو انقلاب اقتدار ہمبل بن کے چھپوڑتا ہے۔ ٹھانر

منفرد مقدار پوچھی۔ یہ سلسلہ لشکر وہی تو تھا صیں کا سچے سالار
بزیدہ تھا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ بہت سے مسلمانوں سے کچھ دفعہ علم تو
لارڈ ہوتا ہے اسے بھروسہ نہست ملامت کا دروازہ مکھونا بہت سے
روز مسلمانوں پر یعنی طبع کی یاغثت بنے گا۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قمرِ حجہ مسلمانوں کے ساتھ دعائے خضر
اور خوش کلامی کا حکم دیا ہے ذکرِ یعنیت صحیح ہے کہ۔ ہمدر اخیع درہ ناجاہیم
کہ مرحوموں پر یعنیت صحیح کی جسمانی توزیع دروس پر یعنیت صحیح کے
زیادہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے صحیح
نابت ہے کہ آپ نے افسر ماکر مرحوموں کے حق میں بدگوشی سے
کرو۔ وہ تو اپنی اس منزیل کو سچی یہ جس کی طرف گامزین ہوئے
تھے۔ (یعنی جیسا کچھ کیا تھا اس کی جزا کو سچی اب تم کیوں نہیں
برائی سے بیاد کرتے ہو) (ترجمہ حجہ مولانا رعایت)

بزرگی سے خلق پر دعویٰ کیا ملکوں نے حصہ تھیں کے
قتل کا حکم دیا تھا یا ان کے قتل کر دئے یا اس سے خوش تھا
اور نسبتیں الی ہیت کی ہے جو تھی اگر کبھی سبھی ملکوں نے
والشراطہ۔ مولانا عبدالرشد صاحب در حفاظت مبارک بوری مشائی
مشکوہ شریف:

مسلم شریف اسیق ترجیہ و شرح

کی شہر کا بہترین شریف

کار و ترجمہ اور ساقی امام فوری کی شہر اسیق شرح کا سچی تحریر
اسی ہے عربی میں ساتھ ہے جو مددوں میں مکمل مدد کا
ہندیہ یہ اور تالیم و رہنے کوئی جلد الگ دل سکتے گی (آئندہ
کے ساتھ اپناریلو سے استیشان غرہ نکھیں)

تذکرۃ الرشید | حضرت مولانا مشید احمد گلبوہی کا شہر

نذر کردہ جس میں آپ کے صرف حالات
ہی نہیں بلکہ علمی و فقہی مطالب پر خل خوط ممکن ہیں خاطروں کیا ہیں
علم و فقہ کے متقویوں کا سچیہ ہیں۔ ہر دو حصہ مکمل میں مدد و تحریر
و سر دیپے (غیر خالد سائز سے آخر و پیچے)
نقش حیات امولانا حسین احمد گلبوہی کی خود نوشتہ اسیق حیات
مکمل درود و جلد۔ غیر خالد سائز سے آخر و پیچے مجدد اعلیٰ سائر بخارہ پڑھا
— مکتبہ جلی روپرینہ

واللہ ای یعنی نبی و مخوبیت حاجی شہوت اسے
فنا سق ظالم و اس نعمتہ الخالما معین جائزہ۔ ولی
اں یعنی میڈ مات، لکھ یقین ہم اجزم، شرعاً عدن اب
فتدریز تقریر و بیب لمعارض راجح حکمت اسے
و مصائب مکفر کا و قدر قال تعالیٰ ان اللہ لا يغفر
ان لیش رکابیہ و یغفر ما دون ذکر لمن دیداء و قد
سمیے ان ادل جیش بنیزون القسطنطینیہ مخفوس لامر
داور، جیش عندا ها صان اہم ہو میز بیل دن حن
تعلمان اکٹل المیمین لا جلد الیمن ظلم فان دن حن
هذن المباب مساعی ان یتحقیک اکثر موتی المیمین و اله
تعالیٰ اصری بالصلوٰۃ علی ہوتی المیمین لحریا اهل بلعتهم
شم الحکلام فی لعنة الاموات اعظمه من لعنة العاشق
و قد صرحتہ علیہ السلام لا تسروا الاموات فاترهم
فتدا فضولی ما فتدعا (المنتقی من منهاجا جلعتهم
ص ۲۹ ف ۲۹۱)

ترجمہ۔ اور جو لوگ بزرگ اور اس میں ایسیوں پر یعنیت صحیح ہیں
ترویٰ ہے کہ وہ یزید کے فاسد و ظالم ہوئے کا ثابت لائیں۔ بچپن
ثبوت میسا یہو جائے تو وہ سرے نہر پر شاہت کرنا ای کافر ہو گا کہ
کسی عین و شخص نا اسلام پر یعنیت صحیح نہ ہے۔ یہی شاہت کیا جائے
تو قیصر بزرگ انسس یہ شاہت کرنا ہو گا کہ اس سے مردہ ہم نکھ
انصال و اعمال سے تو بہیں کی تھی جس کا اسے ملکیت ہم نکھ۔ ان
رمائے۔ یہ سب کچھ شاہت ہو جائے تب بھی اس و اسچ ترین سرور
حق کوئی نظر نہ رکھنا یہی ہے کہ موجود عذاب اخال فیما منسیا
ہو جائے ہیں اگر کوئی راجح عارض ٹھہرہ میں آجائے۔ مثلاً ازگت اہ
صوماً و ایں الی نیکیاں اور دلخ عصیاں کو دھوڑا لے دے اسے
تحقیق اللہ تعالیٰ نے نہ سمجھا ہے۔

”اللہ اس یات کو تو سمجھی معاف نہیں کرے گا کہ اسکے ساتھ
لشکر کیا جائے لیکن اس کے علاوہ ہر ہر ہر کو محاذ کر سکتا
ہے جسی کے حق میں وہ چاہے“
او تو تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برداشت صحیح
شاہت ہو جائے کہ جس پہلے لشکر نے قسطنطینیہ پر حرب کیا اس کی

مولانا سید ابوالاہی مودودی کی چند تصانیف

| | |
|---|-----------------|
| لیفیات | جلد |
| تجویہ و ایجادے دین | چاروں پر |
| زبان راء | ذی الرحمہ و پیر |
| قرآن اور پیغمبر | چھ آئنے |
| ببر و قدر | پانچ آئے |
| اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی | دواٹے |
| اسلامی حکومت کے ملکیت ناممہم ہی تو چھ آئے | ساز و ہونے |
| مسئلہ قومیت | ذی الرحمہ و پیر |
| ہرندی کی سزا اسلامی ناون میں | بارہ آئے |
| حقیقت ایمان | حقیقت شرک |
| حقیقت صوم و صلوٰۃ | حقیقت توحید |
| حقیقت زکوٰۃ | حقیقت تقویٰ |
| حقیقت حج | آٹھ آئے |
| حقیقت اسلام | سات آئے |
| دینِ حق | چھ آئے |
| اسلام کا اخلاقی نقطہ نظر | چھ آئے |
| قرآن فحی کے بنیادی اصول | شان آئے |
| حقوق الازو جین | رہنمادی کے |
| صلی اللہ علی النبی | رہنمادی |
| زندگی بعد الموت | رہنمادی |
| اسلام اور ضبط ولادت | رہنمادی |
| صرائج کی نبات | رہنمادی |
| حقیقت نفاق | رہنمادی |
| لباس کا مسئلک | رہنمادی |

تصانیف مولانا امین الحسن اصلاحی

| | |
|--------------------------|------------|
| حقیقت شرک | بارہ آئے |
| حقیقت توحید | چھ آئے |
| حقیقت تقویٰ | آٹھ آئے |
| حقیقت زکوٰۃ | سات آئے |
| حقیقت حج | چھ آئے |
| حقیقت اسلام | چھ آئے |
| دینِ حق | چھ آئے |
| اسلام کا اخلاقی نقطہ نظر | چھ آئے |
| قرآن فحی کے بنیادی اصول | شان آئے |
| حقوق الازو جین | رہنمادی کے |
| صلی اللہ علی النبی | رہنمادی |
| زندگی بعد الموت | رہنمادی |
| اسلام اور ضبط ولادت | رہنمادی |
| صرائج کی نبات | رہنمادی |
| حقیقت نفاق | رہنمادی |
| لباس کا مسئلک | رہنمادی |

فارسی آسان نصاب

| | |
|------------------------------|---------------------|
| عربی زبان کا قاعدہ | فارسی زبان کا قاعدہ |
| علم الصرف اولین و آخرین | رہنمادی |
| علم ال نحو | شن آئے |
| عوامل ال نحو | رہنمادی |
| عربی لغتو نام | لطائف فارسی |
| عربی صفوۃ المصادر | صرف و خونداری |
| ارد فہرست ادب | دو آئے |
| پورا سمت منگانے پر | نمات فارسی حصہ اول |
| ذی الرحمہ و پیر رحمائی تحقیق | پارہ آئے |
| لیفیات | ذی الرحمہ و پیر |
| دلیلہ نستد (بیو بی) | شن آئے |

(خلاص) اشرف السوانح کامل پرسہ حصر۔ حیرتین مولانا اشرف علیؒ کے پونے چار سو مواعظ حشر کا خلاصہ درج ہے جو تحقیق دوڑہ پر ہے

متارع دین و انش لطفِ گئی اللہ والوں کی یہ کس کا فرادا کا غمزہ خون یزد ہے ساقی

بیرونیہ! جسے خدا نے بخشنا مکر بندوں نے نہیں بخشنا

اس کے ایک خاص بزر پر لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس نے کیا ہے کہ در ان مطابق ہم اپنی میتابی نہ دیا سکے اور یہ اختیاری چاہا کہ بو عبرت فاعل ہیں تھیں بھروسی ہر بری ہے اس میں قارئیں تھیں کو محیٰ تحریک کر لیں۔

ویسے اس در ان میں دو کتابیں اور بھی سامنے آئی ہیں جن میں سے ایک تراجم ٹھگ کے ایک بزرگ کی ہے جو کافی سن رسمیدہ ہوئے کے باہم بذبذات کی دوسری بڑی ان کو بھی ات کرتے ہیں۔ انھوں نے عباسی صاحب کے ساتھ ہیں جو نایا ہے۔ مرا یہ ہے کہ ان کا گزاری ہے عربی افس۔ اب ہم ان کے کیا ہیں کہ آپ کے مگر لخت لخت کے سارے دھیر کو ان تھیم کی منہاج السنن کے ہر فن چندی گرد کی طرح ڈادے سکتے ہیں، کاش اخیں سریع میں کسی ڈالی دار سے نہیج السنن کے متعلق مباحثہ سبق اپنے صیں اور دل دماغ گو خون کے غیر عزمی دبار سے بچا کر احتیاط، توازن کے ساتھ خود کریں۔

دوسری کتاب ایک علی ہبادار فرانص احباب کی ہے اسے پڑھکر ہمیں گمان ہوا کہ کسی شیعہ بزرگ نے تھیر کی سند پر تھیک مادر کو دی ہے کوئی عجیب نہیں جس سے ایر معاویہ رضی اللہ عنہ تو مستحق نہ کیا گیا ہوا اور کوئی خوبی نہیں جو اس محابی روشن کو مجھ کر گئی ہے۔ امت کے سرواد اعظم ہوسکل ترا میر معاویہ کے باسمے ہیں یہ ہے ہمیں دیوبن علوم دعارات کی کن بیانہ از بلدویں پر ساخت ہے جس اپنے کیا ایک کتاب عباسی صاحب کی کتاب کے رہے ہیں اسی شاخع ہوئی ہے جس پر تفصیلی مفکر کو قریم انشاء الفراگی کسی محبت نہ کریں گے کیونکہ تجلیٰ کا دام ابھی بعض اور مباحثت سے گرانا ہر ہمارا ہے۔ فی الوقت

ہمیں سے متحدر حضرات ہمیں لکھنے والے ہیں کافروں بھائی تھے کی کتاب "خلافت معاویہ و فیروزی" کے دریں جو کتنا میں شائع ہوئی ہے تمہارے پر تقدیر کیوں نہیں کرے تجھکم نے تائیدی تھیہ کیا تھا۔ ہم تراپ عرض کریں گے کہ تھیرہ ہے شاک کیا تھا وہ سہیں۔ پس پر شرمندگی ہے وہ ہے ایسا نہیں۔ لیکن ادل نوگتاب کے صفت اشاعت اللہ حیات ہیں۔ معتبر فیضیں کی جو دیوبندی اسی نے ہے ہم سارے موظعات کو چھوڑ کر اسی کے کیے ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف کی اور اصلی محدود روزی یہ ہے کہ عباسی صاحب کی کتاب کی ضبطی کے طبق پرہانگوری میں اپنی دائرہ ہے۔ گویا تالوں زبان میں مقدمہ زیر ساخت ہے دکا و کاہنہا ہے کہ اس در ان میں کتاب کے موافق دخالف کوچھیں تھیں عدالت سے مراد تھے ہو کا۔ ہم نے اسی اعلیٰ کی دریوں کو تو دھرتے سے خلاف لکھے جا رہے ہیں جواب مل کر وہ بھی از کتاب جرم کر رہے ہیں یہ الگ ایات ہے کہ عقیل پی حسان پہاڑی کی وجہ سے اور بعض لفظ اندماز کے ملنے کے جنب ہجت جنک بچے ہوئے ہوں کون جائے کب تالوں ان سے باز پری کرے۔ یہ جواب دلی تھا مہذاہم نے تکمیل کیا اور اب بھی روکے رہیں گے جب تک عدالت خیلہ صادر نہ کر دے۔

تمہام آج اس کتابتہ بہت کرایک تباشاست عبیرت یہ دکھانا پا ہے ہیں کہ عباسی صاحب کا ورنگن کے جو شیخ میں ہمارے ایک محترم بزرگ حضرت مولانا قاری حمود طیب صاحب ہمدم زاد العالی دیوبن علوم دعارات کی کن بیانہ از بلدویں پر ساخت ہے جس اپنے کیا ایک کتاب عباسی صاحب کی کتاب کے رہے ہیں اسی شاخع ہوئی ہے جس پر تفصیلی مفکر کو قریم انشاء الفراگی کسی محبت نہ کریں گے کیونکہ تجلیٰ کا دام ابھی بعض اور مباحثت سے گرانا ہر ہمارا ہے۔ فی الوقت

سینی میں پہنی بولا جاتا بلکہ اس کا درجہ بہت اگر اپنے اسی سے اور جو شخص تو فر
ضایا جاتے کے سبب روایت کو مشتبہ کئے رہا اس شخص کی تائید بے
بوری کیوں رہا اور کوئی خلاں پیغام سونا پہنچ لے دیتے قیمت ہے!۔ حالانکہ
تاں برا درستی میں ایک نجٹ رکھتے ہیں۔

جن حصہ غیر میں آتا ہے کہ میرے صحابوں کو راست کہوں اُن کے
حق میں زبان کی وحاظ رکھوں کے بارے میں بہادر صاحب کا ارشاد ہے
کہ تن کا اطلاق مردِ حیثیتِ بھولی تمام جماعتِ مجاہد پر ہونا اسے نکار فردا
پر جہاں تک ان غزادیِ حیثیت کاتعلق ہے جن معاہدے کے کچھ رکن بھی مرزد
ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک درمیے کو تکلیفی کیا ہے اور ہر قسم کی غیر
اسلامی حریکات ان کے سر زد ہوتی ہیں۔

جز اک اشر، اپنے صرف حضرت معاویہؓ کو پہنچ جلد صحابہ کو
صلواتیں سنانے کا راستہ صاف کر دیا۔ رسول اللہ اگر من پائیں کہ
میری نیکیوں کو میرے بھائی کیا سمجھی پسناہ ہے ہیں تو خدا ہی جانے
کس قدر طول ہوں۔ میرے بخڑام بھاگ کو صلوٰاتیں سنانے کے ریکتے
کاروں نشاہنیں تھاکر ان سے خطاب ہی سیں ہو گی۔ اپنے اس سے بھی زیادہ
حکمتِ الفاظ میں جتنے بھائی اس مقام کے ہیں ان کی خطاؤں کا یقین دلائی
شہب صحابہ کرنا۔ البتہ بہادر صاحب کی تحریر فرمودہ تہذیب سے ایک
نماز کی علم خوارم کو توحید کے سکانے پر سکھوں کو معموب ہیں۔
کوئی سکتا۔ اسی الوقت ہماری بحث پر بنائیں ہیں اس لئے اس کیا
سے تعاوین ہیں کرنا۔ البتہ بہادر صاحب کی تحریر فرمودہ تہذیب سے ایک
دو ہوئے اس سے پیش کئے دیتے ہیں کہ پوری کتاب میں دو ایزوں کے امداد
نگانے والے بزرگ فتح حدیث سے اس حدیث سے رکھتے ہیں اور
سرادِ اعلیٰ کے مسئلک سے ان کے زاویہ نظر کا فاعل کیا جائے۔

سن افاقت کا جواہر بلکہ اسخانِ نکال لاست۔

تحقیق کی توصلوم ہو کر تم نے غلط بھا تھا مصنف شیعہ میں
خیر سے سخنیں تجھ پر بھی پہنچیں ہیں جو اسی تھیں کہ شیعہ کسی شیعی پر کہتی
رسوت کا نام پہنچیا تو ہبھن کے ایک غاصصِ مجان اور کینیت کا نام ہے
پہنچیں گے کہ تھیں بزرگ ایسے ہو گئے ہیں جو اپنے دسکی ہونے کے ذمی
طور پر شیعہ پالنسٹ شیعہ ہے تھے آج ہمیں بے شمار سخنیں جو پروری مخصوصہ
کے ساتھ تکلیف اقتدارے تشیع کے زمانی میں بہادر صاحب نے اپنی
وہ دست میں ملک ہے کوئی کارنامہ الحکام دیا ہو سکن جوابِ علم میں وہ جانتے
ہیں کہ حضرت امیر معاویہ کو جنم سخا نے کے سارے حریبے پرانے ہیں اور
انت تیر کی ایک ہی کتاب میانہ اسنوس نے محسن قیامت نک کے سے میں
کنڈر کے رکھدے پائے جیسیں مہیا جاسنے تک دسترسِ دہروہ شاہ
عبدالعزیز رحمۃ الرشیر طبعی کتاب "تحفہ افتخار عزیز" دیکھیں یا مولانا عبد الحکوم
کے رسالہ جاتِ عاظم فرمائیں جو جو شخص ان چنانے ہوئے القوں کو
نایاب گرم بنا کے پیش کرتا ہے وہ ادارہ دعوت دلیلی اور رام گھری بڑی بر
اور کم علم خوارم کو توحید کے سکانے پر سکھوں کو معموب ہیں۔
کوئی سکتا۔ اسی الوقت ہماری بحث پر بنائیں ہیں اس لئے اس کیا
سے تعاوین ہیں کرنا۔ البتہ بہادر صاحب کی تحریر فرمودہ تہذیب سے ایک
دو ہوئے اس سے پیش کئے دیتے ہیں کہ پوری کتاب میں دو ایزوں کے امداد
نگانے والے اسے بزرگ فتح حدیث سے اس حدیث سے رکھتے ہیں اور
سرادِ اعلیٰ کے مسئلک سے ان کے زاویہ نظر کا فاعل کیا جائے۔

ایک روایت کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ

"گرچہ اپنے نزدیک یہ روایت کسی حد تک مشتبہ
ہے کیونکہ اسیں تو اثر میں پایا جاتا ہے" (۱۶)

پنادِ کندہ، جس نے علم حدیث پڑھا جو وہ تیران رو جسائے تھا کہ یہ آدالتوں
کی گیریں آتی کاشیں ہیں اور صاحب کو معلوم ہوتا کہ حدیث صحیح اور حدیث
موضوع میں لکھنا طور پر فاسد ہے اور جب تک فتحِ ممالک سامنے دلائے جائیں
کسی تقول رہا ہے تو کوئی گھڑت کہدیا کیسی سختِ حرارت ہے۔ ہم تو پھیں
پاچھیں گے تیران کی کتاب پڑھتے ہوں کوئی فخر رپو چھانا چائیے کہ تائین عاشق
ہیں سے کون ہے جس نے اس روایت کو سن گھڑت کہا ہو جو ہر اسکا نام
ہو۔ اور وہ ہر نوجوان دلائل کو دلائل کردیا اسے من گھڑت ثابت
کرنے پڑیں۔

یہ سے تحریر جذاب بہادر صاحب کے تحریر گی کا۔ میں نہیں کہ کوئی
صاحب علم ان کی کتاب کو منحوٹ کے لے گا۔ ہمیں یہ باشت کہ سرور زادهِ حکومت

نے حدیث کا کوئی بھی جانتے والا ان الفاظ کو پڑھکر میں دے گا۔ جو
شخص فتح حدیث کی اصلیح "تواتر" کو مطلب بھگتا ہو دے کبھی اسی
بیکانی بات نہیں کہہ سکتا جس احادیث کو ناقدين فتنے میں بخچ ما بخکڑا جس
وتفہول تباہی سہمان میں سے بہت تھوڑی بھائیں جیسیں "لواز" کا فی درہ
حاصل ہو۔ یہ تواریخ ایک انتہی درجہ ہے۔ اس سے نیچے کیی دارجہ ہیں۔
اُن سب درجہ جیں حدیث میوکو غیر مشتبہ خیال کیا جاتا ہے اُڑا اتری
از الہ شیعہ کے لئے لازم ہو تو پھر تو کیا رہی اور مسلم تھک کی اکڑ و بیٹھر مٹیں
مشتبہ ہو کر رہ جاتی میں حالانکہ فتح حدیث میں مشتبہ کا لفظ "ظن" تھے
لہ اُن کیا تازہ فرمائیں ایک تحریر سے مسلم ہو کر وہ نہ شیعہ ہیں نہ سکی بلکہ سادہ مسلمان ہیں۔ ملک حربیث کا مطالعہ گیرا ہے۔

ٹھوڑا پرستائی ہے کہ یہ زمروں ان چالاکین میں شامل تھا لیکن ان کا سپر مصالحہ تھا چنانچہ جو معتبر شاہزادین بخاری سے شیلیم کرتے ہیں، اس حدیث سے حقیقی تکمیل ادا ہے اور اسکے برابر ۱۵۷ بڑا داریہ، اور اسی سے متعلق کچھ اور کوادا کو شمارے میں کسی جگہ ظاہر نہیں۔

ہماری صاحب سنت مجیدی اپنی کتابتیں اس حدیث کا ذکر کیا تھا لیکن حضرت ہبھم صاحب نے جس طرح اس کا جواب دیا ہے وہ فلسفہ کی جیزی ہے جو کہ
بڑھنا دار محسوس ہے کہ قادی علم کلام اور حضرت موصوف کی منطق میں کیا ذریغ ہے۔
یہی سرچشمہ لکھا ہے کہ یہ ہم خاصیان حدیث کی ایک ہی کسی میوان تو پہنچ جو قدر انکام
حدیث کا یہک تو قریب ملکی ہو گئی ہوں۔

در اصل ادنیٰ جب تعدادات پالتا ہے تو زیرِ کا مشکل ہے اپنے
جانا ہے تعداد اس سے بڑھ کر کیا ہو گا ایک طرف تو ہم صاحب اُس بخاری کو محترمانتے ہیں جیسیں اللہ کے رسول نے مخدوش ہی کیا ہے
عمردی ہے اور دسری طرف ان روايات کو جیسے سے لائے
ہوئے ہیں جو خبرِ رسول کی تجدیب و تردید کرنے والی ہیں۔ اس اجتماع
حدیث کا مخزی خلل عام حالات میں تو ملکشافت دہوتا لیکن اس وقت
ملکشافت ہو کر ہی رہا جب انہیں یہ زید کو داصل ہم کرنے کے لئے
بشارتِ رسول سے دامن چھڑ لئے کی فروخت پڑی۔ ظاہر ہے کہ
بڑھی مشکل میں تھے بخاری کو جھوٹا نہیں تو اسست پیغمباد چھوڑے اور
جھوٹا لیں پہنچ تو مستحبت یہ زید کا فولادی میانا ہوں کا توں قائم رہے
عجیب مشکل آئی۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ وہ ڈسکے کی جو شیعیۃ اللہ
ہیں اور نامنکن ہے کہ عکم، ایکی طاقت بیوی کسی مرطی میں مات کر جائے
الخوبی لے شاہزادین حدیث کا جائزہ لیا کہ وہیں وہ کس طرح اس سرحد
محنت سے گذرے ہیں۔ ان سے لگ حاصل کر کے جواب کا فخر تھا
اور پھر اپنے قلم گورہ رقم سے اس کا ایک ایسا الغلط بتلا بنائے پیش کرو
جسے ان کی مصالحت ہمیں کا ایک اچھوتا نمونہ کہا جاسکتا ہے۔

یہ قدر سے مجھے اقتباسات پیش کرتے ہیں تاکہ کوئی بڑی پیچے کو
کسی فقرے کو اس کی بجلو سے اکیلہ کر پیش کر دیا ہے۔ اس کے بعد انہی سے
فاظب ہو کر کچھ عرض کریں گے۔ فرماتے ہیں

”ہماری صاحب نے بہت بڑا ایک ہو کر خودہ اسٹنفلڈ
میں بزرگیں شرکت کرکے قیادت اور اس مفرودہ کے شرکاء
کے لئے الفاظ حدیث کے مطابق بشارات حضرت میں

وہی اپنے بیان اور لوگوں سے اس کی توصیف کر دی ہے تو جس کا حق پڑے
تحقیق کرے پہ بھوے تو عیف نہ گارد۔ یہ لوگ بھیں گے جن کے متعلق شاید
لے کہا بے

ربا بیار سن ترکی دی دا تم ۱

نزیرِ بحث سوال کے تمام معانی دو مأخذ عرض زماناً میں ہیں۔ پھر
روايات کی جا چکر کافی بھی عربی جانے غیر ممکن آسکتا۔ ان توصیف
لئے رحمات لے، راشنر تصورات و عقائد اس پابندی پاے ہیں وہی
ان کا کل سردار ہیں۔ بعد میں منتظر مطابقوں کے ذریعہ معلومات اہم ہیں
حامل کی ہوں گی اُن کا سائز اس کے موکالا پرسکتا ہے کہ تیج کا جزو یہ
دہی روایات، درخت و نظم کے شاعروں نے ملت کے متعلق میں اعتماد کیا ہے
اکی کوڑہ بھی امانت بھیں اور بحوال کے شرستے مرزاں تے ریس۔ اس طرح
کے لوگ اگر کسی بھی یا تھنکی کی تردید میں ہزار مخالفات کی کتاب بھی پڑے کریں
ہیں تو اس کی پیشیت اس ایک سلسلے کے برابری ہیں جو اس تینی سے بے مثال
متفکرین و تحقیقیں نے اصل تآلف و معاورہ کو جوان پیش کے پیش کیا ہے۔ بنیادی
یات یہ ہے کہ کس شخص کی دبیل خواہش کی پیدا کر دے ہے اور کس کی خواہش دبیل
کی نہ ہے۔ جن لوگوں کے متعلق میں پورش سنبھال لئے ہی دعائات کر لیا، در صادیہ
و زید کے بازارے میں مشہور متفکر تصورات کا زہرا تر چکانو اور بالا تحقیق
وہ راستے قائم کر کے ہوں اپنی اگر کمی اس راستے کے خلاف آوارستے کا نوٹ
لا اور ان کے جذبات کو خسینی ترویں کے موکالا ہو گا کہ وہ مددی بلدی کتابوں
کو اٹھیں اور اس طرح کے لٹنگ تینے کرنے پڑے جاویں جوان کی راستے اور جذبات
تھیں آنچھیں ہوں۔ اسی کا نام ہے خواہش کی کوکھ سے دبیل کا جنم بینا میکن
کہر اللہ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو ادا میسیز کی پہرست سے سارے
کے سرچھوٹوں اور کردار مکتب پیچھے ہیں اور اپنے نیڈل اور خواہش کو دبیل کے
تاریخ بنتا ہے جیسے پھر کچھ دبیل کی سبھی اسی کو کوہ سبل الام کا خوف کے بغیر برداشت
کر سکتے ہیں۔ یہی ہیں جن کی دبیل دبیل اور راتات ہاتھے ہیں جو ہر ہیں کو شاگردی
تھیں اُن اور سیرہ ویسیں قلار جسے پیہ سبھت کم ہوتے ہیں گورہ ہوتے ہیں اور اہل
اغلوں کے بیٹے مشکل کا ہم دیتے ہیں۔

خیر نہ کہم صاحب کی کتاب کیلئے کوئی خالہ بیہے کرت۔ اُن کے
بعد صوبے پر بھی کتاب بخاری میں ایک مرکب در گم روایت آئی ہے جس میں
فخر و ادانت جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے ان جاہدین کے متعلق
کی بشارات دی ہے جنہوں نے پہلی بار سلطنت پر ہرگز کوئی اور تاریخ کی تھی

ہے کہ خود نہیں صاحب بھی اسے تسلیم کرنے پر بوجوہ ہیں لیکن اسے بھی
دہ جوڑ شرط کے ساتھ بیان فرمائی ہے میر کر
”اگر وہ اس طرز سے میں شامل نہ ہو۔“

کیا اس سے عطا ظاہر ہیں ہر تارک وہ یہک طرف رسول الشرکی اس
پیشہ گوئی سے خدا ہیں ہر تارک اسی میں محفوظ پر گھنی ہے اور دوسرا مطلب
الشرکی اسی تقدیر سے ابیراً استثنہ میں کیوں بیزید کو اس خود سے ہیں ترکت
کا سو فوٹا ڈست یہ ہے کہ اس خود سے ہیں بیزید کی شرکت ایسی اصل
تارکی حیثیت ہے کہ اس کی بخوبی خاص قسم مکے دیدہ دلیروں کے سوا
کوئی ہیں کر سکتا۔ اب تم صاحب بھی بخوبی ہیں فرمادی ہے چیز بخوبی خرط طبیہ
لکھ کر تاثر عوام کو دینا چاہتے ہیں کہیں بیزید کی شرکت تارکی حیثیت سے
ایسی سطہ ہیں کہ اگر مگر کسی کچھ جائز نہیں ہو۔ ایسا خلافت واتفاق تارک دینے کے
لئے ہے خرط قسم کے چیز بخوبی اور ضریب دہی قرار دیں لیکن ہم
خدا مندوں کو کہاں جرأت ہو سکتی ہے کہ ملکت بیٹھ دلخیف کے سوا اسے
کچھ بھی کہ سکتی۔

نہیاں اسوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی پیشہ گوئیاں کیا
حیثیت کرتی ہیں یہ کہیا کہ نجوم ہر قیامت میں اسیں کیا ہے اسی پیشہ گوئیوں کے
مغلی ہیں کہ زیادہ تر درست ثابت ہوں تو کبھی خلط بھی ہو جائیں کیا ہیں
مرزا غلام احمد قادری کی پیشہ گوئیوں جیسا کہما جائے کہ جب خلط نہیں
تو نہ ادھارت بعیدہ سے نصیح کیا جائے اور تاویل کی کچھ جگہ افسوس نہ ملے تو کہیا
جائے کہ غلام پیشہ گوئی دراصل غلام شرط پر مختصر تھی وہی شرط
حدود اور ہی تو پیشہ گوئی بھی مصلق رہ گئی حالانکہ خود مرزا صاحب نے
پیشہ گوئی کرنے وقت ایسی کوئی شرط دلگاہی ہو۔

ہم ہزار بار پہاڑ مانگتے ہیں ان لوگوں سے جو ایسا تصور کریں
یا انہوں نہ کریں مگر اسی یا تین کمیں جنکلا ازی مثرہ بھی ہوتا ہو۔ ہمارا تو
ایمان ہے کہ انسان کے رسول نے کوئی پیشہ گوئی انکل پیشہ گوئی کی کوئی
فیصلہ کو خبر نہیں آتا اسی نہیں وہی آئندہ کے لئے جو بھی مرضی و حکم
خوبی کی زبان اور معاشرت نظام سے خالی وہ انسان کے دنے ہوئے
علم بقی کی روشنی میں ٹھیک اور پہاڑ میں مکھاڑ گر جھوٹ کی دی پہلوی صرف
دیکھنے سے ہیں نہ سکتی۔

حضرت محترم ایسی ایمان آپ کا بھی ہو گا اور ان اسلام کا ہی
مولا جہنوں سے بخاری دہل پیشہ گوئی کو تجاذب کسی کسی وقت کی

اسے شامل گر کے اس کی دعویٰ اور معتبریت عنصر
پر کافی نہ رکھا جائے ہے۔ وہ اس حدیث کے تحت ہلکہ
سکے حد لالہ کو نقل کی ہے جو بیزید کی فضیلت بلکہ حالت
کے خاتم کے سے کیا گیا ہے لیکن اس حدیث سے
اگر ہے اور اس سے کیزید اس کے عوام میں
 داخل ہے اگر وہ اس طرز ہے میں شامل نہ ہوں لیکن ساتھ
ہی اس سے بھی اکا وہیں کیجا سکتا کہ جیسے اس حدیث
کا عوام میں معتبر ہیں میں داخل کر رہا ہے دیسے ہی
بخاری و بیزید کی دروسی احادیث کا عوام اسے اس
معقولیت سے فارغ بھی کر رہا ہے جو ہم نے ابھی
پیش کی ہیں میں خبر دی گئی ہے کہ میری امامت کی پرلاک
چند قریشی لڑکوں کے اتموں پر ہو گی۔ امامت عسیان
تک ہو گی جو امامت کے برگزیدہ لوگوں کے جان و مال و در
آباد کو ٹفت کر سکتے ہیں اور یہ کی منظہ ہے کہ دوسرے گا۔

ہم ہزار بار کی امامت تمام ہوئی اور اس کے افعال
سے عالم اسے شہیون کر دیا گئے ہی کہ اس بھروسی خبر کا
صدقہ نہ یہ ہے اپس عالم کی پیش کردہ روایت
کے عوام نے اگر نہ یہ کرو دعہ معرفت میں شامل کیا تھا
تو بخاری پیش کردہ روایت کے عوام نے اسے اس
وحدہ سے فارغ گر کے وہی میں شامل کر دیا۔ در جو شہ
کے عوام نے حدیث کے عوام کی تفصیل کر دی۔ وہاں
اگر پہلے نہ بیزید کو مشکل کر کے اسے حدیث بتاتا
کہ مصدقہ تھیا لیا اور اس کی تفصیل میں پرلاک کیا تو
یہاں احادیث بخاری وغیرہ سے اتنا جھاڑو علامہ
بدور نہ ہی میں شرح بخاری سے بیزید کو مشکل کر کے
پیش کیا۔ اس حدیث کیا ہے؟ ہم صرف حدیث کا عوام اور
اس سے حد لالہ کیا ہے؟ یہاں حدیثوں کے عوام کیا تھا
حاجہ کے احوال اور تاریخی واقعات بھی ہیں جو بیزید
کی تفصیل اور تجھیں کے میوی امامت ہیں۔ (۱۵۵۱ و ۱۵۵۲)

اتفاق اس کو غور سے لیجیا گر بڑھئے معلوم ہو گا چاہے کہ
غزہ قسطنطینیہ میں بیزید کی بو شرکت اس حدیث ناتائب ترددید

اس معاشرہ فضے کا بجا اپنے بھی آپ سنے الگی سطروں میں دینے کی کسی کی بے گرا سے ہم ایک ناچشم قسم کا سخا طالع تحریر کر کر لئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

”دوسرا سے یہ کہ یہ حدیث نام ہے اور بلاشبہ اس کا دعوہ مفترض ہی جو چار شرط طبیعت کے پر شرط کے کے لئے عام ہے جو انہیں زیرِ بھی دلیل ہے مگر انہی قدر قی شرط کے ساتھ جو طبیعت کے موقع پر قواعد شرطیہ کے تحت مفروض ہوتی ہیں مثلاً دریٹ نبوی میں ادا شاہے۔ مفت امام مذکورہ مذکورہ میری امت مذکورہ ہے وہ حسن کے تمام افراد کے لئے جو نیامت تک آئے داسے ہیں رحمت اور مفترض مذکورہ ہے مگر اس شرط کے ماتحت کوہ امت رحایت میں شامل ہیں۔ اگر معاذ الشکوئی مرتد ہو کر امت دعوت میں چلا جائے تو دوسری نصوص سے اس حدیث کی تخصیص ہو جائے اور وہ فرض اس دعوہ سے خارج ہو جائے گا۔ اس لئے اس حدیث کا یہ دعوہ قدر قی شرط بشرط بقا، جاہت ہرگما مطلقاً نہ ہوگا، ای ہر جو ہیں جو بھی بھروسے اس شرط کے مطابق مذکورہ مفترض ہاں ہے مگر اس طبیعی شرط کے ماتحت کوہ لوگ انہی تلیٰ ایجادات درخواز اور باطنی نیامت و بعدیات پر باقی رہیں جو کیسا تھا انہوں نے اس وقت ہر کیا تھا میں بلکہ میں اگر اسی کے تلیٰ احوال بچک جائیں اور تقویٰ کے مدد مقامات بالی نہیں جو بوقت چھاہتے تو بطبیعتہ مگر مفترض ہی اس خاص مزد کے حق میں باقی رہے گا مثال کے طور پر سلم و کاموں کی ہی کی ایک روایت کو سمجھئے کہ آدمی اہل جنت کا عمل کرنے کے لئے اتنا قریب ہر جا ملے گے کہ اس میں ارجمند میں بالشت ہر کا شخص رہ جاتا ہے مگر فرض شرط لستہ برائے آجاتا ہے اور وہ جنہیں میں چلا جاتا ہے اور ایسے ہی برکھس نہ ہر چیز کے پر جنت و نار کی انہیں ہر تبدیلی اور ان کی تبدیلی ہی پرداز ہے انہوں مورث اس شخص کی کجی گرتے ہے کے درجہ ہر شخص اسے یہی کہے کہ اگر کوئی آدمی تو ہمی ہو نیکن ہو رکھی جائے تو ہمی دعیافت اس آدمی کو نہیں کہا جاتا۔

روایات سے محدود مقید کرنا چاہا ہے۔ بلکہ اس تحدید و تفسیر کا مخفی تجویز اس کے سو اکیا ہے کہ بیشین گونی نیزو بالشریعت میں ہو کے رہ جائے اور جو بات آپ بزرگ سے یادے ہیں کہہ رہے ہیں وہی بات شیعہ حضرات بھی کہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اگر یہ مان بھی دیا جائے کہ الفاظ خلائق بشر بالحمد ہیں تو یہ بشارت یقیناً اس پر مخصوص ہو گی کہ ان سے بعد میں لا اپنی وعید حکمات سرزد ہوں۔ اور میں انہوں نے اہل بیت کا حق چھیندا دنیا میں پھنسنے اور نہایت محروماد حکمات کیں اس لئے بشارت کا العزم ہو گئی!

یہ نے اسی دارالعلوم کی چنانی پر شکر جس کے لئے تم آج آپ بیں پر پڑھاتا کہ جو ہمارے عذرہ بنا شرہ کہا جاتا ہے ان کی مفترض تو یقینی ہے کہ بنو نکو الشتر کے رسول مختار کی بشارت یہ ہی نہیں ہے یا کہ نے بنک الشتر کے عطا فضل مزودہ علم عجمو و تطہیر کی روشنی میں دیتے ہیں جو غلط ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر کسی بشر بالحمد سے کچھ افغانی یہی بھی سرزد ہو جائے تو جو لظاہر مخصوص سلام و میں تو دوسروں توں میں سے ایک صورت غدر ہو گی۔ یا تو یہ ظاہری حالت میں مغلان طرف کی اور حقیقتاً یہ افعال مخصوصت نہ ہوں گے۔ یا پھر صورت ہوئے کہ باوجود ان براکیوں میں مشاہد ہوں گے ان کے باراء میں، اللہ سے شد ما یا ہے کہ اس لئے الحسان یعنی محسنون استیفات رسی شک بخلاف ایمان را بخوبی کو میت دیتی ہیں اس طرح بشارت مفترض اُن رہے گی اور الشتر کے کچھ ہی کا فرمودہ غلط نہ ہو سکے گا۔

عقلی و سلطنتی اعتبار سے بھی صاف ہی بات ہے کہ اللہ کے علم میں تو کسی کچھ ہے کہ فلاں شخص ایکر دہ زندگی ہر کیا کیا کرے گا۔ اگر وہ اپنے نبی کو جیسا طرز کی وحی کے ذریعہ خرد ہے تو فلاں شخص ایکر دہ محفوظ ہے تو ناٹکن ہے کہ وہ محفوظ ہے ہو۔ اگر اس سے بھی بعض بدنا افعال کا صدر در ہوئے تو وہی دو تو چھیں کی جائیں گی جو بھی عرض کیں۔ یہ پھر اسی ہر سکتا کہ اس سے کسی یہے فعل کا ارتکاب ہو جائے جو اللہ کے حضور ناقابلِ صالحی ہو اور مختارت کی بشارت استثناء کی بعضی میں خاک ہو کر دہ جائے۔ اللہ سے خیر ہیں تھا کہ فلاں شخص یا گرددہ زندگی ہر کیا کیا کرے گا۔ اگر وہ ایسی ہی حکمات کرنے والا ہو تو اگر جنم جائے بغیر بازندہ آتا تو الشرعاً بشارت مفترض ہی نہ دیتے۔ وہی قوتاہت ہو کہ اس کی حکمات لا اپنی مخصوصیں۔

ہے اور نیلان حركت قابل احتساب، ان کی خلاف اُن مفید و مضر جزوی بولٹوں کی کسی سے جوں کے اثرات دخواں تھیں لئے قراردادن میں بحثیتی ہیں ہوں، ان جزوی بولٹوں میں سے چند کا اعتماد کر کے حکیم ریفن کے لئے لمحہ تھنا سبے تو واقعہ تھیں شدہ اثر کی عالی ہوتی ہیں لیکن ملٹن کے نظام پر بنیں کوئی اور ایسا فساد پایا جاؤ رہا جو جس سے یہ اثر کا بعد ہو جائے یاد، بعد میں ایسی مفراشیاہ استعمال کرے جاؤ اس اثر کو لما میٹ کرنے والی ہوں تو یقیناً وہ تنفس سے فیضیاب نہ ہو سکے گا۔ اسی طرح جن اعمال و افعال کے نتیجے میں جنت با ہیزم کی بشارت فرد یا گروہ کی نعمیں کے اور حشرت کے لئے دیدی گئی ان کا نتیجہ اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے کہ آدمی خود ہی وہ نتیجے کو مختلف اعمال سے برداز کر دے۔ ایک شخص ہمسائے کا درود کرتا ہے تو یقیناً اغلب حسب بشارت جنت ہیں لی جائے گا ذریعہ ہے لیکن یہی شخص سوہنہ کھاتا ہے، جو اکھیاتا ہے تو بشارت اس کے نام نہ آتے گی اور جو طرح بولٹوں کے سبب نتیجے کا فائدہ نہ ہو ناخود نتھے کی اثر انگریزی اور افادت کا اکھانہ نہیں کرنا اسی طرح اس شخص کا جنم رسید ہو جانا نہ کوہ بشارت کی اثر انگریزی اور افادت کو غلط قرار دیں دے گا۔

لیکن قرآن و حدیث نے ایک اور انداز کی بشارت میں بھی دی ہیں جو بعض افراد یا گروہوں کے لئے خصوص ہیں اور ان کا پھیلاڑ تمام زماں پر ہیں بلکہ فاسد زمانے پر ہے۔ مثلاً اللہ نے ابوالعلیہ کا نام بیرکت حمیم کی خبر دیا اور رسول اللہ نے متین کر کے کسی شخص کو ہی کہا جیسے کہ ایک خاہد کے بارے میں آپؐ فرمایا اتحاد کی چیز ہے عالم اکثر رہنمایت پارہ دی کے ساتھ اپنی کفر سے اور رہنمایں اللہ نے رسول کو خبر دید کا تھی کہ ہر دین کی حادثت میں ہیں بلکہ تو یہ عصیت میں لوار ہے اور خود کشی کر کے مرے گا ایسا ہی ہوا۔

اس طرح کی بشارتوں اور دعیدوں کا وہ معاملہ ہیں جو ہی طرز کی بشارتوں کا ہے۔ انھیں نہ ہوں وچرائی کی گنجائش ہے داشتنا کی بیزیدی کے بارے میں جس بشارت پر گفتگو ہے وہ دوسری ہی قسم میں داخل ہے۔ سلطنتیہ پر بیلاخڑ وہ ظاہر ہے کہ ایک فاسد وقت کا تقدیر ہے اور بشارت نے وہ تمام افراد کو اندر کر دیا ہو جو اس طرز سے میں شرکت ہوئے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جسے ایک

بلکہ اس کے انوال کو کہا جاتا ہے وہ جب بھی بد کر ہٹھی ہو جائیں گے جب ہی پہلا حکم بدل جائے گا۔ ہر یہ شخص کیجاں بھی کہلاتے ہیں گا۔

مُحییک اسی طرح جہاً و سلطنتیہ والی حدیث بشارت معرفت کے عنوان میں بزید کی شراب تھا جس کے معنی یہ تھے کہ اس کے امور کے انوال و اعمال معتبر یا مُنفوہ تھے الیہ یعنی بعد احکام الحبيب والعمل المأمور فوجہ جب وہ بدستے لاظفعاً بشارت بھی اس کے حق میں بیا اپنے اب اگر بدستے ہوئے ملا جائے میں بھی کوئی پہلی طرف کی رشتہ دکھلتے جائے تو شریعت کے اصول و قوانین کا معارضہ ہے پس جب بزید کا اچھا عمل تھا بشارت نام کی جب بد لگی تو بشارت بھی انکو گئی۔ (۱۵۶ و ۱۵۷)

یہ آپ کے خبروں اس ایسے بے اساس مطالب پر ہیں میں کہ حیثیت ہوئی ہے آجناہ خوب جانتے ہیں کہ قرآن و حدیث کی بشارت میں دو طرز کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ بعض اعمال و افعال کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول خبر دیتے ہیں کہ جسے فلاں عمل کیا رہ جنت میں لگا اور فلاں ملن کیا تو حمیم میں گیا۔ ترسران و حدیث میں اس کی مثالیں، عین کفر سے ہیز کر کیاں لفڑ کی مزورت ہیں۔ یہ بشارت عین کسی بیانے سخن دلکش کے لئے ہیں جو کسی خاص وقت اور زمانے میں محدود ہو بلکہ اپنی حیثیت داعی ہوئی ہے اور حشرت کو ان کا دارکہ دیتے ہوئے۔ مثلاً اپنے سلوک میں اعلیٰ کو رہنمایت پارہ دیتے ہوئے۔ مثلاً اپنے سخن دلکش سے مسلمان بھائی کو اپنے غیر متروق سرست یہم پہنچانا یا ہمسائے کی مدد کرنا یا اس مفرد کی گردان چھڑانا اور غیرہ ایسے۔ مثلاً میں جسپر قرآن و حدیث میں جنت کی بشارت میں داعی ہیں، اور ظاہر کا ساتھ دینا یا مخمور کا مان کھا جانا، ہمسائے کو ستنا اور خیرہ ایسی حرکات ہیں جسپر جنم کی دعیدی آئی ہیں۔ ناہر ہے ایصال و ہر کام کسی خاص زمانے تک محدود نہیں بلکہ تھیاً سبک کے لئے ہیں۔ ان سے سخن بشارتوں اور دعیدوں میں کسی خاص وقت دیا گردہ کا بھی ذکر نہیں ہے بلکہ ہر سلسلہ ہر زمانے میں ان کا مدد راتی دعورد ہے۔ ان کے بارے میں مشکل علمائے سعیر کیا انداز نظر ہے اور ہونا جا ہے یہ کہ ان کا مشارکت ترجیح دندزی ہے۔ صرف نایاں کرتا ہے کہ فلاں عمل کا لائیں افراد

کی نظر پڑتے ہیں لا یا جاسکتے۔ پھر اس کی لشکری کرنے میں آپ سفر اور ادائیت
شرایا ہے اس سے کوئی اداہ ہوتا ہے کہ جو شر مر جرمیں آپ انکو لمبیرت
سے بالکل کام نہیں کے سکتے ہیں۔ ذرا الشفافت کیجھی الگ کوئی مرد ہو جائے
تو وہ سری نصوص کو مذہبی کی باقاعدہ روت پیش آئے گی جیکہ خود بھی مشد
کافی و انسانی ہے۔ یہ حقیق تو خود بھی اور تاداد کے درست مدد گیر کے دلکش
سے خلیل گیا پھر مرحومت کے ذمے میں شامل رہتے ہیں کافی عوال جو خواجہ وہ
اور ردا یات خالش کی جائیں۔ بشارت امانت محمدی کے لیے ہے ذکر
غادرین امت کے لئے۔

ہم ایکہنا کہ اس حدیث کا دعا دہ قدرتی طور پر شرط بغاۓ
اجابت ہو گا مطلقاً نہ ہو گا۔ تو یہ بھی طول لا طائل سے کہ نہیں۔ بلے فرمودہ
نکر سمجھاں گئی کہی بات کا ٹھنڈا نہاد نہیں ہے۔ اس حدیث کا صاف مطلب
یہ ہے کہ امانت محمدی کا کوئی بھی فرد اس بشارت سے منتفی نہیں اور
”بقاء“ اجابت دعیہ کی شرطیں لگا اما الفرد یعنی کے مراد فرمودے
یہی دعا ہے کہ کوئی بھی آدمی چاہتے کہتا ہی گلنا بگارہ ہا ہم یہیں اکابر ظاہر
مسلمان مرا ہے تو اسے ”مروم“ کہا جاتا ہے۔ رحم یا رحمت کیا آپ
ای کو سمجھتے ہیں کہ محروم بھر معاف کرو یا جائے ۱۹۴۰ء ایسا ہے تو اس
غلط خیال کی اصلاح فرمائیجھے۔ رحم یا رحمت یہی ہے کہ محروم ہنکار
معحق تھا اسیں کوئی حنفیت کر دی گی جائے۔ پھر اسی کا مستوجب قرار
ہے یا ہم اور محروم جب اقتدار اعلیٰ کو رحم کی دخواست پیش کرتا ہے تو
اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ وہ جیل سے بھی رہا کئے جائے کی
دخواست دے رہا ہے پھر جب ای اقتدار اعلیٰ اس کی پھانسی
معاف کیے گئے قریبی اتنی رہتے دیتا ہے تو یہی کہا اور کچھ یا جاتا ہے
کہ دخواست رحم مختصر ہو گئی۔ حالانکہ عرقیداً بھی باقی ہوتی ہے
یہی معاملہ امانت محمدی کا ہے کہ کوئی بھی مسلمان جو گناہ کرے گا
اس کی مزا دیتے ہیں انش تعالیٰ نبی اور گذرا در رعایت کے کام
لیں گے کہتے ہی تو یہی بخش دیتے جائیں گے۔ کہتے ہی سمجھو گز
کی شفاقت سے فیضیاب ہوں گے اور باقی کرہدا اب تو دیا ایسا
گز اس سے کچھ یا کافی کم جنت کے رہا پسے اعمال قبور کے باعث
مزدا رکھتے یہی ہے وہ رحم و رحمت جس کی تو یہ اس حدیث میں یہی
گئی ہے اور کوئی محققیت نہیں ہے کہ آپ زیرِ حکمت بشارت
سے ہر یہ کو خاصیت کرتے کے لئے اسے پیش کریں۔ پھر تاثر ہے کہ اس

بادشاہ اعلان کرے کہ فلاں میدان میں جو لوگ پہلی بار نہیں گے۔
خیس دس دس ہزار اشتر فیلان انعام دی جائیں گی۔ مکی بات ہے
کہ جو گروہ پہلی بار اس میدان میں پہنچے گی، اس کا ہر ہر فرد انعام کا حق
چھکتا۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ نہیں۔ اگر ایک قاتل مارکو یا بد کر، اور اعلیٰ
دہمان پہنچا ہے تو اسے انعام نہیں دیا جائے گا۔ ہم کہیں جسے کہ اول تو
شاید آن اور آئینی مقامی کے تحت یہی لازماً محق انعام ہو گا۔
وہ سرسری یہ اتفاق ایک عام انسانی اعلان میں تو پیش آئتا ہے
لیکن کیا اس بادشاہ کے اعلان میں بھی پیش آئے گا جسے ہم
ہی معلوم ہے کہ کون کون شخص میدان میں پہنچے گا۔

ہم تو اعلیٰ ارباب ہے کہ تردید کے جو شہ میں آپ نے فرمادیا یا سہوایا
بادر کر لیا ہے کہ رسول اشرکی پیشیں گویاں بھی عام انسانوں جیسی ہیں
یا پھر سمجھو گزوں کی اونکلی ہو، لعوذ بالله من ذلک۔ حالانکہ رسول اللہ کی
ذاتِ رحمی اعلیٰ سے بننے کیا تھی کہ آپ یہی بخوبی بشارت زیرِ حکمت
پھرس۔ اللہ نے آپ کو اعلیٰ ری کو قسطنطینیہ (میڈیٹھیق) قصر پر پہلا
خود کرنے والے گردہ کی معرفت کی جائے گی جیسی آپ نے زبان
سے خوشخبری سنکا ہی۔ کیا اللہ تعالیٰ کو وہ بات معلوم نہیں کہی جو آزادی پر
علم ہے کہ یہ بعد میں ہتھ بکر دار ہو جائے گا جو بنت رست یا ہر گز
ہو گرہ جائے گی، اگر واقعی یہ ترید اس بشارت سے مستشار ہو سکتا تو
اشرک سے زیادہ کے خبر، بوسکتی تھی کہ جس گروہ کو زبان رسول سے مخفو کر لے
سے ہے ہیں اسی یہ یہی وجہ سے اسے پیش کیے موجود ہو گا اور اس حکمت
بھیجا ہمارے لئے ہوں گا، میں خیر کی ہوتے ہوئے لازماً دو کوئی جڑا
لکھ، حرف بشارت کے ساق ساق تھی، ایسا مزد روکھوا دیتے گا مستشار
کی گنجائش عمل آتی ہیں۔ کہدا یا تو یہ کہاں کی حق پسندی ہے کہ اسٹشار کا
یہ طیغہ، کار نامہ، اپیا یہم انعام دیں۔

آپ اگر کوئی مثال دے سکتے ہیں تو یہی کسی نہ تھت اور مدد و
پیشیں گوئی میں بھی وہ استثنائی متعلق ہو جرمیں آتی ہو جس کا ذریعہ
پیشیں گوئی میں شوہر نہ کالا گیا ہے۔ یہ کیا کہ آپ حرام کو مخاطب میں ڈالنے والی
بائی کر رہے ہیں۔ ذرا اپنی اس مثال کو دیکھئے۔

۴۶۳۱ امامہ مرحومۃ۔ ظاہر ہے یہ کسی قسم کی مدد و دم تھت
بشارت نہیں بلکہ ایک داعی اور بزرگ میان میں اس لئے اسے غرضِ قسطنطینیہ

اد جبل ہو گئی کس نے کہا ہے کہ یہ زید پر طرح کے گناہ سے حصہ
و محفوظ تھا یہ دعویٰ تو سو ائمہ کے کسی کے لئے بھی نہیں
کیا جاسکتا۔ نافٹے لیتے ہیں کہ یہ اتنا ہی پر امعصیت کیش تھا بتنا
اپ اور عدو یوں چھوٹی پر پیشگزارہ با در کرنا چاہتا ہے ملکن ان لوگوں
کے گناہوں کا نتھر ہی تو اپ اکی ہر لذات اندیزیں کھینچتے ہیں جس
اللہ کی نکتہ نوازی نے ایک ہی عمل کے بعد بخشد یا پھر یہ زید کیا
کسی اور اللہ کا بندہ تھا جسے اس کی نجات نوازی سے کوئی حصہ نہیں
مل سکتا۔

حدیث رسول پر اُن قلبی ایمان ہو اور جناباتی لگاؤ میں راستے
دائیں تو یہ یقین کر لیتے ہیں کوئی وقت نہیں کہ جن لوگوں کی معرفت
کا حزدہ اللہ کی طرف سے ہر بان رسول سناد ایسا یا خیں چاہے ہلا
ہماں یہی بانیاں ہوں تو یہی ان سے معرفت رہتا کہ وہہ مشرع
نہ ہو سکے گا، اپنے اور ہمارے بنیادی حقائق یعنی اس کی تردید نہیں تائید
ہو کرتے ہیں۔ دیکھ لیجئے امام اعظم ابو حییہؓ اپنی الفتنۃ الکبیر میں
حکایت فرمائے ہیں۔

و ما کان عن السیّارات اور گزر کے علاوه چاہے ہو جو بھی گناہ
دون الشرک والکفر والمر آخلي سے مزدہ ہوئے وہ ان کو منع
یتب حفظاً ماصاحبها حفظاً مات تو یہی نہیں کی۔ باں مردے ملک من
موصأً فانه في حشيشة الله ہی کہ اکافر مرتدہ ہو تو اس کا
تعالیٰ ان شاء عذیبطاً و سعادت اللہ کی مرحق پر ہے چاہے
ان شاء محفاعته ولد عذیبطاً وہ خاب دی چاہے صاحف کروی
بالناس اصلًا۔ (وہی متن) اور آگ سے در رکھیں۔

بھی بات الشرعاً تراث میں کبھی ہے کہ شرک کفر کے علاوہ
ہم ہر گناہ معاف کر سکتے ہیں۔ ملکی فارمی حقی کی مشرع نقاہ کر دیکھئے
اہوں نے مزید مراجحت کر دی ہے کہ ما کان السیّارات کا مطلب
یہ ہے کہ شرک کے علاوہ چاہے کوئی بھی کیسا ہی گناہ ہو۔ اور احمد
یتب حفظاً ماصاحبها حفظاً مات سے مراد ہے کہ چاہے وہ خیں کسی بھی صغیرہ و کبیرہ و گناہ
سے قوبہ کئے بغیر مر گیا ہو۔

تو حضرت عمرؓ اس بنیادی عقیدے کے باوجود اپ کیوں
اس کے درپیسے ہیں کہ رسول اللہ کی مرجح و حکم بشار حصہ کے بعد بھی یہ زید
کو ہمیں پہنچا کر دیں اور ایک ایسے یقین کو جو اللہ کے پیچے رسول

کو گول کر سکے لئے اپنے ایجاد کی تھوڑت کی زبان بیٹنی شرط دی
کر دی۔ ”قلی احوال کا بدن بگلیا“ ہیاں چہ معنی دار دادا در مقامات
کا تراکرہ اس لئے ہے کیا اپ کہنا چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو اللہ اور
رسول نے محفوظ کیا ہو الحسین طریقت و تھوفت کی زیارت میں عرب
مقامات اور صاحب دل بھی ہونا چاہئے ہیں، نہیں ہوں گے تو تھی خیں
مسلمان ہوئے کو کافی نہ کہتے ہوئے اللہ اور رسول کی دی ہمیں
سخرت تسلیم نہیں کریں گے، یوں تو آپ غزوہ نشستنطہنی کے حبس
شریک کو چاہے بڑے اطمینان سے خارج از لشادرت کر سکتے
ہیں، چند ہمیں سخڑیں بیان فرمائیں کہ اور کہہ دیجئے کہ ”قلی احوال
د بالغیات وجذبات“ بھوگئے اور ”تقویٰ کے مقامات“ سے یہ
خیں گریا ہے، سخرت غلط۔ اسے سخرت دیا کیا سلوک سمجھو اپ
بشارت رسول سے کہ رہے ہیں حالانکہ جن عبارتوں کو اپنے نشان
اوہ عینی دعیرہ سے نقل کیا ہے انہیں بھی زیادہ سے زیادہ یہ ہے
کہ جو شخص سخرت کا اہل ہی ہے تو یہ یعنی مرتد ہو جائے دہ بشارت
سے خارج ہو جائے گا۔

تو کیا آپ یہ زید کو کافر و مرتد کہتے ہیں؟۔ اگر کہتے ہیں تو
اقرائی کچھے۔ نہیں کہتے تو یہ قلبی احوال اور مقامات التقویٰ کی کیا تھی؟
اضسوس آپ ہوش تر دید میں یہ بھی بھول گئے کہ اس بھی مشہور و اعظی
ہیں۔ آپ یہی کی زبان سے ہزاروں سامعین نے بارہا اس طرح کے
قصے سے ہیں کہ فلاں خیں اتنا یاد کراہیسا بدنہا و اور شریانی کس بھی تھا
گریوال کے ہیاں اس کی فلاں بھی مقابلہ ہو گئی اور جنت میں داخل
گردیا گیا۔ اس طرح فلاں خیں نہیا بت زاہد متعلق تھا اگر اس کی ایک
ہی المغرض اسے اللہ کے ہیاں سستوں بنائی گئی اور جنم میں چھپک
دیا گیا۔ ملک نے یہ کے معاملہ میں آپ کے زادہ نظر کا یہ حال ہو
کہ پوری تھلیعیت کے ساتھ فراستے ہیں۔

”محفوظ ملکو کا ایسا علم بھجن کہ یہ زید کے مرستے دم
تک کے تمام منصب و خواری معرفت ہو گئی یادہ ہے
کیلئے سیّرات سے محفوظ اور حصوم بنادیا ہیا مخفی نہیں۔“

آخر اس بھی حدیث کا رد نہیں ہے۔
کمال ہے ایک ہی عمل غیب کی بعض بدترین مذاہگار و ملک کی معرفت
بس سند و عطا ہی تک تھی۔ بیزید کا معاملہ آیا تو اللہ کی شaban خفاری کی

کرتا۔ اسی کوششیں توجہ ہوئی ہیں جب رداشت ہائی امتحانیوں
ہوں۔ تعاوین ہنسیں تو یہ اکھاڑ پھاڑ کیسی؟

ہم کہتے ہیں کہ احمد اگرچہ بات درست ہے مرتد کی
مغفرت ہنسیں ہو سکتی ہیں ہر سماں محمد مسلمانیہ کے الشر تعالیٰ پہنچے
رسوی کے ذریعہ کسی فرد یا مخصوص افراد کی مغفرت کا انداز فرداں
تو آپ آپ ہے ہر یا تسلیم کریں ووگ مومن ہی سریں گے مرتد
ہوں گے۔ آخر الشور کے علم ہیں تو ہے ہی کیون کیا کہے گا مسٹر نام
کو سمجھ گا، دا اگر کسی کے مقدمہ میں ارتداء تقدیر فرداں تو انکن
ہے کہ اس کی مغفرت کی بشارت ہی دیں، مغفرت کی بشارت
اکی تقدیر پر دی جا سکتی ہے کہ مشرک اور کافر اور ایمان ہی پر ہونا
ہے جب یہ بات ہے تو انہاں کی مجھے کہن اسلام نے بخاری
والی بشارت مرحوم کے ذیل میں مرتد کی مغفرت نہ ہو سے کہا تھا کہ زیراً
ہے ہمتوں نے کہاں تک بر جعل بات کھی ہے۔ آخر کیا ہو رہے اس
بشارت سے ارتداء کی نکتہ آفرینی کا جب کہ مغفرات خود بھی فرید
کو مرتد ہنسیں کھتھے۔ سو اس کے کیا کہا جائے اکشیحی پر دیگر نہ ہے
کے تخت یہ یہ کو فاسق و فاجرا اور فاتح حسین لفظیں کر لیئے۔ کے بعد ان
لوگوں کا ہی کسی طریقہ چاہتا گریز پر کی مغفرت کا فیصلہ خداوند کیا
مُشتملہ دل سے تسلیم کر لیں پس کوئی نکلائی نکالنے میں چاہے بات
بنتے یاد رہے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ پہلے غزوہ سلطنهنیہ کے مجاہدین میں سے
ایک بھی مرتد ہنسیں ہووا، ہر تکیسے جن کے لئے خود عالم النبی ایضاً شہادہ
نہیں مغفرت ہے کرو ہو وہ کیونکہ مشرک و کافر میگر دنیا سے
جائیکتے ہیں۔ اللہ کو پڑا علم تھا کہ اس اگر وہ مرضیں میں کوئی مرتد ہے
وہاں نہیں، اگر ہوتے والہو تقریباً خدر وہ رسول کی زبانی دی، ہر ہی
بشارت عمریکوئی میں بھی ایسا لفظ لکھوا دیتے جو استثمار کی جائی
رہیا۔ پھر آخر لوگوں کو کیا پڑا ہے کہ ہر مومن کے لئے۔ چاہے
وہ لفڑا ہی بڑا لگا ہمارہ بہر امکان مغفرت کا عقیدہ و مکفہ کے باوجود
وہ رسول اللہ کی بشارت سے فرید کر لکھنے کی زبردستی کو رکھی کو رہے
ہیں اور انہیں جو مذہبی لفظ پڑا تھا وہ حکم بیان فرمائے ہیں۔
جزاً تھے تو کہ دیزیر مرتد مختار بے شک بشارت رسول کے
ذیل میں ارتداء کی بحث کھڑی کرنا۔ یہ کیا اور الفضولی ہے کہ فرید کو کو

کی بشارت پر سر تسلیم فرم کر دینے کا تمہرہ ہے، ”وہی اختراع“ کے طنز
الاذاظہ سے قبیر کریں جیکر نہ ہو کافر و مشرک ہو تو آپ خود بھی دینا نہ تھے
کون دھونے سے کہ سکتا ہے کہ فرید اگر ایسا ہی برا تعجب ایسا مشہور
ہے تب یہی اس نے مرستہ وقت تک تو ہنسی کی ہو۔ مغفرت کا انداز
اللہ کے بندے کو بھی کسی وقت اپنے رب کے حضور تو یہ واستغفار
کی توفیق ہو گئی ہو تب تو اور بھی امکان مغفرت بڑھ جاتا ہے میکن
یہ سیاری کی بات بھروسہ ہنس آتی تو پہلے چھوڑ دیجئے۔ امام اعظم تو صاحب
ہی فرمائے ہیں کہ فرد و شرک کے علاوہ چاہے دنیا بھر کے گناہ کے ہوں
اوکھا تو یہی بھی توفیق نہ ہوں یہیں کافر و مشرک ہوئے بغیر
مراتے تو مغفرت کا اپل سینے اور اللہ چاہے تو ماغزادہ بنت میں
بھیج سکتا ہے۔

رسول اللہ کی پیشیں گوئیاں اگر اللہ ہی سلطان افرید وہ علم پر
ہمیں ہنسیں تو فرید کے پارے میں اللہ کی مشیثت بخاری والی رداشت
سے کہا ہے امام مسلم ہو گئی۔ پھر آخر کیوں فرید کی مغفرت آپ کو ہم
ہنس ہوتی کیا ایسا تو ہنس کہ قرآن کی آیات اور امام اعظم کے بیان
فرمودہ بنیادی عقیدے پر سے آپ کا بھروسہ اتم گیا۔

جن روایات و اجنبیات سے آپنے فرید کو خداوند از
بشارت کیا ہے ان کی داخلی قوت و صفت اور حیثیت کا تو

ہم اس وقت جائزہ لیں گے جب پوری کتاب پر تفصیل لفظوں کا
موضع آئے گا۔ فی الوقت اتنا ہی عرض کرنا کافی ہو جا کر اپنی نامی
ہوئی روایات کی جو تشریح آپنے ہیں فرمائی ہے اسے اگر جوں کا
توں بھی مان لیا جائے تب ہی ان سے زیادہ سے زیادہ یہ شایستہ
ہوتا ہے کہ فرید محبت گناہ مگار تھا یہ تو شایستہ ہنس ہوتا اور ہنس
ہو سکتا گرہ کافر و مشرک تھا یا مرتد ہو کے مرآ پھر اسے آپ کی
بنیاد پر بشارت سے خارج کئے دے رہے ہیں جیکہ قرآن کا
منطق علی عقیدہ جو ابھی ہم نے امام اعظم کی زبان سے بیان کیا ہے
آپ کا بھی عقیدہ ہے۔ کیا غرورت لامن ہو رہی تھی فرید کے فتن و
جور کی روایات دھوند کر لانے اور ان کے ذریعہ بخاری کی مستحب
حدیث کو حکمت مشق بنانے کی جیکہ بنیادی عقیدے کی رو سے فتن
و جور مغفرت کے منانی ہنسی ہے اور فرید کا فاسق و بد کا ر
ہونا بخاری والی بشارت میں استثمار کا اور اچلاں پر جھوٹوں

تعلیم کی پیشاد پر امت مسلمہ میں یہ دعا ہام ہے کہ اسے الشرا یا پر خاتمہ کرنا، لہذا اگر بخاری نبی مسلم کی روایت میں بعض لوگوں کے ایساں انقلابِ عالم ہی ذکر آیا ہے تو اسی تجویب کیا اور بحث کیسی اسے آپ اُس گروہ کی مزاجت پر میں کہوں پیش کر رسمے ہیں ہے مغفور کر دیا گیا۔ یعنی داخلِ جنت۔ کیا یہ کو جنت میں سے بھی عجیب کے درز میں ڈالیں گے؟

آپ فرمائتے ہیں

اندر میں صورت اس شفی کی بھی کرتے رہنے کے درمیں ہر شخص اسے یہ بھی کہے چکر کنال آدمی تو یعنی سب میکن خوار کیا جائے تو یعنی وحیتیقت اس آدمی کو نہیں کہا جاتا بلکہ اس کے احوال و اعمال کو کہا جاتا ہے۔ وہ جب بھی بدکفر ہجتی ہو جائیں گے جب بھی پہلا حکم، وال جائے گا ادا دی یہ شفی ہجتی کہلاتے ہو۔

دیکھو مجھے تم رکھتے تھے آپ رسول اللہ کی بشارت کو عام آؤی کی بشارت سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ نہ اس اعام آدمی کا تینیں بھی عال ہے کہ وہ ظاہرہ اور موجودہ (حوال کو دیکھو سکتا ہے) اسی عالم کل کیا ہو رہا ہے یا کسی کے دل کا کیا عال ہے ہو سکتا ہے جو شخص آج میں کے وہ کل یہو جائے یادو اُس بھی بھی ہو گریٹ کی رہا ہو لیکن اللہ اور رسول کی شان میں تو وہ جرأت نہ فسرایئے کہ اخنوں نے یہ کسے امور سے تکسیک کیا ہے اگرہے اعمال کا نامہ کی کے خود کی طبع کپڑے یا ہجتی دخولِ جنت کی بشارت، یہ بھی اور بعد میں ایساں اس سے بدکار یہوں کا انتہاء ہوا تو وہ چونکہ اسے ہم نے کس مردوں کو مختار بنانے کا اعلان کر دیا تھا یہ تو یہ ساحش نکلا۔ جھونکو جنمیں۔

آپ خدا کے لئے خود کیجئے یہ مطلب نہیں تکلتا تو اور کیا طلب سکتا ہے اول تو آپ کی تقریر یوں ملکوں خیز ہے کہ رسول اللہ کی یہ پیشیں گوئی ایسے افراد کے بارے ہیں نہیں ہے جو اس وقت میں موجود ہوں اور ان کے موجود وہ احوال کو دیکھ کر عام آدمیوں کی طرح رسول اللہ نے ان کے حصتی ہوئے کامگان کر لیا ہو۔ یہ اپنے برادر کچھ بھی تھا اس وقت آپ کی ساسائی نہیں تھا اس کے قبوقی اعمال و افعال کے نشیب و فراز پر پیشیں گوئی کا دار ہوتا۔ وہ مرسے یوں

مرتکب نہیں کہتا اور ازداد کی بحث بھی نہیں لاتے ہو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ کی حد تک اسے خوارہ اور مخرب کا عقدہ اختیار کر لیا ہو کہ صحت کا مرکب کا فرد چاہا ہے ا

اور آپ نے بخاری و سلم کی روایت کو جواہرِ مشائیش اور پیغمبر اپنے سیاہ مارکی اسی مارکی سیاہ کرنے کے موکایا ہے۔ (ناطلین درق الم کر وہا کے انتباہ کو پھر پڑھیں) مجمل جس حقیقیت کی تقدیر یہی الشاعر یہ بنا لی ہو کہ عمر براہ احمد میکوں میں گذارنے ہوئے جنت کے قریب ہی قریب ہوتا جلا جائے اور پیغمبر اپنے کو نہیں تھا میں غرض عمل کر کے یہمیں جا پہنچے تو اسی میں اور مدینہ بشارت میں کیا ہو گو۔ اس حدیث میں تو بعض علمیں افراد کی حالت کا بیان ہے۔ کیا مظہفیتی کے گروہ اول کے عدد و متنیں شرکاء میں ہے جو کسی کے بارے میں (التدیار رسول نے یہ بتایا ہے کہ وہ جنت سے قریب تو ہو گیا تھا) گھنیم میں ڈال دیا گیا۔ پس یہ کوئی ہجتی نہیں کہتے رہیں مگر حضرت مسیح میری یا میری اور مسیح میری کے نام سے کہتے رہیں تو یہیں کہا جائے کہ یہمیں گیا اور درستی جو اسی کے مطابق شہید کا تاقبلی مختصر ہوئا لازم نہیں آتا کیونکہ زندگی بھرگناہ کرنے کے رہنے کے باوجود کوئی شخص مرتکب نہیں ہو جاتا اور مرتد نہ ہو تو علی الاتفاق مختصر کا اپنے دہناتے ہے۔ پھر بھی آپ یہ کہ یہم رسید کرنے کے درپر یہی تو یہ بشارت رسول کے اتنے گستاخ آمیز سلوک نہ ہو گا تو اور کیا ہر کا از سلطان الانبیاء کی خشیں گوئیں کوئی ہاں باش الشر میں واسے اور الشر کے علم کو خطلے پاک سمجھتے واسے کیجئے موسس کر رہے جائیں گے تو کیا کریں گے۔

ایک اور مغالطہ ہے یہ جو یہاں یا تو خود آپ ہی کو ہو اسے یا پھر اپنے عالم کو دینا چاہا ہے۔ بخاری اسلامی پیش کر رہا ہے، وہ اسی میں مختصر کا ذکر نہیں ہے بلکہ جنت کے قریب پیشے کا ذکر ہے مختصر قریب جنت کو نہیں دخول جنت کو کہتے ہیں۔ مغفور بھی ہے جو جنت میں داخل کر دیا جائے ذکر، لیکن یا ہر یہ ہو۔ اللہ اور رسول نے تعلیم دی ہے کہ آخر دن مک الشر سے ڈرستے رہو۔ مختصر طلب کرنے والوں نے اور بھر کے اعمالی حسنہ پر مصروف ہیں۔ زخم سست کر دیں

بکار نہ رہی۔

اگر مغفرت کوئی ایسا نقد انعام ہوتا ہو تو اسے اپنے کام میا کرنا گزینہ کرتا تو اسی کی وجہ سے رکھتا تھا کہ جن دلت تک نہ یہ کی حال اعمال مقبل یا معمول تھے وہ بشارت مغفرت میں شامل تھا لیکن جبکہ مغفرت صاف اعلام نہیں پہنچرنے کے بعد ملنے والا ملکہ ہے تو انہی کا فائدہ بوسکتا ہے اس بات کا کوئی انتہا بشارت مغفرت میں اور کوئی جنم میں اور محود نہیں کا رہنماء ثابت ہوتا ہے جسکا الگار خود آپ بھی اپنے کو کو اور مخدود اور مخدود نہیں کر دیں اس بات کا کوئی انتہا بشارت مغفرت میں نہیں کیا تھا اور ناچکن سب کے کوہ غلط ہو جائے۔ یہ زیرِ کی دشمنی میں کم سے کم مرمت رسول سے تو رکھیں یہ کیا کفر امیر کلام ہے کہ اللہ کے رسول تو جاہدین حسطنطیہ کو بیٹھی بشارت مغفرة دیں اور آپ اس بشارت کا خذیر اس انداز میں بگاؤں کی کیا اللہ کے رسول کی مشین گوئی اُنکی کا تیر تھی جو کہیں نہ نہیں پر بیٹھا کہیں چوک گیا۔ بڑا اقہر ہے کہ زیرِ دشمنی اور تردید عیا کی کے ہوش میں آپ مغفرت کے معروف و سلم غنیم کوئی ملیا میثت کر گئے ہیں۔ ہمچوں مغفرت کو کوئی ایسا ہی معاشر انعام ظاہر کرنا چاہا ہے میسے دنیا کے اندرونی ہوئے ہیں۔ چون پچھلے عوایض پر غور کے بیڑے آگے اسی باطن خال کو اپنے بائیں الفاظ پیش فرمایا ہے۔

”اے سے بھی زیادہ اقرب اسی حدیث کی تشریح یہ ہے کہ جما دشنه عین سے یہ دیکی سابقہ سیمات کی مغفرت کرو اگر تو وہ خوفی میں حقیقتاً اعلیٰ ہو گیا میکن لہدہ کی سیمات کی مغفرت کا اس میں کوئی وحدہ نہیں تھا اس میں آئندہ کئے حق کا حکم دو سراہ ہو“ ۱۸

شاید آپ کہیں ہجے کہ اس بشارت کا فائدہ یہ تو ہوا کہ سابقہ بیان میں معاف ہو گئی ہے عرض کریں گے کہ اس تاریخ کو بدیل دیجئے جو آخر حکم عشرہ تبسیرہ مجاہیدوں کے مسلسل میں بشارت کی پڑتائی آئی ہے۔ یعنی وہاں بھی یوں کہیے ان اصحاب کا مغفرت کی پڑتائی ہوئی ہے کہ ملک عرض یہ طبقے کی حسن وفت بشارت دی گئی اس وقت تک کے تصور میاث ہو گئے تھے کہ اعمال میں یہ بشارت صلی اللہ علیہ وسلم اسی وجہ سے ایسی فرمائیں گے اس وقت ہم مزدوج ہونے کے وکیں گے کہ زید جنم کے کس طبقے میں ہے اور ساتھ ہی آپ کے سامنے اللہ کے رسول کے دہ ارشادات اور علمائے امت کے وہ فرمودات پیش کریں گے جن سے بلا ریب و شک واضح ہوتا ہے کہ مبشر بالحمد کا مطلب عرض سابقہ گناہ میاث ہوئیں بلکہ میاث شدہ مغفرت ہے اور تبسیرہ میاث کسی بھی گناہ کے باعث دوزخ میں ہیں ڈائی جائیں گی جاہے وہ گناہ وقت بشارت سے قبل ہوا ہو یا بعدیں۔ ہم جانتے ہیں شوری طور پر آپ بھی اسی کے قائل ہیں چنانچہ

پر قیاس کر رہے ہیں کہ ظاہریں نکو کارو بیکھا تو جنی کہیں یا اور بیدار دیکھا تو جنی ہمہ ایسا۔ حالانکہ اس کا آخری پیغمبر نہ مرتضیٰ علام احمد صیفی ہے کہ ارشاد عالم امداد میوں کی طرح ظاہریں اس نے عینی معاملات میں بھی مسخر کی فیصلہ دیا ہے وہ اس علم لفظی کے محبت دیا ہے جو اللہ کا بہشت ہو اسے اور ناچکن سب کے کوہ غلط ہو جائے۔ یہ زیرِ کی دشمنی میں کم سے کم مرمت رسول سے تو رکھیں یہ کیا کفر امیر کلام ہے کہ اللہ کے رسول تو جاہدین حسطنطیہ کو بیٹھی بشارت مغفرة دیں اور آپ اس بشارت کا خذیر اس انداز میں بگاؤں کی کیا اللہ کے رسول کی مشین گوئی اُنکی کا تیر تھی جو کہیں نہ نہیں پر بیٹھا کہیں چوک گیا۔ بڑا اقہر ہے کہ زیرِ دشمنی اور تردید عیا کی کے ہوش میں آپ مغفرت کے معروف و سلم غنیم کوئی ملیا میثت کر گئے ہیں۔ ہمچوں مغفرت کو کوئی ایسا ہی معاشر انعام ظاہر کرنا چاہا ہے میسے دنیا کے اندرونی ہوئے ہیں۔ چون پچھلے عوایض پر غور کے بیڑے آگے اسی باطن خال کو اپنے بائیں الفاظ پیش فرمایا ہے۔

دیکھ لیجئے اپنے تھکر برقرار رہا۔

"پس جب بزیر کا چاہا عالم قیامت شارٹ قائم تھی

جب بیتل گیا تو بشارت بھی اٹھئی"

اگر بشارت کا مطلب آپ ہی سمجھتے کہ سانقاً گناہ معاف بولنے
تو بشارت قائم رہتے اور اُنھے کا کیا سوال یا قیام تھا آپ
قدرتی طور پر یہ سمجھتے کہ بشارت درست ہے کچھے گناہ سوات
ہوتے ہیں اب انکے لگنا ہوں کے سبب بزیر کے درج میں دلالا جائیگا
تیری زوجت نامعین بھی تھی کہ دودرا ذر روایات سے حدیث
بخاری میں استشنا ذکر کیا ہے بلکہ اس مکھڑاگ کے نیزہ سی آپ
کہدیتے کہ ہاں بخاری دالی بشارت حیکم ہے بزیر کے
غزوہ قسطنطینیہ ملکے گناہ بھی گئے۔ اب آگئے کوئی گناہ اس نے
کئے ہیں ان کے سبب ہم اسے درج میں ڈھکلیں گے بنشد
قائم رہتے اور اُنھے کا ذکر کرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کونو ڈیکھے
زدیک بشارت مخفیت کا عمل عرف سانقاً گناہوں کی مخفیت
پر ختم ہیں ہو جاتا اور حدیث بخاری میں استشنا لکائے گئی
مخفیت کے صفحے سیادہ کرنا ہی اس حقیقت کی شہادت ہے کہ خود
آپ بھی بشارت مخفیت کا شناساً ہی سمجھتے ہیں کہ وہ ایک حقیقی انعام
ہے جو کہ ہنلے ہیں کاغذ و عده ہیواد حقیقت کو چھوڑ
ملتا ہو۔ تب آخر بزیر کی سے اتنا عناد و بغرض کیوں ہے کہ اپنے غیر
و خیال کے بولکس بشارت مخفیت کے ایک طبقزاد معنی ہمچنانے
کی تھی فرمائی ہے ہیں۔ آپ لوٹ پھر کر زیادہ سے زیادہ دھی کہہ سکتے
ہیں جو یہی انتباہ میں کہا ہے جس کی وجہ سے قو در گلگرد روایات اقبال
ہی سے بزیر کو خارج از بشارت کر کے شامل و عید کیا ہے۔ تو
بزم دری معارفہ پیش کریں گے کہ آپ کی جمع فرمودہ تمام منطق
کو زیادہ سے زیادہ عامل یعنی نکلتا ہے کہ بزیر بہت یہ اتنا بخوار
نکھلا کے لیگوں نے فاسق و ناجر کیا ہے۔ لیکن فاسق و ناجر
کی مخفیت کا امکان تو آپ مجھی نسلیم کرنے پر بھر ہیں بیکروں ہیں
سر کار در عالم کی دی ہوئی بشارت پر سر جھکاتے۔ کیوں اس
باش کرنا امکن تصور فراستے تیر کہ پہلا غرضہ سلطنتی اللہ اور رسول
کے زدیک اجر و جزا کے اعتبار سے ایسا ہی عظیم تر جعل خیر ہو
حس کے آگے سارے گناہ ہیچ ہوں۔ ستر کیا آپ کو ہمیں حکوم

کہ سالقوں الادنوں کا الفاق کیا ہو ایک راتی سو نایجہ میں
انفاق کئے ہوئے اُخذ پہاڑ کے بیر..... جنہے زیادہ وزنی
مانا گیا ہے۔ اس سے یہ حقیقت و اشکاف ہوتی ہے کہ بعض اعمال
بظاہر معمولی ہوتے ہوئے بھی الشک کے نزدیک بہت مجروب
ہوتے ہیں تو کیوں آپ یہ باور نہیں کرتے کہ مزدہ قسطنطینیہ
ایسا ہی مجروب ترین عمل ہرگز رسول اللہ کا خصوصیت سے اس
کے بارے میں بشارت دینا آخر تھیں تو نہیں تھا۔ کسی عام آدمی
کی قیاسی ایک تو نہیں تھی کوئی ملکی امیرت ہی تو جو زبان رسول
پر یہ بشارت آئی۔ اگر یاد ہے قسطنطینیہ کی مخفیت کا مدرا ظاہری
اعمال خیری پر ہوتا ہیں آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں تو اس بشارت
کا آخر مامل کیا تھا۔ احوال خیر کے عاملین تو عام قانون شریعت ہو کے
تحت مخفیت پالیں۔ گے یہ تصویب بشارت پر معنی دار ہے
بزار ہے کہ آپ میسا طیم و مخالف انسان بزیر بہت سختی میں
اسکر را گے بیٹھو گیا ہے کہ ہمیں تمازن ہی کا سرانجام نہیں ملتا۔
ذرا اسی روایت کو دیکھنے جو اسی بخاری وسلم کے اپنے حق ہیں
نقل فرمائی ہے۔ اول تو آپ اس کی ترجیحی درست نہیں کی دوسرے
یہ توانی بزیر کے حق میں جا رہی ہے۔

"آدمی اپنی جنت کا عمل کرتے کرتے جنت سے اتنا
قریب ہو جاتا ہے کہ اس میں اور جنت میں بالشت
بہر کا فصل رہ جاتا ہے مگر نو شدہ تقدیر سا نہ
آہا تھا اور وہ ہیم میں چلا جاتا ہے اور ایسے ہی
بیکس" (ص ۲۶۷)

ترجمی تریوں غلط ہے کہ اور میں جب تو شدہ تقدیر پر بات
سکھدیتے ہیں تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم نے تو کوشش میں کوئی کوئی
بیس کی تھی میکن تقدیر ہی ساختہ نہ دیتے کی۔ دن رات بولتے ہیں
کہ ہم نے تو سب کچھ کر لیا مگر تقدیر ہی میں ناکامی تھی تو کیا کریں۔
لیکن جنت درج میں جانے کا حامل ایسا نہیں کہ تقدیر
کو ایام دیا جائے۔ الش تعاالتے کو واضح قانون پر کہ ہر شخص اعمال کا
بدل پائے گج دیکھ کر کسی کو با وجود نکوکار ہو لے کے اس لئے ہیم
سیں جھونک دیا جائے گا کہ اس کی تقدیر میں ہیم الحمد یا یا معاشر۔ اللہ
کی تقدیر اسی بے قاعدہ نہیں۔ وہ جس کے لئے ہیم یا جنت کے

د جو دن ہیں، جنت اور دوزخ میں آدمی کا جسم جاتا ہے ذکر اعمال اعمال، پھر اس سلطق سے فارم رہے یہ تو ایسی ہی سلطق ہے جس سے ہم ابھیں کو برا کہنے لگیں تو اپنے کہنیں کہنیں بھی اسے برداشت کیا ہو اک اعمال اعمال کو کہو۔ اس کے بعد ایک قدم پڑھکر اپنے پری ہمی کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں بھی اعمال افعال کو جی ہرداشت کہو کہ اللہ کی مرغی بیفر ذرہ ادھر سے آمد ہیں ہو سکتا اور جو کچھ بوجہیں نے کیا وہ تو تقدیر الہی تھا تقدیر الہی کو رکھنا سخت گستاخی ہے امتنان کو غلط استعمال کیا جائے تو وہ ٹھنڈھو رہن جاتی ہے۔

بے منک اعمال افعال ہی کی وجہ سے کسی شخص کو اچھا یا بُری کہتے ہیں لیکن اعمال افعال انسان سے ہٹ کر کوئی مستقل بالذات وجود ہیں رکھتے کہ ان کی رسی بلکہ زیر یاد کے لئے پھاسی لٹکادی جائے۔

پھر علیٰ نبی اعمال افعال ہی کو اچھا برائیں نہیں دی جیتے ہیں کیا رسول اللہ کی صریح بشارت کے بعد ہمیں یہ سمجھنے سیں کوئی وقت باقی رہ جاتی ہے کہ زیر یاد کا ایک ہی فعل جہاد اس کے تمام اعمال پر سے بُرھیا اور اللہ نے اسے جنت دیتے کا فیصلہ فرمادیا۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جنت کی بشارت اگر اعمال ظاہر ہی سے مختلف ہوئی تو بعض دس ہی صحابیوں کو اس کا شرف حصہ دہوتا بلکہ بے شمار عجائی تھے جن کے اعمال ظاہری اس بشارت کے سخت تھے۔ امشک خصوصیت سے دس کو نازد کرنا وہ سخ کرتا ہے کہ ان دس کی خاص اہمیت و پذیرائی منظور ہے۔ ان کے بعد اعمال ایسی خصوصیت سے مقبول ارگاہ ہوئے ہیں کہ اب ان کا کوئی عمل اس مفہومیت کو بدال نہیں سکتا۔ تب آخر عز وہ عطفتی دالی بشارت ہی اعمال ظاہرہ سے کیوں سلطق کی جبارتی ہے کیوں نہیں سمجھا جاتا کہ یہ غزوہ اپنے شرکا کے لئے تاقابل تشیع مقیومیت کا باعث مانا ہے اور یہ تنہ امام معاصی کا نارہ ہو جیسا کہ ابھی چند روایات پرست کر رہے ہیں۔

کوئی جاہل ہو تو عبر کر لیا جائے کسی ایک عمل کی اتفاق ہری قدر و قیمت اس کی کہہ ہیں نہیں اور یہ ہے کہ اس سے سارے گناہ و حل جائیں لیکن آپ جیسے عالم بھی ایسی ہی بے خبری کا مطہر ہر کرنے

لارہا کم لہاں بھی اپنے لکھ گا جھکا اور تکاب کر کے وہ جنہیں بای جنت کا عقد اپنے۔ ایک شخص ذمہ داری پرستی کا کرتا رہے تو ناکن ہی کہ وہ جنہیں بھوپالا جنم ہی اس کی تقدیر ہے تو لازماً کوئی ایسا فضل بھی اس کے لئے مقرر ہو گا جس کی معنوی قیامت اس کے سارے اعمال میک پرو قیمت لے جائے گی اور اس کی سزا میں وہ جنم رسید ہو گا۔ اسی طرح بر عکس، تو آنکھاں نے جس اندراز سے حدود کی ترجیحی کی ہے وہ سہو پرستی ہے اس سے تو اللہ کا انصاف کے بارے میں غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔

بہا اس حدیث کا زیر یاد کئے جن میں جانا تو یہ بھی سامنے کی بات ہے۔ آخر اس حدیث سے کہی ہے تو ظاہر ہو انکا اچھے طبقے کسی ایک طرح کے سے شمار اعمال کا ہبہت بڑا اسماں بھی یہ قطبی دینہ کر لے کے لئے کافی نہیں کہ یہ شخص لازماً اسی بڑا کا سختی ہو گا جسے یہ اسیار متعین کر رہا ہے۔ ساری عمر نیک عمل کئے مگر آخر ہیں کوئی ایسا عمل کر گذر اجر معنوی گراوٹ میں یہ سے بدر مختار اس توقع کے بالکل برعلاض جو ساری عمر کے نیک اعمال سے کی جا سکتی تھی وہ دوزخ میں محونک رہیا جائے گا اور اسی طرح بر عکس۔

یہ تو ہے مفہوم اور مفت اس حدیث کا پھر رسمجھنے میں کیا دشواری رہی کہ زیر یاد کی بداعمالیوں کا یہ فلک بوس اسی ا لظر کر رہا ہے وہ ہمیں ہونے کے قصداً، قطبی کا خامنہ نہیں بلکہ حدیث ہی کے مطابق کریں ایک ذمہ دار عزل یا چند اعمال مداخلے سے داخل جنت بھی کر سکتے ہیں۔ بشارت رسول کو تادیل کا سخت داشت بنائے کی وجہتے آپ غیر وانیدا اور یہ کہ جنہی کسی کیوں خیز کر نہ سوچنے کی وجہتے آپ غیر وانیدا اور یہ کہ جنہی کسی کیوں خیز کر نہ سوچنے کی وجہتے آپ کی بیان فرمودہ، روایت حدیث بشارت کو خود رخ کر لے کی جائے اس کی تائید مزید نہیں کریں۔ یہ کیا کہا کر

"مفتی درحقیقت اس آدمی کو نہیں کہا جاتا بلکہ

اس کے احوال داعمال کو کہا جاتا ہے:

بلکہ دعاظم میں تو اس طرح کے لکھتے دارے سکتے ہیں لیکن علمی مباحثت میں ان کا کوئی دوزخ نہیں۔ احوال داعمال تو انسانی خواص داد صاف ہیں ان کا انسان سے ہٹ کر کوئی مخصوص

بھی کو دیکھ لیجئے کہ ہم ایک شرف ہے مگر کیا علی محالی کی عزیزی عطا کیا۔ بھی اس کی پر ابری کو سکھی ہیں۔ پھر آخر ان لوگوں کے ایمان کو کیا ہو گیا ہے جو زیر یاد کے معاملے میں لوہے کے بات ترازوں اور حالاتے ہیں اور اس کے اعمال و افعال کو سیریوں کے حساب پر توں کر فیصلہ دیتے ہیں کہ یہ اعمال کا وزن کتنی سیر زیادہ ہو گیا ہے ادا جہنم میں۔ الود لوگ حق شناخی کی سی نسلیں ہیں پس جو اللہ کے رسول کی دی ہوئی پیشہ میں مفترز کو زیر یاد کیلئے اس نے تسلیم کرنے کو تھا رہیں کہ ان کی نگاہ میں وہ سوت بڑا گا رحم حاالتاکی وفا و احلاطی عقیدہ یہ ہے کہ کفر و شر کے علاوه ہر معصیت معاف ہوئی بلیادی عقیدہ ہے اور ہر موس بہر حال مفترز کا ہے۔ لگاہِ ثواب کو اپنے ترازوں سے مت توں، اللہ رسول کے ترازوں پر نظر کرو۔

پھر کہتے ہیں پیشہ میں ایسا کو خارج کرنے کی کوشش جس ادازے سے آپ نے کی ہے اس سے کچھ ایسا منتظر ہے آتا ہے کہ یہیہ اللہ کا مقصوم رسول نیازِ مندوں کے مجرم شہر میں بیٹھا ہے اور کہر میں ہے کہ سن لو اے لوگو! استفطر خذیر، پر جو لوگ پہلا بچا دیں اسی سگن ان کے لئے المثلے مفترز کھدی۔ اس پر کچھ لوگ اٹھتے ہیں اور ناک بھوں چڑھا کے کہتے ہیں کہ ہمیں یا رسول اللہ ان لوگوں میں قریبی میں شامل ہے اسے جنت میں داخل ہوتا ہم کیسے دیکھ سکیں گے۔ یہ دیکھنے آپ کے لئے فو فلاں و دلت یہ فرایا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیر یاد پر لے سرے کا بدکار تھا۔ پھر آپ کو یا الشہیان کو کیا سن ہے کہ اسے مفترز سے نواز دیا ہم تو اسے خارج کریں گے۔

کیسا ہو ساک منتظر ہے یا اگتا ہی اور گرامی سے بیرون ملا جائے عینی بھی بہادر ہوں میں رسول اللہ کی رہائی سے صراحتہ زیر یاد کا حق دخور دکھلایا دیا گیا ہے وہ سبب بلا اسستناء ہجتوںی: در گندی ہم ان کے بعض راوی المکران کی تصریحات کے مطابق اتنے لیکم ہیں کہ ان کے شخص کی گواوٹ شاہزادی کی مشہرت باذکر ادا و دلوں سے بخی بزدکار ہے۔ اس شخص کی بیتی کیا تھکانا ہم لوگ جو رسول اللہ پرہیزان ہاندھے اور اپنے دل کی گھری بھوئی بات ان کی طرف مسروب کرے۔ وہیں وہ رواںیں ہیں سے صراحتہ نہیں بلکہ اجھیاً اور اشارہ زیر یاد کا حصہ و خور نظارہ ہوتا ہے تو وہ بھی اپنے من بن اور

لگیں تو دل خون ہر ناقدر قیمتی ہے خصوصاً جبکہ خود ہی ایک ایسی حد بھی بیان فریار ہے ہیں بواہیک ہیں ان سے مقابلہ عمال کے پڑھتے دھیر کو بدلے اثر بنا دیتے کا ثبوت لارہی ہے۔ فرقہ ان حدیث سے ایسی ایک ہنسی ہزار لہر عالم پیش کی جاسکتی ہیں جن سے بعض اعمال کی ہے اندرا غلطی و رذالت کا پناہاتا ہے۔ ہم مرث کتب الجہاد ہی کی چند حدیثیں پیش کرئے ہیں کہ بجاوی والی پیشہ میں ہے۔ ہماری ولی پیشہ میں ہے۔

بخاری و مسلم کی روایت ہے
قَالَ رَسُولُنَا أَنِّي أَعْلَمُ بِاللَّهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَطْلَقُهُمْ فِي
نَهْرٍ كَيْدَرِيَّةٍ مِنَ الدُّنْيَا
وَمَا فِيهِ
الشَّهُرُ أَكْبَرُ مَقَالَمَهُمْ مِنْ مَرْضَى كَيْدَرِيَّہ کی رہا
دن کی پر کیدار تمام دنیا و ایسا سے بزدکار ہو گئی۔ اور بکھاری
و مسلم ایک ہی ہے۔

قَالَ رَسُولُنَا أَنِّي أَطْلَقُهُمْ فِي
نَهْرٍ كَيْدَرِيَّةٍ مِنَ الدُّنْيَا
وَمَسْلَكُهُ نَفَقٌ وَّقَنٌ فِي سَبِيلِ شَهْوَةٍ
وَمَسْعَهُ خَيْرٌ فِي الدُّنْيَا كَمَلَهُمْ
او بکھاری میں ہے
قَالَ رَسُولُنَا أَنِّي أَطْلَقُهُمْ فِي
نَهْرٍ كَيْدَرِيَّةٍ مِنَ الدُّنْيَا
وَمَسْلَكُهُ نَفَقٌ وَّقَنٌ فِي سَبِيلِ شَهْوَةٍ
وَمَسْعَهُ خَيْرٌ فِي الدُّنْيَا كَمَلَهُمْ

حدیث رسمی میں ہے
حضور نے فرمایا جس بنا سے کے
قدِّمِ جہاد کی رہا میں بگرداؤ بہوت
و محسن ہم کی اگل چھوٹی ہنسی کتی۔
او مسلم میں ہے
أَنَّ الرَّبِيعَ مِنِ الْأَطْلَقِ الْأَنْتَهِيَّ

حضرت نے فرمایا جس بنا سے کے
قَالَ الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ الْحَسَنِ
ہو جانے سے بخوبی محسن کی
حَسَنَةٌ شَيْرًا لِلَّادُونَ شَهْوَةٍ
و مقابلہ کو مودو بکری خدا ہے۔
یہ حدیث کو مذکور کر دیا گی
کے لحاظ سے بظاہر صوفیہ اللہ کے نزدیک اس تدریجی سر زدہ مریزہ ہو جاتے
ان کے مذکور تدوین میں اگذاہوں کے ہماری بھی سر زدہ مریزہ ہو جاتے
ہیں۔ اس طرح کی مثالوں کے سلسلہ کی غرورت نہیں حدیث
کے تین ہاپکو یعنی ملاد قفت کی مثالیں مل جائیں گی معاکن

خواص رسول اللہ کی پیشین گوئی اور اللہ کی تقدیر بک سے کبیدہ خاطر ہیں۔ وہ دشمنی کی تجسسی حریف کی ہر خوبی پر صدای ہی نبھیرے آپ کو کہاں اچھا نہیں سننا کہ مذکورہ مذادے میں بیداری امداد دسالاری اعیسیٰ سے ہر داشت گردیں جو اپنے کوشش فرمائتے ہیں کاس طور پر جھقیقت کو بھی مستکوک بنادیں، عالم انکو پرورش نی لفڑہ لا جائی ہے کیونکہ حدیث اسی بشارت مدد حشر کو اسکے لئے ہے تیریا میر دہراتا تب بھی جھن شرکت کامی تھی۔ لیکن دوسرے تو یہ ہے کہ لا یعنی کوشش بھی آپنے دیانت و فراست کے ساتھ ہیں کی۔

آپ اس کوشش کی بنیاد علامہ عینی کی تحریر پر رکھتے ہیں

"بہر حمل علامہ عینی کے کلام سے یہ بھی دلخی ہو گیا

کاس زیر بخت خدا و پیغمبطری میں بیداری امداد

و تیادت کا دعویٰ لیقینی طور پر ثابت خدمہ نہیں بلکہ

عینی کے تزدیک اذان یعنی قول یہی ہے کہ بیداری کی

شرکت اس طرز سے ہے میں ہمیں مکر تیادت ہیں ہر ہوئی

کہ یہاں بر عطا اسرائیلی اتحادی میں دیدیئے گئے ہیں ۱۹۷۵ء

اور تھا علامہ عینی کسی ایسی بات کو ایج کہنے لگیں جو تمام سنتند مورخین و شاعرین کے تزویک ایج نہ ہو تو تھا ان کا کہنا مجتہد ہیں ہو سکتا یہاں تو اعطیہ یہ ہے کہ علامہ عینی پر بھی آپکے صریح بیان تراش دیا ہے ورنہ وہ آپکے علی اور تم بیداری کو غیر مشتبہ طور پر مسالہ اسی بات تھے ہیں۔ یعنی جو اگلی عبارت بطور شہادت آپ نے لفٹ کی اسی کو دریکھئے اور سوچئے کہ فرط جوش میں آپ کیا کر کر کر رہے ہیں آپ نے یعنی کی جہالت کا ہوتا تھا جو دریکھ دیا ہے وہ یہ ہے۔

"اور ذکر کیا گیا ہے کہ بیداری معاویہ لے ملا دو دم

میں جہاد کیا ہیاں نگ کر، و مقططفیہ تک پہنچا اور اس

کے ساتھ مسادات صحابہ کی ایک جماعت تھی جس میں

سے ابن عمر ابن عباس ابن الزیبر اور ابوالاوب

انصاری بھی تھے جنکی دنات مقططفیہ کی دیوار کے

قریب ہوتی اور وہیں ان کی قبر بنائی گئی جس سے

قطع کے وقت لوگ توں کر کے دعا میں مانگتے ہیں

اور صاحب امر آڑ کہتے ہیں کوئی بھج بات یہ ہے کہ بیدار

اسلامیک انتشار سے اس کی مجاہدش رکھتی ہیں اور بیداری کی زدیں نہ آئے۔ تاہم پہلے ساری دو ایتیں سیلم اور بیداری کا مرضی پھور بجا لیکن جب حق دریور کو کافر نہیں بناتے اور اللہ ہرگز گاہ سوائے شذرک و نکر کے معادت کر سکتا ہے تو انہی کا دمت جس کے طور پر کماکی حشر ہو گا جو اس کے زوال سے بے بنیاد معاوضہ کریں اور بے خواہیں بکریہ بیداری کی بیشنی پہنچنے دیں گے۔ پھر حضور ہی کی طرف منرب کی ہوئی بعض روایات محلہ کے دریوں حضور ہی کے کامباہ نہیں کو جو روایت کرنے کی کوشش فرمائیں، ہزار بار پناہ، اس بہادری سے اور لکھ بار توبہ اس سبے داشتی سے کہ پر اسے غلکوں میں آدمی اپنی ہی ناگ کاٹ لے!

فہرست اُپ علاسی صاحب پر پھر بھر کے لازم
خود را پیخت **نگاتے ہیں کہ انہوں نے کتابوں سے**
اپنے طلب کی روایتیں لیں اور باقی پھوڑ دیں۔ یہ الزام کس
حد تک دامت ہے اسے ہم اگلی صحبت میں دیکھیں گے۔ فی الوقت
صرف ایک نمونہ اس حقیقت کا دھکنا چاہئے ہیں کہ
یہیں لگنا ہے میست کہ در شہر شہما نیز لکھد

ان کتابوں اور مضمونوں کو چھوڑیے جس میں جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کا رد کرتے ہوئے آپ اور آپکے ہم خواہیں نے ان کے لئے بھرپور احکیم حکیم اپنے کہس آنکھ دالے نے آپکے نقل فرمودہ اقتیاد سات کو اعلیٰ سطح پر کیا سرپیٹ لیا۔ خواہ اسی بحث کے مسلسل میں دیکھئے کہ میمین میٹھا ہیپ کو دا کرو و انہوں کا من خود آپ نے بھی بر تابے نقصیل پوری کتاب کے ہاتھے میں عرض کریں گے اس وقت صرف اسی بحث کا ایک نمونہ حاضر ہوتا ہے۔

جن غزوہ مقططفیہ کے شرکاء کی خبر مفترضت اللہ کے پچ رسول نے دی اپنے تقدیر و دیکھنے کو صرف شرکت ہی ہے اس کی پر بر ایمی اور سالاری کی صفات بھی بیداری کے حصے میں آئی تمام تاریخیں اور سچاری کی شرکت میں لیکن شیعوں کی شکاری تابی داد ہے کہ انہوں نے میتوں تک میں حصہ جسیں اور بین بینہ کو اتنا ہم میں دیا کہ اسی عوام پر ہی نہیں خواص۔ اور آپ سبی

میٹھا کی کس راستے کا پتہ چلا۔ تھوڑا بیہقی کہ رہتا ہے کہ اس میں خود ملا مر
تینی کا اپنا قول کیا ہے اور صاحب المرأة کا قول کیا۔ عاصف ظاہر
ہے کہ عینی اپنے طور پر تو فرماتے ہیں کہ

”یہ یہ معاویہ نے ملاد روم میں جہاد کیا ہیاں تک
کہ وہ قسطنطینیہ تک پہنچا اور اس کے ساتھ سادات
صحابہ کی ایک جماعت تھی... (تادعاً ما گنتے ہیں“)

اس کے بعد

”اور صاحب المرأة کہتے ہیں“

سے وہ اپنا ہمیں صاحب المرأة کا قول نقل کر رہے ہیں جو آخر
تک پہنچا گیا ہے۔ تو زبان وادیٰ کا کوئی بھدی بھی کیا ہمیں کے
اپنے قول کا مفہوم اس کے سوچ کچھ سکتنا ہے کہ یہی سالار
و امیر خدا اگر کوئی اور سالار ہونا لازمی اسی کا نام لیکر تھے شر کا
کاڈ کر کر تے جہاد کرنے اور قسطنطینیہ تک پہنچنی سبب یہ یہ
کی طرف نکرنا ہی عاصف طور پر بتاتا ہے کہ یہ عینی کی نیکاہ میں امیر خدا
ہی تھا۔ تا تھیں اٹھا کر دیکھنے کتابیں اخبار پڑھتے۔ بے شمار عجک اس سالار
کی عبارتیں آپ کو ملیں گی۔

فالد بن ولید نے فلاں شہر فتح کر کے فلاں شہر پر حملہ کیا

اور ان کے ساتھ فلاں فلاں اشخاص تھے۔“

”پولین فلاں جگ سے فلاں جگ پہنچا اور اس کے ساتھ مختلف
ملکوں کے سپاہی تھے۔“

کیا اس اندرازیاں کا مطلب اس کے سوچ کچھ ہوتا ہے کہ حضرت
فالد یا نیویلین کا نام بطور لکان نثار آیا ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی
کہے کہ یہ یہ کامانڈر نہ ہونا عینی کے نزدیک ”اعج قفل“ ہے تو اس کو
سو اکیا سمجھا جائے کہ یہ یہ دشمنی نے اس کے پوش و پوش سلب
کر لئے ہے۔

ہاں سالار نہ ہونے کا قول صاحب المرأة نے کیا ہے تو
تینی نے اور آخر تک انہی کے قول کا بیان ہے نہ کہ عینی کے ذاتی

خیال کا۔ اس سے ثابت ہوا کہ عینی پر آپ نے بہتان پابند کیا
پھر اس صاحب المرأة کی دلیل پر کمی تو نظر دالئے تو یہ سکر
امیر نہ ہو سئے پر الحکوم تے کوئی نارکی شہادت پیش نہیں کی تھا
تاریکی و اتفاقات میں مطلق کم اور وادیتی شہادتیں زیادہ فروزی

میں معاویہ نے قسطنطینیہ کا غزدہ شدید میں کیا
اور کہا گیا ہے کہ حضرت معاویہ نے قسطنطینیہ پر حرب علیٰ
کے لئے ایک شکری مسحی جس کے امیر سفیان بن عوف
تھے جنہوں نے بشدة قائم روم کے علاقوں پر حملہ
کیا اس شکری میں اسی عبا ایسا ہوا مگر ابن الزیسر اور ابو
ایوب الفصاری نے اور ابوبکر ایوب اسی زمانہ میں قسطنطینیہ
میں وہی دنات پائے۔

میں کہتا ہوں صاحب المرأة اکھلی ہوئی بات یہ
کہ یہ اکھلی ہو جا ہے اس سفیان بن عوف کی ساتھ تھے
یہ یہ کی ساتھ تھے کیونکہ یہ اس کا اہل دھماکہ ہے
بڑے بڑے اخبار اس کی فرمادعت میں راتھ کی جنیت
سے ہے۔ یہیں، حلب نے کہا کہ اس حدیث سے حضرت
معاویہ کی منقبت ثابت ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے
یہی سبب سے پہلے دریائی جنگ لوڑی۔ اور ان کے
بیٹے یہ یہ کی منقبت بھی ملکی ہے کیونکہ اسی نے سبب
پہلے تھیر کے اس شہر قسطنطینیہ پر حملہ کیا۔ میں
کہتا ہوں (صاحب المرأة ایزید کی دو کوشی منقبت
تھی) (جز قابل ذکر ہوتی) حیکم اس کا حال (قصت و قبور)
مشہور ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ جنی کی برصغیر اٹھ علیٰ دسلم
نے اس شکر کے حق میں محفوظ ہم فرمایا ہے تو میں یہ
کہو گا کہ اس عکم میں یہ یہ کے داخل ہوتے ہے کہ
یہاں زام نہیں آتا کہ دو کمی و دسری دلیل سے اس
سے خارج بھی نہ ہو سکے کیونکہ اس میں تو علاوہ کا
کوئی اختلاف ہی نہیں کہ حضور کے محفوظ ہم میں یہ
داخل ہیں جو مفترض کے اہل ہیں حتیٰ کہ اگر ان غزدہ
کھنڈ دلیں میں سے جدیں کوئی تلفظ مرتد ہو جاتا تو
یقیناً اس بشارۃ کے عکوم میں داخل درستہ تواریں
سے حدات راجع ہے کہ اراد حضور کی یہ ہے کہ جاہین
روم کی مفترض کی گئی اس شرط کے ساتھ کران
میں مفترض کی شرط پائی جائے۔“

آپ بھی دیکھیں اور تمام آنکھوں اے لے لیں کہ اس وقت اس سے علام

حوال اکنہنیں اللہ کے رسول سے کرنے اپاہیئے جھومنی نے جاہین
ستھنطندیر کے پورے گردہ کو مغفور کیا مصاحب المرأة جیسا نادوڑ
نقرہ جوں کی۔ لاری کے لئے ترہ و تقویٰ مدار اتحاب نہیں ہوا کہتے
بلکہ وہ صلاحیت معاشر اتحاب ہیں جن کے ذریعہ فوجوں کو خوش
اسلوپ سے لایا جاتا ہے، کیا یاد ہنسیں کو حضرت ابوذر مجتبی علیہ
وزادہ صلحانی سے اللہ کے رسول سے فرمایا تھا کہ میں ان شرکی پناہ مانگتا
ہوں اس سے بات کے کہیں چند امیوں پر مجھی افسوسنا یا جائے۔

لرگی یک رشی چذبوں کی روشن قوازن کو جھیٹتے ہیں اور
ہنسیں دیکھتے کہ ان کا تیر کس کس کا لکھو چھپ دیا، اچھا تو بات اُس
الرام کی ہو رہی تھی جو ہاسی صاحب پر لکھا جا رہا ہے، لیکن کاروں
کی واقعوں شما یہ تھا اپ، ذرا دیکھنے خود آپ بھی تو سیما یہی تھا پھر
رسہے ہیں، بخاری کے سب سے بڑے اور باتے ہوئے شارح
علامین حجر عسقلانی کی فتح الباری کو لیتھے اپنے مطلب کی لفڑوب
عباریں لفٹ کر دیں یعنی وہ الفاظ چھوڑ گئے تو گردے تھے کتاب
المسلمین ایجھے ایسی حدیث (یعنی وہ مدد منہ قیصر) کے تحت کیا انہیں
چورنے این الشیخ کا رد کرتے ہوئے یہیں کہا کہ اگر ان کی مراد
ہے کہ یہ یہ غزہ دے میں شریک ہی نہیں ہوتا تو "قول مردوں شہبے
اور پھر ریح الغلط میں فرماتے ہیں
فاثمہ کمان امیرہ ذکر الحجیش" لیں وہ یہ اس مشکل کا پیالہ ر
ھوتا بالاتفاق۔

ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ کسی مصاحب المرأة کا ہے دلیل
فرمودہ تو آپ کو اتنا ہم نظر آیا کہ پونے دو صفحے پر نقل کرنے تاکہ
اغذ کر لے اور امارت بیرونی کے مسلم و ائمہ کو ہر دفعہ کرشمہ
کروزیاں لیکن انہیں جو کاری غرموہ چھپانے کے قابل جھوں جو اک
"یہ یہ کی امارت تربیان اتفاق ستم ہے"

ابن حجر عسیٰ اور سیع المظالم عالم "بالاتفاق" کے الشاطئیں
کہہ سکتا تھا اگر تاریخی شواہد نیز بکی سالاری کو غیر لفظی جانتے تو تعلیل
عینی، اقتضائی تینوں مشہور شاہین سفاری کیہے یہ کو سالاری تباہے
ہیں مگر آپ ہیں کہ ہر ای، لیوں سے اس سعادت کیجیں مشکوک نہ
میں سامنی ہیں، حق پرستی نہیں شخصی ہے، حکمت نہیں دھاندری
ہے، ابن حجر کی تسبیب منشار عہداً تین نقل کر دیا اور مذکورہ نقرہ
دھاندا ویسی ہی خیانت ہے جیسی عباسی مصاحب کے سر مردمی ہائی،

ہوتی ہیں، پھر ان کی دلیل صفحی سلی سے وہ بھی اہل نظر سے پوچھتے
ہیں، ہم تھیں میں پر تفصیل لکھ چکے ہیں اور ہر باعلم آدمی خوب جانتا ہو
کہ فوجوں کی۔ لاری کے لئے ترہ و تقویٰ مدار اتحاب نہیں ہوا کہتے
بلکہ وہ صلاحیت معاشر اتحاب ہیں جن کے ذریعہ فوجوں کو خوش
وزادہ صلحانی سے اللہ کے رسول سے فرمایا تھا کہ میں ان شرکی پناہ مانگتا
ہوں اس سے بات کے کہیں چند امیوں پر مجھی افسوسنا یا جائے۔
یہ یاد ہنسیں تکرار مارت و سالاری پر تسری آن و حدیث کی دیگر تھریکات
اور انہوں سلف کے فرمودات دیکھ لیجئے ہیں لیکن کہ جیسا کام ہو دی
ہی صلاحیتیں کا آدمی منصب کیا جائے یہ زیر ہمایہ تھا جنگ کے
نشیب و فزار کھینا تھا، مصاحب حریب و غرب تھا، ان صفات
کو خود آپ سے بھی اپنی اسی کتاب میں کو یاد نہ کرو اسے تھا مانگے گر
مانسہے اور باتے کی ہمیڈی یہ تھی کہ اس کے جھنپی ہونے کا نیصل
دینے والے بھی ان صفات کا اختزان کر گئے ہیں، تب مصاحب
المرأۃ کی اس حقیقی میں کیا جان رہی کہ یہ زید سالاری کا اہل نہ تھا،
مسئلہ اور یہ کہ آپ حضرات ایک سانس میں تو رکھتے ہیں کہ معاویہ نے
زید کو دی میعد پناہیا تو اسی اس کی بد کرداریوں کا علم میں تھا، یا
اس دلت نگ رہ السا بار کردار ہنسیں ہوا تھا اور دو دستے
سانس میں اس کے بر عکس پاتیں منوانے کی کوشش کرتے ہیں،
ذرا باتیخی اگر بھی بات تھی کہ دی یہ دی کے وقت تک نہیں کر دار
ہیں تھا یا اس اثر کو حکما چھپا تو غزوہ و سلطنتی کے وقت تو اس کے
عیوب اور بھی مخفی رہے ہوں گے کیونکہ یہ دی یہ دستے کافی پہنچ
پیش آیا ہے تب لگا، حالہ میں اس کی ناہلی ثابت کرنے کی طرز
منطق کیا درج رکھتی ہے، اگر گناہوں کا ارتکاب فرمی کا نادراری
کے مذاہی ہوں کہی تب بھی یہ اسی وقت نہیں کریجوت آسکتا ہے جو لوگوں
کے مذاہی ہوں کہیا تو قریبے کہ جو نام تھا اور علم مصاحب المرأة کو بعد
کے تلاک شریعت پر وسیلانے نے دیا ہے اسے مجاہیوں کے
داغیں بھی بھوٹنے کی حقیقت رہے ہیں، راتقات کی ترتیب اور دستے
اور سوچہ بوجہ اس سے ابا کریم ہے۔

رہی مصاحب المرأة کی پرچرب زبانی کمیں کہتا ہوں یہ زید کی
دہ کو نہی منقبت تھی جیسا کام مشہور ہے اُل انخرہ، تو یہ

کتب حدیث کی بعض روایات پیدا کیا گیا ہے یہ ایسا اہم معاملہ ہے اور روایت کو بالکل ہی نظر انداز کیا جائے۔

زید نے طلوکے سینے میں خجرا بھوک دیا۔ اس کی جائیداد دیا تھی اس کے علاں کو جھوٹے مقاموں میں پہنسا دیا۔ اب فرما اُس شخص کے حسن بیان کو دار دیکھ جوان ہر لئے اک مظالم کا بیان ان الفاظ میں کرتا ہے۔

”زید نے طلوکے حن میں لعڑھ پڑی“

کیا کہتے ہیں۔ اس سے بھی ہا کا کوئی لفظ لائے ہوئے ہم کہتے ہیں یہ دیانتی صرف روپیہ ہضم کرنا ہیں یہ بھی بد دیانتی ہی ہے کہ سیر بھر کی چیز کا بیان اس اندراز میں کیا جائے کہ سنے والے کو تو بھر گھوسیں ہو۔ مگر ہی چونی وہی روانوں پر صرف یہ ریمارک کہ ان کی سندوں میں کلام کیا گیا ہے فی حدیث سے مذاق اور ملنی دیانت سے فربت ہیں ہے۔

مریم وہ روانوں جن سے آپ نے بخاری کی تحریک کرو بشارت کر دیا تھیت کیا ہے تو ان سے بحث ہم مرد کریں گے مگر اس وقت جب پوری کتاب پر گفتگو ہوگی اب تھرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ زیارت متشابہات ایک حکم نفس کو ستر نہیں کر سکتے۔ اپنے عشقی بھی روایات پیش کی ہیں سب اپنے مصدق و مفهم کے اعتبار سے محل بھی ہیں اور الیسی بھی کہ ان کے عمل تعمیر میں اختلاف کی جائے گے وہ حدیث بشارت کی طرح صریح و حکم اور صفات شفاف نہیں ہیں زندگی رہی تو اسے بھی ہم دلائل سے ثابت کریں گے۔

عاصی صاحب نے کہیں یہ تحدید یا تھارک جعل اور دوسرانہ نہیں نے عدم بلوغ کے مدد ہیں تو منہج الشرعیا کی محبوبیت نہیں مانی بلکہ انہیں تابعین میں شامل کیا ہے۔

یہ لکھنا غصب ہو گیا۔ اسے آپ نے عطا ہی صاحب کا پڑتائیں جرم قرار دیکھ کچاس کے قریب صفات سیاہ کر دیتے ہیں۔ ان مقام کی مخصوصی قدر دیتی کیا ہے اسکا تو ہم پوری کتاب کے تقدیمیں جائز ہے گے اسی الحال آپ کا سب کا درست بالکل عرض کرتے ہیں کہ بخاری اور حضرت مجتبی صاحبی تھے۔ صحیح مسلم ہی ہے کہ بلوغ کو شرط دانا جائے اور ہم کی محبوبیت تسلیم کی جائے لیکن

یعنی کی لفظ مذہب تحریک ادا و کسی صاحب لہر کے مطلب تکالنا اور کسی صاحب لہر کے مطلب تحریک کو میں کے سر چینکا دیا شت ہیں کہلا سکتا۔

”لیکن کانفاظ ہم نے ہا کا بولا جن روانوں کو متفقین دیں“ تاقریب میں تکمیر من ہڑت اور مردود قرار دیا گیا ہے انہیں رسول اللہ کی طرف منسوب کر کے لفظ کرنا اس سے بخت لفظ کا مستحق ہے۔ آپ کہتے ہیں

”ابو عبیدہ نے رسول اللہ سے روایت کی کہ آپ نے

فرمایا کہ میری امانت کا امراء حکم عدل کے ساتھ قائم

رسہ بے ہمیں اسک کو پہلا وہ شخص اسے تباہ کرے گا

نی امیر میں سے ہو گا جسے یہ کہا جائے گا“ معاہدہ

پھر مصروفیت سے فرماتے ہیں

”لیکن ہم نے اس نہم کی روانوں کو اسلامیہ پیش

ہیں کیا کہ ان کی سندوں میں کام کیا گیا ہے“

واحترنا! اتنا مشہور حکمِ الاسلام اور ایسے حربیہ انجینی اور کوئی استقالہ کرے تو اچھے کہ ملا جائیں۔

غیر معمور تاہم ہے تھے خدا کوئے یوں کاگز

کوئی پوچھے کرے کیا ہے تو چھائے نہتے

بیان بھی فرمائے جاتے ہیں اور پیش نہ کرے کا بھی دھوکا ہے۔

دلخون ہو جاتا ہے یہ دیکھنے کو جن روانوں کا موضع

وجعل ہو جاتا ہے اور روانوں کا مختلف اسی علیح یہیں بھی پ

بیسے نہزاد مسلمان بلا تکلف اسی علیح یہیں کر دیں کہ

”ابو عبیدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا

کیا“

اور آپ کا دل دھاکے کر کس کذب و افتر اکھیر اندر سر در کوئی نداہ ای وابی سے منسوب کر رہے ہیں۔

مزید یہ سبے الفہافی کو تواریخ کریں کریں یعنی

”ان کی سندوں میں کلام کیا گیا ہے“

اولے کلام تو بخاری تک کی بعض سندوں میں کیا گیا ہے کیا آپ کی ملی دیانتی بھی بھتی ہے کہ جو روانوں، مردوں و موصوفوں ہوں ان کے لئے ایسے ہلکے اور سچے افلاط اس تعالیٰ کریں تاکہ عوام امن کیفیت سے بے بصر رہیں اور ہمیں کچھیں کچھیں کام کریں

توں نقل کر کے اپنے بقول صہر حسینؑ کی تحقیق کرنی چاہی حالت انکو اکثر
علماء حسینؑ کو معاہدی ہی مانتے ہیں تو آئیں بھی تحقیقیوں یہ کافی
نقل کر کے نہ یہ کو ذمیل کرنا چاہا حالانکہ اکثر علماء اسے مسلمان ہی
ماتحتہ ہیں خود اپنے بھی کافر ہیں لکھتے۔

یہ تردید ہی آپ کے اور عبادی صاحب کے جرم میں مسافت
دیکھتی ہے اب دیکھنے کا منزوی تباہت ہیں آپ کتنے آئے گئے
ہر شخص کو سکتا ہے کہ اگر ایک شخص حسینؑ کی معاہدیت مشکوک
کر رہا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ افسوس نظر پر تھا جو فرار
دے رہا ہے۔ ”صہابیت“ ایک اصطلاح ہے جس کے فہر
میں بعض لوگوں نے بوس کوئی بطور شرط شام کیا ہے جو حضرت
حسینؑ پر نکر سول الشرکی دیات، میں بالائے ہمیں ہونے تھے اس سے
ان لوگوں کا خیال ہے کہ معاہدی کی اصطلاح ان پر مدد و نفع نہیں فی
یخیال غلط ہیں لیکن کیا پرچم اس کا لازمی تھا جو احمد بن حنبل ہے کہ اس
کو ان لوگوں نے خاص و منفرد سے خالی اور بخدا ایسا الہی کا
مسئلہ فراز دیا ہے ظاہر ہے کہ یہیں اور بخدا نہیں تابعین بھی
یہی مرتبہ واسطے رہے ہیں اور ہر زمانے میں الشرک کا یہے
نیک بندے ہو گزرے ہیں جو جسمی میں ہوتے ہوئے بخی عذر
نکھلے تو تابوت ہوا کہ عبادی صاحب اگر معاہدیت حسینؑ کو مشکوک
بھی بنا رہے ہیں تو اس سے کوئی بڑا فتنہ ان لازم نہیں آتا
اور ذات حسینؑ سے صرف ایک ایسے وصف کا انکار ہوتا ہے
جو اگر چہ کجا نئے خود بہت بڑا ہے لیکن جذبی ہونے کی شرط
لازم نہیں ہے۔

لیکن جو شخص کسی مورمن کا ایمان مشکوک کر کے اس کے
کفر اور دادا کو دھان پسیدا کر رہا ہے وہ تو یہ ابھی بھی انکو بھر
ہے کہ ایک مورمن کی منزہت کا امکان ہی ختم کنندے رہا ہے
اس سے ڈرنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو یہ کفر اسی کی طرف لوٹ جائے۔
کیا قدر ہے کہ عبادی صاحب آپ کے مدعو کا درج کا درج ایسا وعدہ
مشکوک کرنا چاہا ہیں جو شخص نفس کے درجہ کا ہو مفترض ثابت
کا مدار دہو تو وہ مجرم، استباح اور بد نیت، لیکن آپ ان کے
حدروں کے تمام ہی اوصاف بھیشدیاں یہ کر دینا چاہیں میں وہ
بالآخر دعش اسے دوزخ میں وحیلیت کا ارادہ کریں تو آپ دیافت

سوال یہ ہے کہ کیا خود عبادی صاحب بھی ان کی معاہدیت کے منگ
ہیں، ہم اس سوال کا واضح جواب دیتے ہیں کہ وہ ہرگز منکر نہیں
جس کا بھی چاہے ان کا اپنا چھاپا ہو ایڈیشن دیکھے وہ بڑا اور
بالاستقلال حسینؑ کو معاہدی ہی مانتے ہیں، میں ان کا تصور یہ ہے
کہ انہوں نے بعض اور کا خیال نقل کر دیا تو کیا یہ جھوٹ نقل کیا؟
کیا آپ یہ کہیں گے کہ کسی بھی عالم و نام نے ایسا ہمیں کہا تھا عبادی صاحب
نے جھوٹ موت لکھ دیا، اگر ایسا کہہ سکتے ہیں تو کہہ کے دیکھ
ہم اس وقت بتائیں گے کہ کتنا ارباب علم نے واقعیت کہا ہے اور
بیوئے کو شرعاً معاہدیت تھی ایسا ہے۔

مگر آپ نہیں کہہ سکتے ہیں ایسا ہی صاحب کا جرم صرف یہ رہا
کہ انہوں نے بعض اور کا ایسا توں نقل کر دیا جسے امت کی اکثریت
نے پسند نہیں کیا ہے اور وہ اس کے بخلاف حسینؑ کو معاہدیت
سلیم کرنی ہے۔

اچھا زر دیکھنے بالکل اسی نوعیت کا ایک جرم خواہ آپ بھی
نہ ہمہوں باہم کی گزارے ہیں جو نوعیت کی حد تک ایسا ہی ہے
مگر معنوی تباہت اور اثرات بد کے لحاظ سے اس سے کہیں زیادہ
ہونا کا ہے۔

جس طرح حضرت حسینؑ کی معاہدیت بعض علماء نے تسلیم نہیں کی
مالا انکو زیادہ علاوہ اسے تسلیم کرتے ہیں اسی طرح بعض لوگوں نے بڑی
کوکارنک کہہ دیا حالانکہ سوادا عظیم اور علامہ حق کی غالب ترین اکثریت
اسے کا فرض نہیں کہتی بلکہ حق یہ ہے کہ اسے کا فرکنا خوب خدا سے
بے پرواہ نئے کی پدر ترین علماء ہے۔

تو لازم تھا کہ آپ بھی یہی کی تحریر کا ذکر نہ کریں لیکن آپ
تو دھڑپ سے کہہ رہے ہیں کہ

”بعض اور کے بیان تو زیر دی کی تحریر تک کاملاً بھی
زیر بحث آگئی بھی ہیں کو اس کے قبیل دعاہی اور
اندر وہی ہدایات کھلیتے پر ان کی اطلاع ہریق تو
انہوں نے اس پر کارنک کا حکم لگادیا“ ص ۱۳۷

چھراپ نے این ہمام“ کے بھی کچھ تقریبے نقل کئے ہیں جن کو ظاہر
ہوتا ہے کہ بعض لوگوں نے زیر دی کو کا فر کہہ دیا۔ آخر عبادی صاحب
کے اور آپ کے فعلی ہیں کیا فرق رہا؟ انہوں نے اگر بعض اور کا

اد عکیم الاسلام۔

رسول اللہ کا درجہ ربیعے کے لئے الحسین عالم العیں اور حافظ و ناظر اور رحمائی کیا کیا کچھ کرتے تھے میں وہ بھی بزید شعبی میں استھن دھیکت ہو گئے ہیں کہ رسول اللہ کا فرمودہ تاویل کی خواہ پڑھا جائے تو تیرا حجہ جائے مگر بزید حجہ میں نہ جائے پائے۔ مبارکہ ہر شیعوں کو کہ انہوں نے خود تو حضرت حسین کو کوتے بلا یا اور بدترین بزدیلی اور بحمد شکنی کے منتکب ہو گران کی مظلومانہ موت کو دعوت دی لیکن ازان مسراں والد بانی یاد کے سرا اور حبہ حسین کا ذہن نگ رضا کر غصہ بزید کی وہ ڈنگی بیانی کہ اپنی سنت بھی غصہ کر گئے۔ لکھنا کہ سیاب فربت ہے کہ اپنی قاتل تو سفر و ہوئے اور سیاہی ملی گئی اس بزید کے سخن پر جوابی حکومت کی حفاظت کرنے میں اسی طرح حق بجانب تمہاریں طرح دنیا پکوئی بھی حکمران ہوتا ہے۔ ہم انسانی تاریخ میں کسی ایسے حکمران کو نہیں جانتے جس نے وقت ہر ورت اپنے تحفظ کے لئے مختاری سے کام نہ لیا ہو۔ بزید ہی نے حضرت حسین کو باز رکھنے کی وجہ افسوس کو تقدیم دھرم اور علم دیا تو یہ کوئی انوکھا فعل نہ تھا۔ ہاں اُنھے ہرگز پہنچا تھا اسیلیے رہا اور کوئی مشیا آہمیت یا اپنی بزرگ بزید بہت نہ قاتل تمہارے قتل کا آنکھ دیتے۔ والا پھر بھی قتل کی ذمہ داری اس پر پڑائے ہو تو اس میں سے کچھ حصہ۔ بہت بڑا حصہ ان بندہوں کو فیروز کو وہ جھنوں نے خطوں کے پلندے پھیج پھیج کر حضرت حسین کو بلا یا اور وقت آیا تو رسول اللہ کے نواسے کو خود آفات میں پھوڑ کر نو دو گیارہ ہو گئے۔ پس شبیو تھے پرے سرے کے بوالغنوں اور بحمد شکن۔ انہوں نے حضرت علی کو بھی ناک پڑھے جو اسے میدان و نما میں بھی بن گئے اور اللہ کی خیر شکن تلواء کو کند کر کے رکھدیا اور پھر احمدی کے عالی مقام پر بیٹھے حسینؑ کو سبز باغ دکھا کر مرہ ادا۔ آج یہ ناچک طحیۃ ہیں کہ ہم حسین کے قاتی میں اور ای تاہک میں لکھتے ہیں سقیتی۔ حضرات بھی بطور اکابر اشامل ہو گئے ہیں۔ دادا رے کمال انہی بزید شعبی میں حصے آئے گے جانے والے اپنے صفت غور کریں کہ وہ کس معصومیت سے دھوکا کھا گئے ہیں۔ کسما جادو کا دنڑا ان کے سر پر پھیرا گیا ہے اور دکھا کے قہزوں نے کس طرح بزید کی آڑ میں ذمہ حضرت حسین بکل بزید کی

آزاد دامداد کو اضافہ کیا ہے خدا اور بندوں کی شرم چاہیے اس شخص کو خود دسروں کی محویں تھیں اس کی کھنڈاری کو بھی گردان دی تراویدے لیکن خود بر طلاق دسروں کی کوہاں بھیں کی گاہیاں دے جائے۔ ہم کہتے ہیں ماں بھیں کی گاہی کیا چیز ہے۔ قتل کر دینا بھی اس سے کہی جو جسم سے کہ آدمی کسی ہونے کو کافر بنائے یا جانے کی جرأت دیتا ہے تو کم سے کم شکری چیلے کوں کے سلئے کفر سے بڑی گاہی دنیا میں کمیں صحابہ رضیں کا پکاں با رحمی انکار کرنا بزید کو ایک بار کافر کئے سے ہزار درجہ کی قیمت ہے۔

جم جرم آپ کا پہنچے کہ بزید پر لعنت بھیجنے کو صحیح مسئلہ نہ بھتے ہوئے اور اس سے کلید پر سر کرتے ہوئے بھی آپ نے صفحہ کے مطلع دھکانے میں اصرت کر دیتے ہیں کہ وہ حق لعنت خدا اور اس کے ملعون ہونے کے فلاں فلاں دلائل ہیں۔ بیرون ہوتی ہے یہ شیخدر کی جواہر لعنت کے مسئلہ میں تو آپ کو بھی عالموں کے نام یاد آئے اور ان کی کتابیں چھائیں لیکن عدم جواہر کے لئے جیل علم دفترست علام اہن تھیں یاد نہ آئے اور ان کی "سہیج الاستہ" گورن چھو کر دلائل سے آجھیں چادر کرتے اور جامد اقلیدی کے جانے شعور دادراک کی روشنی میں کسی نیٹے پر پہنچتے آپ کا گزر صفت نہ ہو تو یہ شاگردوں سے کہتے ہیں تھیں کے دلائل پیش کر دیں۔ سیل یعنی ہے آپ نے سہیج الاستہ نہیں پڑھی اور زکمی یہ ہے دلیل دھوئی نہ کرتے کہ بزید نے حضرت حسین کے دامنوں پر بھڑای ماری تھی

لعنت بھیجو۔ گاہیاں دے جو چاہیے کرو۔ اللہ کار رسول تو کہہ چکا ہے کہ اول جیش من امتی یعنی دن مددیۃ قیصر خوارج بعد اور اللہ کار رسول انھی کوئی نہیں کہتا اللہ کی طرف سے اکھتا ہے۔ سارا عالم میں کریم رکھا تو المشرکی مشیت اُنلی ہے۔ فرانٹ پر بزید فلانہ علیاً اور الگ اشرار اولاد کرے تیرے لئے بیغولہ۔ خیر بانو کوئی اس کے ضلیل ریاضت کا

لصیبہ درتھے وہ لوگ جنہیں متشططیہ کے غزوہ اعلیٰ کی شرکت نصیب بھی اور اللہ نے انھیں بخت دیا۔ کمال ہے کہ جو بعینی حضرت

مُسْتَقْبَلِ عَنْ قَوْنَان

مسحی درسی مکاتب

زیرِ انتظامیت مکتب

طمح کی ترقی نظام روحانی میں ممکن نہیں۔

"تحالے سوسیں مکن ہے جعلی بھیں کے۔" اخیں تاؤ آگئی۔
اے دیسوں مشايخ کے حالات ہم نے پڑھی ہیں۔ کمی شیوخ کو
آنکھوں سے دیکھا چہا اخیوں نے دیسوں سال ہیں بھی اتنے
خلیفہ نہیں بن لئے۔"

"ند بنا کے ہوں گے" میں نے اعتراف کیا۔ لیکن فذی
نے جو لکھتے بیان کیا اس پر بھی تو خور غرایتی۔ دس میں سال پہلے
مشینیں ایک دن میں حصناں تیار کر کی تھیں اب چٹکی بجائے
کرتی ہیں۔"

"اے ہٹاؤ کیا پیر خلافت ڈھلنے کی مشینیں ہوتا ہے۔"
کیا حرج ہے۔۔۔ میرا مطلب ہے ترقی۔۔۔ اوقا۔۔۔
مشیں قدی۔۔۔"

بک جاؤ۔ معلوم ہوتا ہے رشوت کھائے ہو۔
"کھائی تو تھی مگر مضم نہیں پوری ہے۔ معدیں ہیں کچھ
اسی اڈن ہے جیسے پیٹ پھاڑ کے کوئی چیز ختم نہ ہے۔"
"اس کا نام خلیفہ رکھ دیتا۔" وہ ہنسنے۔ کہوت میں
لا دوں گا۔"

چیلکی مزادے گئی۔ قریب تھا کہ ان کے ہوتے چوم
لوں مگر بکھت ایک تہایت سنجیدہ آئیا۔ یعنے قلب پر زوال
کیا۔ اچھا مولانا! کیا یہ نہیں ہوا کہ تم آپ میں خلافت
لے دے لیں؟"

"چیت مار دوں گا۔" اخیوں نے آردو میں کہا۔ دیسے
ہونٹوں پر سرم ہی تھا۔

"ہیں تھیں کچھ میں توان نہیں کر رہا۔ آپ مولوی میں
ملا ہوں۔ دلوں ایک دسرے کو خلیفہ بنادیں تو قانون آگئے

آپ تھیں نہیں کریں گے۔ نہیں کریں گے تو تیز اکیا گلارے کے
چھپے ہیٹھے جن صاحب را اسے کا حال آپ پڑھا چکے ہیں کا انھوں
صوئی تھیں صاحب کو دو ہری خلافت دی تھی مژدہ ہو کر سال
روانی میں انھوں نے ۲ خلیفہ اور بنا ڈالے ہیں۔ جی ۱۸۲۸ء
کلصف جن کا سارا حصہ تیرہ اور ڈنگا جن کا ۲۴ ہ ہوتا ہے۔ مولوی
بیدار علی بذریعہ بنائے ہے۔

"لا حول ولا قوۃ خلافت نہ ہوتی تماشا ہو گئی۔"
"ہمیں خدا سے ڈر سے" میں کانپ گیا۔ خلافت جیسی شے
کو ایسے ہر سے نظریوں میں۔۔۔"
"اجی چھوڑو" دہ لہرائے "ایسی خلافت بھری جیب
میں پڑی ہے۔"

در اصل مولوی بیدار علی کو صاحبزادے نہ کو گواہ جو ا
کا بیر تھا وہ اخیں پیر نابغہ کیا کرتے تھے۔ میں نے کئی بار بھی
کھڑتا! ان کی تو شادی بھی ہو گئی۔ بچی بھی ہوتی ہے۔ کیا آپ
غیر بالکہ من ذکرِ الزام۔۔۔"
"اجی بات سمجھا کرو" وہ جھنگلاتے "نابغہ کا مطلب نابغہ
تھوڑی ہی ہے۔"

میں نے تحریت سے آنکھیں بچاڑیں حالانکہ حریت پاس
پڑھ سمجھی نہیں تھی۔

"آنکھیں کیا بچاڑتے ہو" وہ جھنگل کے پوسے "ان کے ہر جنم
والد نے اخیں جماز نہیں کیا تھا۔ ان کی آنکھیں بنا دئتے ہی مردیں
نے سکوٹ کر کے خلیفہ بنادیا۔ ذرا عمر تو دیکھو تسلیں کے بھی پورے
نہیں، حالانکہ بجوت نک چالیس سے کم بعد طبقی ہے۔۔۔"

"پھٹکتی تھی" میں نے لفڑا "آدمی پھٹکیں گاڑی میں سفر
کر تاھا۔ پھر میں موڑیں آئیں۔ پھر جو ای جھاز آئے۔ کیا اسی

نہیں ملا سکتا۔

"گھٹے ہو۔"

"وہ تو ہوں مگر اکثر گدھے کار و بار بہت بحدہ کرتے ہیں۔"

"اچھاں۔ دماغ چاٹ جاتے ہو۔ سلام الیکم۔"

"وہ سچ مجھ منکھ نباتے چلے گئے۔ چلے گئے تو بلاسے جاؤ۔"

کہنا یہ ہے کہ جس لوگوں کی سمجھیں ہے سیدھی سی بات نہیں رہی

چکر ایک سال میں، ۲ طیفروں کے باتے جائیں ہیں۔ انھیں

ایپنے دماغ کی مرمت کرانی چاہئے۔ دماغ درست ہو جائے

تو انکھوں کے ڈاکٹر سے چشم عبرت بخوبی چاہئے۔ ترقی کی جو

دلیل انکھیں نے دی دے تو دیکھ ہی لیجئے یہی ایمان افراد ہے۔

اس کے ملادہ بھی سمجھنے کی بات یہ ہے کہ مخلوقات میں الشرعاً

نے مختلف صفاتیں رکھیں۔ ایک عورت دس سال میں یہ

درجن پچوں کی ماں ہو جاتی ہے مگر وہ سری عورت دس سال میں یہ

چڑیا کا بچہ بھی نہیں دے پاتی۔ تو کیا اس صفت کر دگا رپر

آپ اعتراض کریں گے۔ اگر نہیں تو پھر کسی شیخ کی صلاحیت

ظیفہ سازی پر اعتراض کیوں؟ میں کہتا ہوں اور ڈسکے کی

چوٹ کہتا ہوں کہ ایک ستارہ دم شیخ کے آخر شارشاد دو

بیعت سے سال میں سات سو خلیفہ بھی جنم لیں جیسا کہ حق ہے

تمہرے نامہ زور فیض تصرف اتنا عام ہو جائے جتنا کہ حق ہے عام

ہونے کا توجیہت کرنا لکھ اور پیٹ میں درد ہوتا پر سرے

کی گستاخی!

نہیں لے ہوئی تھیں کے شیخ! آپ جہلہ و متعصیین کی

پروانہ کیجئے۔ بقول شنخے:-

تیر پر تیر چلاو تھیں در کس کا سے

جو شیخ زندگی میں ہزار پانچویں نہ بنا سکے وہ تو با جھوک لکھا

آپ یہ الراہ اپنے سر ہر گز نہیں۔ و اللہ یهدی من شاعر

اُنیٰ حسرواط مسقیم۔

نقیبے گرنی زانہ کس کس چیز کے نقیب ہونے کا گلہ کریں گے۔ پر جوڑاں
کسی آئی ڈی افیسر ہیں۔ بڑے خوش اخلاق، پڑھ لکھا اور خوش
خلاق سماجی اذانت، ہمچینے کی بات ہے کہ جو اسے دارالعلوم دیوبند
میں امتحان ہو۔ طلباء نے اپنے کچھ طالبات میوانے کیلئے سرگردی
دھکائی۔ اسی ہنگامے کے مدرسے میں دوست موصوف بھی ہیئت کو اور
زور میں دیوبند آکے اور حسب عادت دفتر بھلی کو بھی اپنے قدمہ میخت
لیں نہ چکر کے نظر آئیں۔ فرمدی ایک کونے میں بیٹھا میں الاقوامی مسائل کے
لیے میوسے پر شکن میں شانہ پر شاذ کر رہا تھا۔ موصوف نے اتنے بھی
ترس دیا۔

"اکس بھتی یہ کیا دار ہی میں خلاف کئے جائیں ہو۔"

میں نے جو نکل کے نظر آئیں۔

"اوہ آپ! آداب عرض ہے تشریف رکھتے۔"

"ہاں ہاں تشریف تو رکھی گر آپ کس زیارت کھوئے ہیں؟"

میں اٹھ کے ان کے قرب آبیٹھا۔ ایڈٹریٹر بھلی موجود نہیں تھے۔

کچھ بھی نہیں ذرا مسائل حاضر پر غور کر رہا تھا۔"

"دار ہی میں انگلیاں چلا کر۔"

"اوہ... دراصل یہ داڑھی میں الاقوامی مسئلے سے

کم نہیں۔ جب میں الاقوامی مسائل کی زندگی سمجھنے میں نہیں آتیں

تو اسی بھاری کو سمجھانے لگتا ہوں۔"

پھر بھاری کھنگو پانچ جھوڈ مٹنے کے بعد اس نکتہ پر

بہتی جو اڑ بسک نیض نصوف نے سمجھ رہا تھا۔

"اچھا یہ بتائیے۔" انھوں نے پوچھا۔ مد سے کے جو لادیں

چیز بدل کئے جائیں ہیں وہ اگر ان دونوں نئی نئیاں بھی مد سے

لیں تو یہ آپ کی شریعت میں جائز ہے یا ناجائز؟

"شریعت نہیں طلاقیت کہتے۔" میں نے تو کا "اب ہلک

تصوف کی لائیں پڑھ لیے ہیں۔"

وہ سکرتے "نہیں مذاق نہیں سچ بتائیے۔"

"یکوں تباوں۔ آپ سوال کی وجہ بیان کریں۔"

وہ لمحہ بھر جو پڑھے۔ پھر سر گوشی کے انداز میں بولے:-

"آپ کو معلوم ہی ہے جناب حکیم صاحب اس سال بھی

چیز بدل کر گئے ہیں۔"

اور سینئے۔ فیض نصوف کی اڑائیں کو نے آسان کی خبر
لارہی ہیں اس کا اندازہ از لسکر دیں کے وجد انگریز و اتحاد سے
چوچا۔ ہمایہ ایک دوست ہیں جانکی پرشاد۔ یہ نام بے شک

میرا قلب ملے حیرت کے سکریا۔ داؤ ہی کے ہاں
کھڑے ہو گئے۔ میرے فرشتے بھی ہیں سوچ سکتے تھے کہ سی اُنی
ڈی اور کرائما کا تینیں ایک ہوتے ہیں۔

”مکان ہے یار... آپ لوگ بھی حال کی کھلنے لگے
خیر تو تباہ کی ترکیب ہے کہ ہمارے رزق میں بھی وحشی
بیوی کے جھوٹے کے حصہ حصہ کے لوٹے ٹپے ہیں۔ دو ماشے
ہونا پڑتے تو یخیک ہوں۔ تین ہینے سے سوچ رہا ہوں کہ
کس کی حیب کالوں۔“

”درستے ہیں ملازمت کرو جیسیں خود کٹ کر تھا اے
پاس آئیں گی۔“

چھر کچھ دیر ہامے درمیان درستے کے مختلف شعبوں پر
رازدار انگشتکو ہوتی رہی کہ انہار جس کا زیکر مفادِ عام کے
خلاف ہے۔ آخر کار انھیں پھر اپنا سوال یاد آیا۔

”ہاں تو تحوہ لینا جائز...“

”اماں ہڑاؤ بھی۔“ میں جھلایا ”جاہزا جائز کا نہ ہو
ٹھیڑ جھیکی کی دُم میں باندھنا۔ اپنے تو مدد سے میں درہانی کی دھنخا
نے ہے ہیں۔“

”سوکاٹوٹے؟“

”کیوں؟“

”بھگوان کی مرضی۔ کیا دریا میں مفت مل جائے گی؟“

”خوب۔ کیا پرگڑی رخی ہو گی؟“

”نہ خیر گرگڑی تو نہیں مگر دعوت ضرور دنی ہو گی۔“

”کیسے؟“

”بھوٹے ہتھ ہو۔ شہر میں لے لئے کے ایک بیکا تو قاتل
ہے۔“

میں ان کے الفاظ سے زہی مگر انکھوں کی چمک سے
اشارہ ہاگیا۔ بات کا نتھی کی تھی۔

”مگر جا ب در بان بھی تواب بہت ہو گئے۔ کیوں نہیں
اور شعبے میں درخواست دیں۔“

”تب درفوٹ چاہتیں۔“

”باق تھے باپ...“

”کیوں نہ جائیں۔ آپ تاضی ہیں؟“

”اے بابا شتو تو...“

”کیا سنوں۔ مج بدل اور جو نفل نہ کافر آپ کو معلوم
نہ ہو گا کیا ثبوت ہے کہ وہ مج بدل کو نہیں ہے۔“

”تو ب۔ بدل یا نفل جو بچہ بھی کہو گے تو ہیں۔“

”ضرور جائیں گے۔ ہر سال جاتیں گے آپ کو کیا؟“

”انکھوں نے میری گردن پکڑا۔“

”باز آجائو میں مذاق نہیں کر رہا۔“

ان کے درستہ ثقافت کی گرفت ایسی ہی تھی کہ مجھے کہنا پڑا
”باز آیا۔ فرلاتی کی خدمت کر سکتا ہوں۔“

”اخیں مجھ کے 2 اٹھارہ ہزار سطھ ہیں۔ کیا چھ بھی مدد کر
تحواہ لینا جائز ہے؟“

”کیا ثبوت ہے کہ ملے ہیں؟“

”ثبوت“ وہ ذہنی انداز میں سکراتے۔ اے جم کیا یوں نہیں
سی آئی ڈی اسپکٹر بن گئے ہیں۔

”ہیں لگئے ہوں گے۔ میں تو آپ لوگوں کی معلومات کافی
ناقص پاتا ہوں۔“

”مثلًا...“ دھ حیرت سے بولے۔

”ہتھیے مولوی مکال الدین کی کیا تھواہ ہے؟“

”ایک سو بیالیں روپی۔ وہی نامد سے والے؟“

”جی ہاں۔ اور سونا کیا بھاوہ ہے؟“

”ایک سو تینیں روپیے تو لے۔“

”ہتھیے ایک بیوی، دو سالے چار بچے۔ صدر سے بندے
ہوں تو ایک سو بیالیں والا کے سور پیر جہنم بھاگ سکتا ہے؟“

”دہڑو سے ہٹنے پھر گردن پڑا دا دریکے کہنے لگے۔“

”آپ سمجھتے ہیں براز ہم سے چھپے ہیں۔ واصاحبِ بحق
نوٹ کیجئے۔ مولوی مکال الدین نے بچھل نہیں کی سات تاریخ کو
لالہ سنارے ہماری تین زیوروں کا آرٹرڈیا۔ کھٹے گلے کا ہار،“

”جمور۔“ ہتھیخ کو تینوں چیزوں میں۔ جلد و زدن گیارہ تھے
بنائی سمع جڑا اول اکیا اون روپے چھٹے ہٹے پیسے۔ کھٹے تو ہر ایک کا
الگ الگ ذریں اور لالگت بتاؤں۔“

راہ بتائیے۔

بیٹا نہیں ہے تو پیری شروع کر دیجئے۔ مرید لوگ سب کچھ بنانے کتے ہیں۔

بڑھائیے ہاتھ۔ یہم اللہ آپ ہی سے ہیں۔

پیرے ہی تیرے مجھ سکار کرو گے کامل آدمی۔ اپنی طبقی سے کہونا آپ کے نام کے ساتھ کوئی بڑا خطاب لکھا کریں۔

جس کے پاس تجھی جیسا پرچ ہو وہ گدھ کو بھی ہیر ہتا باسکلے۔

یا رکھا تھا۔ نہیں اسے۔ پھر ایک دفعہ میں خود ہی عالم اعلیٰ

اور طبیبِ لامت دغیرہ لکھ بھی لا رکھا۔ کتاب گدھ نے کتابت سے بہلے ہی صودہ انھیں دکھادیا۔ لب نہ پوچھئے کتنے بھر کے میں تو سمجھا تھا کہ پیری شہزادت انھی کے راٹھ لکھی ہے۔

اچھا بھی چیزیں۔

ابھی کیسے چاکے آرہی ہے۔

پھر چاکے کے دردانہ کی بار جائز ناجائز کا سوال دیکھ رہے۔ میں اونٹ گیا۔

پار چڑھا بنالی ہے کیا؟ جاؤ دارالعلوم کے مخفی سے پوچھو۔

وہ فرم کا قتوی آنکھیں بند کر کے دے سکتے ہیں۔

ان سے تو پوچھو دیکھا۔ وہ پکتے ہی غسلی حج و الوں کو درس۔

تو جائے۔

چھسر؟

یہ ضبط کی حد تک لمحیں ہے، لیکن علاوہ اور ہر ہاں ہے۔

عمل سے تحریر کیا مطلب۔ شہرخ ص اپنے فعل کا محاذ ہے۔

شیک کئے ہو۔ اچھا چیزوں۔

تو اندازہ کیجئے فیض تصوف کہاں تک پہنچا۔ جانکی پرشاد

مسلمان ہیں ہیں، لیکن تصوف کی پیٹ میں ایسے آئے کہ جائز د

ناجائز کا ھنگا گیا۔ آپ کہیں گے کہ یہ تو شریعت و نقد کا معاملہ

یہ تصوف کیسا۔ تو عرض یہ ہے کہ ہمارے دیوبند کا صوف دراصل مختلف

قسم کا ہے۔ باریک اور نقاب پوش۔ اے پوری طرح آپ سیوت

سمجھ لئے ہیں جب دیوبند اگر ہمینہ دو ہمینہ ہیں امقدس لوگوں

لیں اور اندر جھانک کر دیکھیں کہ دیوبند و قدس کی آڑیں کیا کچھ

ہو رہے۔ مجھے حقیقیں ہے کہ آپی شیعیت صفا پور جائیں۔

(زمانہ زندہ صحبت باقی)

اسے چھراتے کہوں ہو۔ دربان دش اور رکھے جا سکتے

ہیں۔ کیا دوسروں ڈمار ٹھنڈوں میں نیچی پوٹھیں نہیں تکلیں؟

(نکلی ہیں مگر میں بدھیب تو نہ کسی حکیم جی کا سالا ہوں

نہیں زلف۔

”تمھی تو دعوت کی جھوڑ ہے پیسے اپنے طریقی سے لے لونا۔“

”لے لوں گا مگر مرنے کے بعد۔ ابھی تو اسکلے دھینوں کی

تو جواہ مشکل سے رکھی ہے۔“

” تو کیا ہوا بیوی سے کہو بھتائے سفارش کرے۔“

”کہا تھا۔ اس نے سفارش بھی تھی، لیکن بھتی بڑا

سنگدل ہے۔ کہنے لگا میں صرف کفن بلوکے فرستکتا ہوں

بس۔“

”آئے۔ جھانی ہو کر وہ ہیں کے سہاگ کو کوستے ہیں!“

”کوستے کا تو کچھ نہیں۔ میں نے بیوی کو ہتھرا کھایا کہ

کفن ہی مانگ لے۔ تیری شکوار اور سیرا پا جامد بن جلتے گا۔

مگر وہ تو آنسووں سے روئے لی۔ یہ عورتیں بھی تماشا ہوتی ہیں“

”خیر بھائی اب تو چلیں تم نے جائز نا جائز نہیں بتایا۔“

” بتاؤں گا ذرا درباری ل جائے۔ کاش مطہم کی نقاومت

مل جائے تب تو آپ کو پوری نظر پڑا سکتا ہوں۔“

”لطخ سے تو سخن دھوڑھوڑ۔ انھوں نے انگوٹھا دکھایا

”ایسے زخیرہ میار مٹھیں آپ کی دال نہیں محل ملکتی۔“

” تو شعبدۃ تعمیرات ہے۔“

” دہاں بھی آپ جیسوں کا گذر نہیں۔“

” اچھا شعبد اور مختلف ہے۔“

” اس کے تو قتریں بھی نہ گھس سکیں گے۔“

” پھر جنم کا ساتوان طین؟“

” یہ چلے گا۔ انگاروں میں اور ال حرام میں آپ کا قرآن

بھی فرق نہیں کرتا۔“

” میری بیوی جھیسوں ہی سال بوڑھی پوچھی ہے۔“

” کوئی پروانہ نہیں۔ آپ بھی حکیم بننے کی ریشن کیجئے۔ سیکم

سال تک بوڑھی نہیں ہوں گی۔“

” پیرے کوئی بیٹا نہیں جو حکیم بننے میں مددے۔ آپ ہی

رسول اللہ کا سایہ!

نہ نہیں کی خرارت نہ معرفت نہ نگاہ

اٹھائیں مدرسہ و حلقہ اسکنڈاک

دیا کرنی ہیں۔ عقیدت کی بیتا بیویوں کے ہاتھ بٹکل تو ایک دوست
آئی تھی جس سے اپنے جو پیپر سپری کے جسد مبارک کو سایہ
تراوید کر فشار انبویوں کے "ابن اللہ" سے آنکھ لڑانا ممکن ہو گیا تھا اور
انھیں عالم الغیب، حاضر و ماضی اور فوق البشر قرار دینے کا عادی
کئے گیا۔ ایک مشبوط نایابی شہادت کا منصب دیکھنا صیب ہوا تھا۔
اب عمار عنانی یا اور کوئی استاذ اس بعثت خیرتقریب کو علم و مدد ادا
کے ذریعہ چھین لینا چاہیے تو ایسا ہی ہو گا جیسے استفارہ کے مرضی سے
سرود شیریں پانی کا کلاس چھین کی کوشش کی جلت۔ مریض کو الپنے
مرجن کا علم و احساس پوت بولنے بھی ہے کہ بھانس بھانس سے جبر
کی تسلی سینے پر رکھ لے، لیکن جو مرض اپنے کو ہر طرح محنت منڈلان
کر رہا ہو وہ کیسے ناصح کی فہماں کو وزن دے سکتا ہے۔ وہ تو علم و
معنوں کی ہر اپل ٹھکر اکر غفت غفت کلاس خالی کر جاتے گا۔ حد ہے
خدائی مملکت میں خدا ہی کے دھونے انکار کرنے والے بھی نہ صرف
موجود ہیں بلکہ زندگانی ہیں اور اپنے آپ کو زندگانی کا سب سے بڑا
دانش و روظہ ہر کریم ہیں۔ تب بیچارے فروعی عقائد میں الگ بھی
یا حل و فاسد مزاعمت و مفروضات نے جڑیں پکڑ لی ہوں تو اس
تعجب علمی و فلسفی دلائی اگر راجحہ کی تقدیر نہیں پہل سکتے تو جزوی
اختلافات میں ان کی بی بی اور ناکایی پر حیرت کیوں ہو، ماں اکر ہمی
صریح و حکم دلائی میں کردیئے تھے مگر ان کے رد میں متعدد مفہومیں
مختلف جوابیں آتے۔ کسی نے ختمہ دھکایا، کسی نے تائی بجائی کسی نے
سچھڑایا، کسی نے ناصح شفقت کا پارٹ ادا کیا، ہم ٹھنڈے دل سے
تلش کرتے رہے کہ ان تبرکات جس کہیں کوئی سمجھی، اور عالم ان
تحفظ مل جائے تو اسے سینے سے لگائیں، اس پر غور کریں اور جو پھر
تائر میوائے تعلیم کے صفات میں بھلادیں، لیکن حاصل تلاش کجھ نہ
نکلا۔ ایک بھی اللہ کے بنے نے رد و جریح میں وہ میں دو قیع رہا افتابیں

یاد ایسے افرادی دماغی و فکر کے مشترک شمارے میں جنمے
دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی صالحی کے ایک قوے پر تقدیم ادا۔
جس پر تعلق سرور کائنات خاتم الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدا
اقی وابی کے سلے ہے تھا خود ستائی نہیں بلکہ تمدید بعثت ہو گی اگر
بھی کہیں کو ہمارے نقد نے بفضل تعالیٰ ایک خلافت و اتفاق عقیدے
کی بیخ کی اس ضبوطی کے ساتھ کی تھی کہی غیر حابب دار اور انصاف
پسند فارمی کے لئے بیب و شک کی گنجائش باقی نہیں رہ گئی تھی اور
کتنے بی وہ لوگ جو مخصوصانہ الہامی کے باعث اس عقیدے کے دام
فریب میں گرفتار تھے پہنچاں سے دستبردار ہو گئے تھے۔ ہم مندو
پاک کے جوانی میں برادر دیکھتے ہے کہیں ہمایے نقد پر کوئی کلام کیا
جا لمبے نہیں۔ بے شک کلام کیا اگر اور کافی کیا گیا اور کرنا بھی چاہئے
تھا۔ کوئی یکساہی پوکر اور کنایہ عقل سوز عقیدہ و خالی ایک
مرتبہ شہرت پا جائے تو اللہ کی اس وسیع سرزمیں میں پھنسنے کچھ
لیکھ ضرور اس پر فریقہ ہو کر رہتے ہیں اور پھر چاہے کتنے ہی شدہ
سے اس کی تردید کی جاتی رہے وہ مشکل ہی سے اس پر کان و صدر سے
ہیں۔ مخصوصاً جب اس عقیدہ و خالی کا داخلی روشنہ جذبات کے
تاروں سے جاما ہو تو اس کا استیصال جو کے شیر لانے سے کم نہیں
ہوتا۔ یہی سلے کی بحث میں ہوا۔ لفڑے کے سلے میں ہمایے والائیں
اگرچہ غیبلہ کن اور سلی عشق تھے، لیکن جذباتی لگاؤں کے لئے چاہے
دلائی کو کون پوچھتا ہے۔ اپنے پیارے پیغمبر کو پیشہت کی سطح سے
اویخا الجہاں اُنہی صفات سے منصفت کرنے اور ان کی توصیف و
منقبت میں زمین آسمان ایک کر دینے میں جذبات کے
لئے جو آسودگی اور لذت ہے وہ علم و عقل کی پیاث ترغیمات
میں کہاں۔ حقائق کا ٹھہر اپن کام وہ ہیں کو جذبات و خراشات
کا وہ رشی کہ اذکور کردے سکتا ہے جو اعلام و تخلیات کی لگاؤں

بھوکتی ہے جو یا تو طبعاً و ہم پرست سماں الذکیش اور حجابت پسند ہے
یا پھر جذباتی مخلوبیت نہ ایک حدادت اور افتاد کے طور پر ایک
قدرتی سُسٹم پر کوئی ایسا ہی رہا اثر دال دیا ہو جیسا بخاء آدمی کے
نظام کام و درہن پر ڈالا کرتا ہے۔

بیکار اصل فیض بعض لیے بزرگ بھی سایہ نہ ہونے کی
بے اصل بات کے قریب میں آئتے ہیں جن کے علم و فضل پر انھی
مخلک ہی اخلاقی جا سکتی جوں کے ذہنوں کو فاسد و کا سد کہنا ہے جا
جسارت ہو گی اور جن کی عالم قدر و منزلت شہر سے بالا تر ہے۔
لیکن شکر ہے کہ وہ انبیاء نہیں تھے، معماں بھی نہیں تھے۔ تابعی
بھی نہیں تھے بلکہ پہاڑے ہی جیسے امتی تھے جو زید و عبادت کے
ذریعہ امام و قطب اللہ شیخ و مرشد دوں سکتے ہیں، لیکن خطاؤں کیان
سے بالاتر نہیں ہو سکتے۔ جن کی علمت کے آئے محدث متنک لازماً
سرحدودت خم کرنا ضروری ہو کرتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں ہوتا
کہ ازاد اہل بشریت ان سے کوئی علمی و فکری کو تاہمی ہو جائے تو اس
کو تاہمی کو سرا آنکھوں پر رکھنا اور اس کی تردید میں زبان نہ کھولنا
بھی لازم فرادری دیدیا جائے۔ ان کے باشے میں فصیلی معروضات
ہم بحث کے اس حصہ میں میں کریں گے جہاں اتوال مخلف کی گھنٹو
چھڑے گی۔ فی الوقت آپ کاظمی صاحب کے ذہن و مزاج کا
جززوی اندازہ لگائیں۔ وہ شروع ہی میں رقمطرازیں۔

"قریباً ایک ہفتہ پر گیا کہ خلف اور منحدر مقامات پر
اجاہ کیے بغایات آرے ہیں ماہنامہ تحریک دینہ بنادار قلم
الحمدہ لارہور وغیرہ رسائل جن حضور نبی کو مصلحت
علیہ وسلم کے حجم اقدام کا سایہ ثابت کرنے کیلئے زور دے
رہے ہیں شائع کئے گئے ہیں اور اعلیٰ حضرت برلنی
رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ "نفی الفی عن نبورہ
انارکل شی" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہٹکنے
پر تحریر فرمایا ہے اس پر اچھی طرح پھیلیاں کی گئی ہیں
اور اس کا خوب مذاق اڑایا گیا ہے۔ نصرت یہ
بلکہ صحیح حدیثوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ
ثابت کیا گیا ہے۔ جنہیں پڑھ کر عامت المسلمين نہایت
مفطرہ اور سمجھیں اس لئے ان حدیثوں کے جوابات

نہیں کی جس پر توجہ دینے کو طبیعت چاہتی۔ نسلیقے سے ہمارے دلائیں
کار دکیاں ڈھنگے سے اپنے شواہد میں فرطے۔ میں اور حموری اور
تمہرے صحیح کی ہاتھ جن میں مظہر زیادہ اور وقار کم تھا۔ جن میں
اندر سے باہر نکل خفے اور کم فہمی کی لازم کاری تھی۔ ایسی چیزیں
تعاقب کے لائق نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ ان کا صحیح معرفت یہ ہوتا ہے
کہ پڑھ کر ان کے لکھنے والوں کے حق میں دعائے خیر کی جائے اور پہنچ
کام میں لگ جایا جائے۔

لیکن لئے خوش آرزو! بہت دنوں بعد آخر کار ایک لائق
تعاقب چڑھ لئے ہی گئی ہے جو لپٹے میمار نگارش کے لحاظ سے نہ
ہی ملکی طالب کے اہبائے اس لائق نے کہ اس پر گفتگو کی جائے۔
ہمارا بچھا نقد صرف ایک فتوے کے دائرے تک محدود تھا۔ اس پا
افتاء اللہ غوب محل کر گفتگو کریں گے اور بحث کے ہر پل کا جائزہ پوری
طرح میں گے۔ کونکہ ملتان (پاکستان) کے ایک ماہنامے نے مستقل
"قل غبر" نکالا ہے جس میں مدیر مسٹوں جاپ سعید احمد کاظمی بیٹھ
سے پونے بیالیں صفات میں اس خیال کی توشن و تصویب کی گئی ہے
کہ رسول اللہ کا سایہ نہیں تھا اور فاضل مدیر نے اپنی دانست میں
بچھی کے تمام ثابت و منقی دلائیں کو توڑ پھوڑ کے رکھ دیا ہے۔ انھوں نے
اپنی شاندار بحث کے دوران میں تعدد بار نہایت خود و ادائیگی
اس طرح کی باتیں کیا ہیں کہاب پہار ادعویٰ موجود کی طرح روشن
ہو گی۔ اب ہمارے موقف کی محنت میں شمرہ برتر نکل نہیں رہا
اب مذکورین نظر کی بند نوری و سوادی صاف ظاہر ہو گئی وغیر
ذلک۔ ان خوش فہمیوں پر ہم انھیں مبارکا دیتے ہیں اور الہام
کرستے ہیں کہ ان کے فرمودات پر جو کچھ ہم عرض کرنے چلے ہیں اسے
بھی وہ شکل غیر مزاج اور مکمل دل سے طاھر فرمانے کی رحمت طلب
انھوں نے چونکہ مذکورین نظر کے سامنے ہی ثابت و منقی دلائی جمع
فرادیتے ہیں اس لئے اس بار کی گھنٹو شاید اس بحث پر نیکلیں بھی
بلکہ اور آئے دن کی چھٹر جھاڑتے فراغت مل جائے۔

آئے پڑھ سے پہلے اگر جاپ کاظمی صاحب کے ذہن و مزاج کا
پچھا تعارف انھی کی تحریر سے ہو جائے تو بے محل نہ ہو گا ہیں پہلے
بھی یقین تھا اور اب بھی یقین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا سایہ نہ ہونے کی بے اساس بات صرف ایسے ذہنوں کو ہنس

علمی و نظری مباحثت میں بھی کوئی بزرگوار بھی زبان اختیار کریں تو ان کے مذاق و مزاج اور متنات و شعائیر کے باسے میں ایک جمیعی اندازہ قائم کرنے کے لئے کسی جاسوس کی خدمات حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ سب جانتے ہیں کہ "اللھ عز وجل" احمد رضا خاں بربیوی کو اپنا مقدمہ میں لانے والوں کی تعداد ہندوستان میں آئے میں نہ کسی کی برابر ہوگی۔ یا چلتے آئے میں بھوسی کی برابر کہ یعنی اور رسول اللہؐ کا سایہ نہ ہونے کا عقیدہ الگ روح اور جن میں سب بیانات عارکے کافی شہرت پا گیا ہے، لیکن اس کی جیشیت ایک قسمی سنسنائی بات سے زیادہ نہیں اور جن عوام نے عقل کا متعلق تقدیر ملے یا اسے چند بھی ایسے نہیں جو جھینیں اضطراب لاحق ہو گیا ہو ورنہ تقریباً بھی نے قرار و مکون کی کیفیت جھوس کی ہے اور بالکل مطہر ہوتے ہیں کہ زیر بحث عقیدہ واقعیتی بے بناء ہے جس کے لئے عقل و نقل میں کوئی معتبر دلیل موجود نہیں۔

اس کے باوجود ایک محدود ترین گروہ عوام کے اضطراب کو عامۃ المسلمين کا اضطراب و تجہیب ظاہر کرنا یا غم و غصہ کی اُن اہروں سے کچھ مختلف ہے جو اخراج اولے ذرا ذرا اسی بات میں دوڑایا کرتے ہیں؟ ہمارا خال ہے دیگر کاہن ایک چاول دیکھ کر پوری دنگی کے باسے میں فیصلہ کرنے والے ماہر فضیبات ہے ہونگے اقتتاحی مسطور کے ذکر وہ نہ نہیں میں قارئین اگر فلسفہ پسندی اور سخن سازی کی بوسیں نہ سوچوںگے سکیں تو ہمارا مشورہ ہے کہ وہ علم النفس کے کچھ اسباب ضرور پڑھیں۔

تمہارا خط کشیدہ تقریب بھی خاصاً وچھپے ہے جسم بدو و قبری شریعت اور دین مرضی پر تحریک کے شہرواروں کا یہ عام طرز عمل ہے کہ وہ خود کو دنگی کی جوڑت خالص اپنی سنت "کہتے ہیں" حالانکہ ان کی ساری آئیتیں یا لوچی اور فکر و بصیرت کی پوری کائنات سنت رسولؐ کی بجائے اور امام و دوسراں کے جس خور پر ہوتی ہے، اس میں اور سنت رسولؐ میں تقریباً وہی صفت ہے جو خندی کے دو کناروں میں ہوتی ہے کہ وہ بھی الیک و صربے سے نہیں مل سکتے۔ اس کے برعکس ایک فرمایہ سلطنت مسلم کے اس سواد انظہر کو وہاںی مودودی دیوبندی بد عقیدہ اور نہ جانے کیا کیا نام دیتے ہیں جو ان کے طبع اور عقائد کی تائیں نہیں بکرتا اور قرآن و سنت ہی کو

اور علیحدہ رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مبارک کی تائیں تو فتح نہیں ہے تاکہ مسلک اہل سنت میں بے عبار ہو جائے اور کسی حرم کا خلماں باقی نہ رہے۔

ان متعدد مسطور میں دو امّن فقرنوں پر حشم تو جدال نے جنپر ہمہ نے خط کشیدہ یا ہے۔ ان فقرنوں کے مضمون کی صفت اگرچہ "اجاب" اگر طرف کی گئی ہے، لیکن الفاظ اجاب کے نہیں بلکہ خود فاعلیٰ صاحب کے ہیں لہذا ان کے ذریعے خود انھی کی ذہنی کیفیت کا متراغ لگانا بے جا نہ ہو گا۔ ہماری اس حرکت کو آپ شاید "ہندی کی چندی" یا "بان کی کھال" سے تعبیر کریں، لیکن غصہ اس کے سی طالب علم سے پوچھئے کہ بھی کبھی تحریر و تعلیم کی خواہ پڑھتے ہوئے ایک ہی ادا کے پردے میں آدمی کا باطن کو طرح نہیں سے بولتا ہے۔

ساایہ زہونے کے قتوپے پر لقدر وری و مارچ سنت کے تجھی میں شائع ہوا تھا۔ گوایا ایک سال سے بھی زیادہ لگڑا اسکے بعد اگر کبھی تجھی میں اس موضوع کا ذکر آیا ہے تو بعض جھمنا اور سرسری۔ اب سوا سال بعد اپریل و مئی میں کافی صاحب کیا تظاہر کرنا کہ اجاب نے بس تقریباً ایک ہی چینی سے توجہ دلانی ہے اس قدر تجہیب ہے کہ قیاس و درایت کا لکھنونہ کو آئکے۔ اس اکابر سے شاید یہ تائش دینا مقصود ہے کہ سایہ نہ ہونے کے باسے میں تجھی میں اور نے جو دلائل ساختے رکھے ہیں ان کی مکروری و اٹھ کر نہیں ہیں بھی کسی طویل نکرو تلاش کی احتیاج نہیں ہوئی بلکہ تم تو اطلاع لئے ہی اپنی آدمیت کے چھٹکے دے رہے ہیں اور اپنے حقیقتہ و مسئلہ کے ابتداء میں بے شمار و لالل قلممعہ کا اباہی حشم زدن میں آگے رکھ رہے ہیں۔ یہ تاثر ہے شاندار۔ معلوم نہیں نہ اسے گناہ و ثواب کے کس خانے میں سکھنگی۔ ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں کہ اس مقام پر صاحب موصوف کی فنکری دیانت اور علیٰ خلوص زلف جانان کی طرح بیچ دھم کھانے ہیں۔

وہ سب سے خط کشیدہ فرقے پر خور کرنے سے ذہن کا ایک اور درجہ گھٹتا ہے۔ اخباری زبان میں تو اس طرح کی تحریر خیز سیوں نہیں کہی جا سکتیں کہ فلاں شہر میں ایک آدمی نے دوسرے کا سرچاڑا دیا، جس سے سائے شہر میں غم و غصہ کی ہیں دوسریں دوسریں، لیکن جب سمجھیدے

اصطلاح کے اس نے اپنے پڑا صراحتی معین کرنے لئے ہیں کہ اسکے
اپنے گروہ مختصر کے سوا کسی کو بھی ان کی پرواہ نہ لگے۔

بچھی ہو، ہمارے نزدیک کاظمی صاحب کی مذکورۃ الصدر
عبارت محدود اور وہ کے لئے بہر و میرے کم نہیں۔ یہ لفظ بُرالله تو
مقیاس کہ بیجے۔ لیکن جو قادیینیں اس طرح کی باریک بالتوں کو پسند
نہ فرمائی ہوں وہ گھبراہیں نہیں کہ یہ تہذیبی معرفہ صفات تو تھن
ان لوگوں کے لئے ہیں جو باریک ہنسی سے مزا لیتے ہیں۔ ورنہ ان کو
تسلیم کرائے پر جیسی اصرار نہیں ہے اور آگے ہم کاظمی صاحب کی بر
مشتبہ و متفقہ دلیل کے ایک ایک پہلو کا جائزہ عالم فہم انداز میں
لیں گے اور اللہ کی ذات سے امید رکھتے ہیں کہ ہمارا یہ جائزہ
النماء اللہ خم افتتاح اللہ اس موضع پر حرف آخر پوچھا ہاں اُن
بہادروں کی زبان بند کرنا کسی کے سیں ہیں نہیں جھوٹ نے طے
ہی کر لیا ہو کوئی اپنی کہروں کی مت سنو یا ستو تو اس کا ان سنو
اُس کا ان مُڑا درد اور سیر بھر سونے کے مقابلے میں دوسریں ترازو
کے پڑھتے ہیں رکھ کر چیخ کر کہ دیکھو صاحبو سارا پہلہ بھاری رہا۔

لطف کی بات یہ ہے کہ اس بحث میں ہمیں بریلوں ہی سے
نہیں بعض دیوبندی علماء سے بھی عہدہ برآ ہوئے اسی لئے کافی سر
کھلانے کا ارادہ کیا ہے۔ دوسرے گروہوں کی طرح ہم دیوبندیوں کی رو
بھی اس خوش ہی میں بتلا ہے کہ بدعت نوازی اور کچھ تکریبی میں دوسرے
ہی کا حصہ ہے۔ دیوبندی تکریب کٹکے علماء والیاء جو چاہے کریں جو چاہے
سوچیں سو فیصدی حق ہوگا۔ مزید لطف یہ ہے کہ ”اہل سنت“ الجماعت“

کا جو پورا ابدی دعت نے اپنے ہیاں مانگ رکھا ہے وہی ہم فرمیں ہاں
لیا ہے اور ہم دونوں ہی مدحی ہیں کہ پورڈ کے اصلی اکابر ہم ہیں دوسرا
تو جھوٹا اور غاصب ہے۔ کوئی شک نہیں کہ ایکس زمانہ تھا جب اس طلاق
اپنی مناسب و ضمی حدود میں استعمال ہوتی تھی اور اس کے استعمال
نما فائدہ ظاہر دا بہر تھا، لیکن زمانے کے باخوبیوں جہاں اور پیشہ افتاد
اصطلاحات کو شیلیدہ ہوئی وہیں اس کا بھی خانہ خراب ہوا۔ اب تو
اس کی شان اس طبقی کی سی ہے جو اعلیٰ کے نام سے بازار ہیں رکتا ہے۔
عموماً تو یہیں سے یہ کہ اپنی فیصدی تک نقلی ہی ہوتا ہے لیکن اگر کوئی
مکی دلائل دی صدر اصلی بھی لے آئے تو اس پر وثوق و اطمینان کا عوام
کے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ ایسے حالات میں اس اصطلاح کو مبطور

دار و معیار قرار دیتا ہے۔ یہ حزیدار طرز عمل ظاہر ہے ایسے ہی اہل
مکال کا ہو سکتا ہے جھوٹوں نے تھسب کو عدل، تخلی کو دیسل،
ٹنگ بندی کو اجتہاد اور راستی کی صفائی کو تفقیہ الدین کا ہم
سمی سمجھ لیا ہو۔ دیکھ لیجئے کاظمی صاحب نے کس جستگی سے مسلک
اہل سنت“ کے الفاظ بر قلم کر دیتے ہیں۔ الفاظ مفت کی دولت
ہیں کیوں ایکھیں نہ اسے میں بخوبی کی جائے۔ یہ الگ بات ہے
کہ جو فرد اگر وہ شعر کی زبان میں نہیں، بلکہ تھقیقی مخنوں میں اہل
سنت“ ہو گا اور قرآن و سنت کی تعلیمات کا مرطاعۃ کرتے ہے مجھے
کسی بھی مرحلے میں زہن و بصیرت کی باگ ڈور جدیدیات اور ذاتی
میلانات و مرغوبیات کے پا جھوٹوں میں نہیں دے گا وہ قیامت
تک ایسی ہے سردا اور فتنہ اگلے حركت نہیں کرے گا لکھنی خیر
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت کے اثبات میں اللہ جل شاد
متعدد صریح و حکم آیات نازل فرمائی ہیں اور جس کی بشریت
عین مشاہدہ اور تمام عالم کے نزدیک حقیقت ثابت ہے اسے
حدود بشریت سے باہر لا کر راذی وطبعی اوصافات و لوازم سے
بالآخر ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ وہ سایہ نہ ہونے کی بات
ستک جھوٹے گا نہیں کہ بھرے بنی کی شان بڑھ رہی ہے بلکہ خطر
کی آہٹ پاکر خوب پڑھے گا لکھی تو قصر نہیں میں وہی چور دروازہ
کھولا جا رہا ہے جس کی راہ سے سچے ابن مریع اللہ کے بیٹے بٹے گئے
اور محمد رَسُولُ اللہُ کو مالم الغیب اور ما درستے بشریت قرار
دیا گیا۔ نوؤذ اللہ۔

ہزاروں ہزار علماء والمریس شاید گئے چنے ایسے نکلیں
جھوٹوں نے اپنے خاص احوال یا جذبہ باقی معلومیت یا اپنی افتاد
طبع یا کسی مہلکا می ترغیب ذہنی کے تحت رسول اللہ کا سایہ نہ
ہیزیں کو دانے لگان کر لیا ہو۔ باقی جملہ اکابرین کے حقیقتہ مسلک
کی فہرست اس عقیدے سے سکسر خالی ہے۔ پھر بھی کسی شخص کا اس
اڑواہ کو ”مسلک اہل سنت“ تو اور دنیا اس کے سوا کیا منصب رکھتا
ہے کہ یا تو وہ چند کے سوا سمجھی علمائے سلف و خلف کو سنت کی
کی راہ سے بٹا ہوا بھٹاکیے یا پھر اپنے مسلک کو منوائے کیلئے ایک
شاندار تاریخی شعبده دھکلارہ ہے۔ یا پھر اسی عینک لگائے ہوئے
ہے جو گز و گز سے آگے دیکھنے کی اجازت نہیں دیتی۔ یا پھر اس

کسی قسم کی غصہ اور مادی کنافت باقی نہ رہی تھی اسکے
باوجود سورج، پرچار و غیرہ کی روشنی میں جب حضور صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف فرمایا ہوتا تھے تو حجم اقدس اس روشنی
کے حوالی نہ ہوتا تھا اور دیگر احشام کی تیاری کی طرح خود علیہ السلام
و اسلام کے حجم پاک کا کوئی تاریک سایہ نہ پڑتا تھا۔

الفاظ جوں کے توں نقل کئے گئے ہیں۔ بعض الفاظ پر صرف خط
ہم نہ بھینچیں۔ اس سے فہم میں آسانی رہے۔ جی سبلیم الطبع اور بعد
پسند حضرات کے لئے تو اس نام نہاد مسلم کی نویت کسی بھی لفظ کی
حاج نہیں۔ ان سالکین سے کوئی پوچھے ہوں دربار منی الحکومت غیر
غضہ اور مادی کنافتیں ہیں یا نورانی لطفائیں؟ کیا اب یوں بھی
کہیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاج ضروریہ سنتا تھے؟
ہرگز نہیں کہ سکتے۔ پھر یہ کیا بات ہوئی کہ:-

”کسی قسم کی غصہ اور مادی کنافت باقی نہ رہی تھی“
قاعدہ ہے کہ اذ انت الشیعی ثبت بکھیر لوازم و حب
کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو اپنے تمام لوازم کے ساتھ ثابت ہوتی
ہے) اس قاعدے کو خود کا علمی صاحب نے بھی ص ۱۹ پر بیان فرمایا
ہے اور حصوصیت دیکھ کر اپنی تائید میں بیان فرمایا ہے۔ کہتے ہیں
کہ جب حضور کا نور ہونا ثابت ہو گیا تو لازمی طور پر سایہ نہ ہو۔ بھی
ثابت ہو گیا کیونکہ سایہ نہ ہونا لوازم نہیں۔

حیرت ہے نور کا صرف یہی ایک لازم ایکسیں یا درہ گیا کہ
اس کا سایہ نہیں ہوتا باقی تمام لوازمات، مانع کے کسی غصہ گوشے
میں چاچھے۔ اگر رسول اللہ کو سانسی او طبعی معنوں ہی میں ”نور“
ثابت کرنے کا سودا سرمن سایا ہے تو یہ لوازمات بھی تو پھر نظر
رہنے چاہیں تھے کہ نور حقیقی یا خانہ پیش ایاب نہیں کرتا۔ کھانا اسی
لکھا تا۔ شادی کرنے اور اپنے بنتے سے اس کا کوئی داسطہ نہیں ہوتا۔
نہ وہ حیز (اپنے محل و قلع) کو بھرتا ہے نہ اس پر تربوار اثر کرتے
ہیں۔ دیگر لک۔ آخر بھیجیں لیا شرمہ کے بعد ساکے لوازم میں
سایہ نہ ہونے ہی میں لیے سمجھت آتے!

ہم سمجھتے ہیں اتنی بھی بات مذکورہ مسلم کا ہمال ظاہر کرنے
کے لئے کافی وافی ہے ایکسی ہم نے تو ایک ایک دلیل کو توڑنے کا تبہہ
کیا ہے اس لئے آئیے تفصیل میں جیسیں۔ کاظمی صاحب فرماتے ہیں:-

ہستہ لال لاما ہامیوں کو موعوب کر دے تو کردے خواص اور اہل
دانش اسے اہمیت نہیں دیں گے۔ ہم پیشیت کے مقابل
بولی جائے تب اس کا فائدہ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

تمہید بہت بھولی۔ اب حل بحث پر آئے۔ مکرین قابل
(حضور کے ساتھ سے انکار کرنے والوں) مکرہ تمام دلائل جو کاظمی
صاحب بھجے جمع فرماتے ہیں چار خانوں میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں:-

(۱) قرآن (۲۲) حدیث (۳۳) عقل و درایت (۴۷) اقوال سلف
ہم چاہئے ہیں کہ ان پر علی الترتیب گفتگو ہوتا کہ بات آئندہ
ہو جائے۔ دلیلیہ کاظمی صاحب نے چونکہ نظم و ترتیب کا لازم نہیں
کیا ہے اس نے ہو سکتا ہے بحث کے کسی مرحلہ میں ایک سے زیاد
نوع کے دلائل پر ایک ساتھ گفتگو آجائے تو اسے جووری بھکھے گا۔
ہم یہ بھی احساس ہے کہ نقہ کا جو اسلوب ہے اسے اختیار کیا ہے وہ
کافی طوالت طلب ہے لیکن متعدد وحود سے طوالت ہی ضروری
علوم ہوئی۔ ایک تو وہی مذکورہ وجہ کے گفتگو صرف ہر طریقہ ہی
سے ہنس۔ بعض علمائے دیوبند سے بھی ہے۔ مسئلہ کے ہر گوشے کو اتنا
منفع اور صحتی کو دینا ضروری ہے کہ دو دوہ کا دو دوہ اور پانی کا پانی
نظر آجائے۔ دوسرا دھمیہ ہے کہ کاظمی صاحب نے ہم صفات
میں ۶۰ الہوں اور عربی عبارتوں اور برگروں کے ناموں کا اتنا بہت سا
ڈھیر جمع کر دیا ہے کہ عوام سیما کے سہم کے رہ گئے ہوں گے۔ اس کو
ڈور کرنے کیلئے ہم بھی اس ڈھیر کو کر دینے اور قویٰ ترسواد کا انجام
لگانے کا جھیلائے بیٹھے ہیں ورنہ جہاں تک پڑھئے لکھوں ورہ شہزادہ
کا تعلق ہے ان کے نئے ہمارا وہ پڑھائی نقیحہ کا ہم شروع ہیں۔ ذکر
کرائے ہیں ایسا قیصلہ کن تھا کسی کی این واؤں اب ان پر قیامت
نہیں کر سکتے۔ لہذا اقاربین طوں کے لئے معاف کریں ہم کو شکش
کریں گے کیا طوں بے هزاہ ہو۔
سب سے پہلے ”محی نزار“ کو کاظمی ہی صاحب کے گفتگو
میں دیکھ لیجئے۔

”ایم سنت (۹) کا مسلم یہ ہے کہ اونٹ تعالیٰ نے اپنے حب
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشری جسم اقدس
کو ایسا الطیف و نظیف اور پاکیزہ و مطہر کر دیا تھا کہ اس میں

کو شرح علیہ السلام کی ابتدی دلوجہت کے بیوتوں میں لاتے ہیں اس میں مخالفہ دہی کے لئے کم سے کم مفظی تک تو ہے، لیکن منکرین ظل کے یہاں صرف ستمگھی ہی نہیں، بلکہ ایک جذباتی ترنگ کو انھوں نے برہان و جوخت تصور کر لیا ہے۔

لیکن ان کی اصل دلیلوں کو دیکھئے۔ مذکورہ عمارت میں انھوں نے چوڑی آیات قرآنیہ مرقومہ بالا کے الفاظ لکھے ہیں تو ان سے ان کا معقصود وہ دو آیتیں ہیں جو انھوں نے ذکر کی ہیں۔ ایک قد جاء کمر من اللہ انوس اور دوسری وہ جس کے صرف دو لفظ میں اجھا منیر بلا حوالہ کھدیجے گئے ہیں پوری آیت نہیں لکھی۔ علی الترتیب دونوں کا حال درج ذیل ہے۔

قتراں پڑھتے لکھی ہیں جاہل اور عامی بھی جانتے ہیں کہ قدر اذی کے ہر ملک اور ہر زبان میں استعمال ہے، لکھتے، لشیں اور شالیں وغیرہ اس قدر عام ہیں جیسے ہوا اور پانی۔ قرآن ہو، حدیث ہو، عربی ہو، اردو ہو، اپ بھو، فلسفہ ہو، روزمرہ ہو، ریجی ہو، خطبہ ہو، وعظ ہو۔ ہر جگہ قدم قدم پر جازی طرز کلام اور کتابی اسلوب سے لازماً ادا سط پڑے گا۔ یہ کہانے اور جازی پڑائے ہی نوع انسانی میں اس طرح رجس کے ہیں کہ عام طور پر انھیں جاہل اور کم عقل بھی بلا تکلف لکھتے ہیں یا ایسا نہیں ہوتا کہ استعمال کو تحقیقی معنی میں لیکر وہ بات کا تنگلوں پر بنائے پھریں۔ مگر بعض ذہنی مریضوں کی دو ایک مثالیں ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں ذرا باتیتے تو انھیں آپ عقول اکے کس طبقہ میں شمار کریں گے۔

چہلی مشال زید بزرگ کے تیر بھالگز کی تعریف کر رہا تھا۔

رفتا رہے۔

اس پر زید نے بعض لوگوں سے "برق" کی طبیعی رفتار درست کی معلوم پوچھا ایک لاکھ اتھی ہزار میل فی سکنڈ۔ اب تک وہ درج کرتا پھر تھا کہ بخی ایک لاکھ اتھی ہزار میل فی سکنڈ دوسرے سکنڈ کوئی کہتا ہے کہ خرافات مت ہے۔ زید چلتا ہے تو کیا ہمایہ شیخ جھوٹ بولتے ہیں؟ جواب ملتا ہے کہ نہیں یہاں شیخ جھوٹ نہیں بولتے تھا اراد ماغ خراب ہوا ہے۔ زید ہرگز نہیں مانتا اور

"سایہ نہ ہونے کی اصل دلیل ہمایہ نہ تریک دہ آیات قرآنیہ و مر بالا ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا ہے، نیز وہ احادیث مذکورہ الصدر ہیں جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہم کامل فورانیت تابت کر چکے ہیں اور سایہ نہ ہونے کی روایات ان آیات احادیث کے مضمون کی توجیہ ہیں الی یہ صورت ہیں ان کا صعنف کسی حال میں بھی ہمایہ نہ مضر ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم"

کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں کہ کسی دھوکے کی اصل دلیل جس درج کی ہو اسی درجے میں وہ دعویٰ لائی رہو قبول ہو اکرتا ہے اور تائیدی تماد توں کی تدریجی تقویت بھی اصل دلیل ہی کے قدر دقوط پر مخصوص ہے۔ پھر جو بھی سب کو معلوم ہے کہ جس درجہ کا دعویٰ ہو گا اسی درجے کی دلیل بھی درکار ہوگی۔ آپ سادعویٰ کریں تو معمولی دلیل بھی چل سکتی ہے، لیکن بہت بڑا دعویٰ کرنے کی صورت میں بہت مضبوطہ دلیل دینی ہوگی۔ آپ کہتے ہیں فلاں شخص پر میرا ایک روپہ قرض ہے۔ اس قول کو بہت معمولی سی دلیل پر بھی قبول کیا جاسکتا ہے، لیکن اگر آپ کہیں کہ زید پر سیرے میں ہزار دروپے قرض ہیں تو اس کے لئے معمولی شواہزادہ دلائل کافی نہ ہوں گے، بلکہ آپ کو صریح و حکم طور پر ثبوت لانا ہو گا اور دراسی بھی شاک کی جھاش نکل آئی تو اس کا فائدہ مدعا علیہ کو پہنچی گا اور آپ کا دعویٰ مٹھپر مار دیا جاتے گا۔

منکرین ظل کا حال یہ ہے کہ دعویٰ تو کرتے ہیں ایک اتھاںی غیر معمولی اور ہم بالاثان، وہ منو انا چاہتے ہیں کہ قائم ماذی کائنات کے ایک ازلی داہدی قاعدے اور ایک اصل حقیقت کے بخلاف مخدوم عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مائے سے بہرا تھا۔ یہ جتنا عظیم بالاثان دعویٰ ہے حتاج بیان نہیں، لیکن ان کے دلائل و شواہزادہ کا حال یہ ہے کہ انھیں شاعری اور تک بندی کہنا بھی سکھل ہی ہے۔ جیسا کہ ابھی ہم شاہرا کریں گے ان کی اصل دلیلوں میں اتنی بھی جان نہیں جو نظری میں ہوتی ہے اور ان سے کہیں زیادہ ذریعہ استدلال تو ان نصرانیوں کا ہے جو قرآن کی آیت ائمماً الْمُسْتَعِنُوْ عَلَيْهِ ابْنُ هُرَيْمَرَ سَرْسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَةُ الْفَهْمٌ إِلَى مَرْيَمَ وَرَوْحُهُ مُهْمَنَهُ

شالیں ہم عربی، فارسی اور اردو زبان و ادب سے لاسکتے ہیں لیکن اس طوں عمل کی ضرورت نہیں کیونکہ خود قرآن ہی کی اخلاق کا نی و دانی ہیں۔ لیجئے لا حظ کچھے:-

جن دو آیات کو مذکور ہیں نظر مبتداً ترا رددیتے ہیں ان میں

کی ایک یہ ہے:-

فَلَمَّا جَاءَهُ الْمُرْسَلُونَ
رَأَىٰ نُوحًا تَحْقِيقَ آيَاتِهِ سَيِّدِ الْعَالَمِينَ
وَكَلِّبَتْ مُصْبِحَتِ رُؤْسَةَ مَادِهِ عَوْنَى
کی طرف سے نور اور کتاب پڑھن۔
وَهُنَّ مُتَّقِیْہُنَّ کَمَنْ کَمَنْ کَمَنْ کَمَنْ

ہو اگرنا۔ لہذا حضور کا بھی سایہ نہیں ہو سکتا ایسی بھکاری اور بیخ

بات۔ اول تو یہی سطہ نہیں کہ "نور" اس آیت میں ذات رسول کو کہا گیا ہے۔ ابھی آپ دیکھیں گے کہ اس میں مفسرین کے درمیان

اختلاف ہے۔ دوسرے یہ مان بھی لیا جائے کہ ذات رسول ہی

کے لئے آیا ہے تو دو اور دو چار کی طرح صاف بات ہے کہ اسی طرح

بطور استعارہ آیا ہے جو طرح دنیا بھر میں لفظ "نور" یعنی نور ہے

رہا ہے۔ دنیا بھر کو چھوڑنے کے خود قرآن میں دیکھ لیجئے کہ اس لفظ کو کتنی

بہت ساری مرتبہ استعارہ بطور کیا ہے و استعارہ استعمال فرمائی ہے

چھڑا خر کیا ترینہ کیا دیل، کیا جوڑ ہے کہ دنیا بھر کے مفسرین کو

بے بہرہ فرار دے کر نور کے وہ طبعی اور سائنسی معنی لئے جاتیں جو

کسی دلیل سے بھی نہیں لئے جاسکتے۔ لوم قرآن کھوں کر دکھائیں ہیں

کہ اللہ نے لفظ "نور" کو اس کے طبعی و سائنسی مفہوم میں نہیں بلکہ

معلوم و معروف تشبیہ دکنے کے مفہوم میں کیے گئے ارشاد فرمائی ہے۔

سورہ بقرہ کا دوسرا رکوع دیکھو:-

نَشَّلَهُمْ كَمَنَّ الَّذِي أَسْوَقُدَّ ان کی مثال اُس شخص کی سیستھنی

أَنَّهُمْ أَقْلَمُهَا أَضَاءَهُ مَا آگل جلانی پھر جب اس آگ کے

ماحول کو رشن کر دیا تو زائل کو دیا اللہ
حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِمُوْرَبِّهِمْ

وَمَرَّ كُمْمَرُهُ فِي ظُلْمَمِتْهَا نے اگی روشنی اور چھوڑ دیا اپنیں

ان بھر کیس درینماں کو کچھ نہیں کیا ہے۔

کیا لکھتے ہو۔ کیا یہاں لفظ نور تشبیہ نہیں آیا ہے؟

تھے چلو۔ سورہ بقرہ ۲۴ و اس رکوع دلپڑہ (۲)

اللَّهُ وَلِيَ الَّذِينَ أَمْسَوا
يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلْمَمِتْ

اللہ مدد کار ہے ان لوگوں کا جو رہا
لائے۔ نکالتا ہے انکو تاریکی مختفی

پوری طرح مطمئن ہے کہ بھر اور برق کی طبعی رفتار ایک ہی ہے!
طبعی، نعمان کے سید ہبیں کا ذکر کر رہا
دوسری مثال نھا کہنے لگا۔ وہ بیجا راتو گاٹے
ہے گاٹے:-

یہ فقرے اختیاری بھی ہے۔ وہ جانتا ہوا کہ نعمان جھوٹا ہے
نہیں بلکہ اس وقت سے اسے یقین ہو گیا کہ نعمان دودھ بھی فہرہ
دیتا ہو گا۔ اب وہ تحقیق کر رہا ہے کہ دودھ کا یوں سہ او سط کیا ہے؟
اس طرح کی دسیوں مثالیں آپ ہی کی وجہ سے منکر ہن نظر کا استدلال

تفہن نہیں۔ حقیقت ہے کہ آیات قرآنی سے منکر ہن نظر کا استدلال
کم و بیش اسی نوعیت کا ہے۔ ذرا سوچنے جب تحریر و تفسیر ہیں
ہم کسی ایک چیز کو دوسری چیز کا نام دیتے ہیں تو کیا آپ کے فرشتے بھی ہیں
کو سکتے ہیں کہ اس دوسری سے کی تماز حقیقت طبعی ہیلی شیر فرش
کی جادہ ہے۔ بخلاف ہم نے موٹے آدمی کے باسے میں کہا کہ "نا تھی ہے
نا تھی۔ تو کیا آپ بھول کے بھی اس کا یہ طلبے سکیں گے کہ اس شخص
کو بہرہ جوہ نا تھی کہا جا رہا ہے؟ ہم یہ کہیں کہ نسل اس شخص "آگ" ہے
آگ " تو کیا آپ یہ نصیر کو تھیں گے کہ اس شخص کی پیغمبر ہند پاکانی
جا سکتی ہے؟

دیکھ لیجئے ہم نے مانند یا مثل کا لفظ نہیں بولا بلکہ صاف ہاتھی
یا آگ کہدیا۔ لیکن آپ ہماری کسی تشریع کے بغیر بلا تامل ہی سمجھے کہ خیر
سموی مثالی پہ کی طرف اشارہ ہے اور آگ سے مراد مزاج کی تیزی ہے۔
ٹھیک ایسا ہی معاملہ نور و نظمت کے الفاظ کا ہے۔ دنیا کے تمام مصنفات
کھنگال جاتی ہے یہی طبقاً کہ ان دونوں کو بطور استعارہ بونا شائع مذاق
رہا ہے معنوی حسن، رشد و ہمایت، ایمان، حلم، خیر و برکت، اخلاق،
یہی وغیرہ کو نور سے تحریر کیا جا سکے اور اس کے بر عکس اوصاف دشیاء
کو نظمت سے جیسیں جو بکو "حسن" ہمہنما تو معلم و معروف ہے ہی۔ کسی
اخلاقی را ہندا اور صلاح ترین آدمی کو "نور" کہدیا جائے تو کسی کو بھی اس
ہستعاۓ کا مطلب سمجھنے میں غلط ہی نہیں ہو گی بلکہ قیامت آگی ہے
کہ بعض اسلام و اخلاق اپنی نظری پڑک اور دینی رو روگی کو حق بجانب
ثابت کرنے کیلئے ان ظاہر و باہر حقائق کا سمجھچڑا اسے ہیں اور آیات کیہیں
تھے کھیل کر نہیں ذرا خوف محسوس نہیں کرتے۔
نور و نظمت اور حسن وغیرہ کی بطور استعارہ استعمال کرنی ہزار

حُمَّدُ الْمُفْلِحُونَ -
جو اس کے ساتھ نازل ہوئی ہے
+ + + تو وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں -
وَيَكُوْنُ لَهُ بَرَىٰ يَنْبِيْسُ كَمَا كَوْنَهُ مُحَمَّدٌ بَرَاتُ خُودَ تَعْجِيزَ كَوْنَهُ كَوْنَهُ بَلَهُ
وَضَاحَتْ كَرْدَهِيِّ كَوْنَهُ اَلْوَانِ كَيْ عَلَادَهُ كَوْنَهُ شَبَّهَ بَرَانَ كَيْ سَاتَهُ
نَازِلَ كَيْ گُنَّیِّ ہے۔ دَهْ دِینِ حَنْیٰ اُور اسلام وَالْيَانَ کَے سوا ایک
ہُوَسَتَیِّ ہے؟ کیا اس کے بعد بھی یہ بات صاف نہیں ہو جاتی کہ
قَدْ جَاءَ كَمِّرَهُ مِنَ اللَّهِ فَوَسِيْسٌ "نور" کا الفظ دِینِ حَنْیٰ اُور
صَرَاكِ تَقْيِيمٍ ہی کے لئے اسی طرح بطور استعارہ ارشاد ہوئے
حَسْ کَیْ مَثَابِيْرِ پَیْشٍ كَيْتَهُ آرَے ہیں۔ اگر بعض مفسرین کی رائے
ماں کر "نور" سے مراد ذات رسول ہی ہے تو جانتے تب بھی ہیں
اور سبے سروپاکتہ کیسے نکالا جا سکتا ہے کہ ادب عالیہ کی
نَصَاحَتْ وَبِلَا غُنْتَ کے بھارتِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَمِ الْاَبَدَانِ

او طبیعت کا تکذیبیان کیتے

کرنے لگے ہیں۔ ہم آگے دکھاتیں گے کہ جن مفسرین نے
ذاتِ رسول مرادی ہے ان میں بھی کسی نے یہ لغو میانی نہیں
کی ہے کہ اس استعمال کے نے حضور کو خاص بشری اور قویٰ بنا
طبعیہ کے دائرے سے نکال کر غوی معمون میں سچ جج کا نور
بنادیا۔ سورۃ قوہ و پارہ و اعلمو (۱۰) رکوع ۵ ملاظہ کرو۔
اَتَخَدَنَ فَلَا اَحْبَبَنَ اَهْشَمَ
وَسَرَهْسَا لَهُمْ اَسْرَى بَأْنَا
هَنَّ دَدِنَ اَللَّهُو وَالْمُشْيَرُ
اَبْنُ مَرْيَمَ رَجَ وَمَا اَمْرُدَهُ
إِلَّا يَعْلَمُ دَاهِنَهَا وَاحْدَاجَ
الْدَّالَّهِ إِلَّا هُوَجَ مَسْكَنَهُ عَهْتَهَا
يُشْتَرِكُونَ هُنْ بُرْيَدَهُونَ
أَنْ يَطْفَؤُوا لَذْغَ اَللَّهِ
يَا فُوَاهِمَمْ رَيَاتِ اَللَّهِ
إِلَّا أَنْ يَتَمَّمَ نُورَهُ دَوْكَ
كَرَّة اَلْكَفَرَهُونَ هُنْ هُوَلَّهُ
اَرْسَلَهُ سُولَهُ بَالْهَدَى
وَدَرِبِنَ اَلْحَىٰ لِيَظْهَرَهُ عَنْهُ
ہیں کہ مچادریں روشنی اللہ کی
اپنے نہیں ہوئے اور انشتمنے لے
کر لیا ہے کہ وہ اپنی روشنی کو پورا
کرنے پر سولہ بالہدای
ناگوار گز رے۔ اسی نے بھی

اَلِيْلَوْسِهِ وَالْلَّيْلَيْنَ
کی طرف۔ اور جن لوگوں نے کفر
کیا ان کے مدعاگار ہیں شیاطین
کَفَرُوا فَأَوْلَيَأْهُمُ الظَّاغُوتُ
نَجَرُجُو نَجَمَهُ مِنَ النَّوْسِ رَأَى
نَكَلَهُ مِنَ النَّوْسِ رَأَى
الظَّلَمُتِ -

کیا یہاں استعارے کے سوا بھی کوئی مفہوم ہے؟ کیا یہاں کوئی
بھی ایسا ہی تور کہو گے کہ جتنا پھر اکھاٹا تا نظر آئے کہا سایہ نہ دیگا۔
اور آگئے سورۃ مائدہ رکوع ۷ دیارہ لا حیب اللہ (۲۴)
اَنَّا اَنْزَلْنَا اَلْتَوْسَ رَأَيْهُ فَيَقُلُّا
اَوْلَهُمْ نَزَلَ کی توراۃ کہاں میں
مَهْلَىٰ یَدُ نُورٍ -

کیا یہ توراۃ کا نور دیسا ہی نور حصی ہے جیسا تم اپنی آیت
مسندہ میں متواترا پاہتے ہو؟
عَلَىٰ هُنْدَرَ اَيْكَ اَيْتَ چَحْوَرَ كَرَ :-
وَ اَنْبَيْهُ اِلِيْلَ تَبْعِيلَ فِيْهُ مَهْلَى
اُور ہم نے عینی پنجیں دی کہ اسیں
ڈی بو شر -

یہاں بھی دیہی بات ہے۔ سورۃ العام دیارہ دلوانہ کوئی کھوئے
اَمْنَ كَانَ مَيْتَنَا فَأَحْيَيْتُهُ
جبلہ شخص ہم مردہ تھا پھر اسے
وَجَعَنَّا لَهُ لَوْسَ اَمْكَنْتُهُ بِهِ
ہم نے زندہ کر دیا اور وہی اسے رُدْنَی
فِيَالْتَّا سِنْ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي
کر لئے پھر تاہم اسے لوگوں ہیں کیا
اَسْنَصْ جیسا ہو سکتا ہے جو اسی پھر
الظَّلَمُتِ لَيْكَسْ بَعْلَجَ فِيْهُ
جس اس طرح کفر قاریے کہاں سے
+ + + + + تک ہی تہیں سکتا۔

کیا یہاں اُس نور حصی کا سراغ ملائی ہے جس کا سایہ تو نہ گر
جِنْ جِنْ حَوَائِجَ بُشَرِيَّ نَظَرَتَهُ؟
سورۃ اعراف رکوع ۱۹ میں توصاف ہی آگئی کہ تعلم حق،
تَغْيِيب ایمان اور درمیں بندگی کی لفتوں میں "نور" کا مفہوم اللہ
پاک کیا جائے ہیں۔ نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام بند کے
پاہے میں ارشاد ہے۔

سورۃ اعراف رکوع ۱۹ (قال الملٰی)
فَالَّذِيْنَ اَمْتَحِنُهُ بِهِ وَغَرَدَهُ
پرس جو لوگ اس پر ایمان لائے اور
وَتَصْنُعُوهُ مِنْ اَنْبَيْهُ اِلَيْلَيْنَ
اس کی رفاقت کی اور سے اعداد
اللَّذِيْنَ اُنْزَلُنَ مَعَهُ اُلْلَيْلَكَ
دی اور تالیع ہوئے اس روشنی کے

الذين قاتلوك لكونكم من المؤمنين

+ + + +

+ + + +

+ + + +

زبان میں۔ اثر تعالیٰ تحقیقہ نور ہیں لیکن پھر بھی یہاں حقیقی مضمون

نہیں لئے جاسکتے، کیونکہ اللہ کافر و توحیدیوں سے کامل و اتم ہے اسکے

لئے یہ نہیں کہا جائے سکتا اگر اللہ سے تمام و کامل کر کے رہے گا۔ قطبی

بات ہے کہ "نور" دین حق کو کہا گیا ہے۔ تب آخر ایت میں مذکور ہے کہ

"نور" کا مفہوم دین حق نہیں لیا جائے سکتا جیسا کہ بے شمار مفسروں نے

لیا ہے۔ سورہ اسرائیم رکوع اقل (پارہ ۲۳) میں بھی ابی ذئاب نے یہ بیہرے

اللہ۔ وَكَتَبَ اللَّهُ أَنْزَلَ لَهُ الْكِتَابَ يَا إِيَّاكَ نَحْنُ نَعْلَمُ مِمَّا تَعْمَلُ

لَتُعْلَمُ جُنُونُ النَّاسِ وَمِنَ الظَّلَمِ

إِلَى النُّورِ يَأْتُنَّ دِيْنَكُمْ

إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْمُحْمَدِينَ

اللَّهُ الْغَنِيُّ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

وَمَا فِي الْأَرْضِ

وَمَا فِي بَيْنِ ذَيْلَيْهِ

پھر دو آیات بعد:-

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوْسَى بِالْبَيْنَانِ

أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكُمْ مِنَ الظَّلَمِ

إِلَى النُّورِ

پھر سورہ طلاق رکوع (پارہ ۱۸) میں بھی ہی ہے:-

قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ أَنْكَمْدُكُوا

شَرْ سُولَةَ يَسْلُو الْكَلِمُمُ الْبَيْتَ

اللَّهُ مُبْتَنِيَتْ لَتْخِرْجَ الْذِيْنَ

أَمْتَوْا فَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ

مِنَ الظَّلَمِ

إِلَى النُّورِ

+ + + +

"نور" سے دین حق اور صراطِ مستقیم مراد یعنی کی مذاہیں اور جاہر

تو لا افرزو۔ سورہ احزاب رکوع ۶ (پارہ ۲۵) میں دیکھو:-

مُحَمَّدُ الَّذِيْنَ يُبَصِّرُونَ كُلَّ كُمْرُ وَ كُلَّ عَلِيَّةَ

وَهُوَ يَسْرُجُ جَلَمَمُ مِنَ الظَّلَمِ

روشنی کی طرف۔

پھر سورہ نمر رکوع ۳ (پارہ ۲۳) میں دیکھو:-

أَقْمَنْ شَجَرَ خَلَقَ اللَّهُ خَلْقَهُ

لَوْ مُلَاهَ مِرْقَهُ عَلَى نُورِهِ

لَمَّا كَوَلَعْدَاهُ وَ ابْنَيَ رَبُّ كِبَابِ

يَنْ شَرِّهِ۔

کیا اب بھی یہ ثابت ہوئے ہیں کہ سرہ گئی کہ "نور" سے بطور

استمارہ دین حق اور صراطِ مستقیم اور ایمان و اسلام وغیرہ مراد یعنی

قرآن کا معمول ہے نہ یہ کہ "نور" کو طبعی و مانندی مفہوم میں تنحال

کرے۔ "سانسی" ہم طرز نہیں کہتے بلکہ مشاہد یہ ہے کہ سانس

چونکہ اشیاء کی ماڈلی حقیقت و حیثیت سے سرد کار رحمتی ہے جسکے

اس کی زبان میں تو ہرام کو اس کے ماڈلی طبعی مفہوم میں لیندا رہت

ہے سکتا ہے۔ خلاصہ ایک سانسی ہاں کہنے کے خلاف سبیطہ میں بے شمار

چاند ہیں۔ تو اس کا مطلب ہی کہ جاہاں کا گل اس کی دلست میں

ایسے ہی بے شمار اچامیں جیسا یہ ہمارا چاہا ہے۔ غفلتے سبیطہ میں پائے

جاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ جاہاں کے گل کچھ اردو توں کو وہ بطور استغاو

چاند کہہ رہا ہے۔ اس کے برخلاف جب ادب کی زبان میں کوئی

کہ جاہاں کرے۔ "ظالہ شخص آیا تو اس کے اندر ہر سب کے چاری

بھر گئی۔" تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جائے گا کہ وہ شخص

ایسے خواص و صفات میں واقعی آسمان کے چاند کا حامل ہے اور

اس کی آمد واقعی و لیسی ہی چاند فی کچھ دلتی ہے جبکہ چاند بھرنی

ہے اور چاند کے طبعی لوزم اس میں پاٹے جاتے ہیں بلکہ یہ لیما جائے گا

کہ کہنے والا اس شخص کے حسن و حلال اور اپنے والہانت تعلق کو استعارہ

کی زبان میں بیان کر رہا ہے۔ یہی معاملہ اس آیت کا بھی ہے جسے

مذکورین میں نے دلیل بنایکی سمجھی کی ہے۔ یہاں بھی نور سے ذات

رسول مصطفیٰ کی صورت میں صرف اور صرف یہی مفہوم ہوتا

ہے کہ حضور کی ذات والا صفات سے دنیا میں ایمان "سمجھی" نیکی

اور دین حق کا چھعنوی اجالا پھیلا اسی کی تعمیر کے لئے یہ لفظ "نور"

فرادیا گیا ہے۔ "سانسی" اندزادیں نہیں فرمایا گیا۔

سورہ شور رکوع ۵ (پارہ ۲۵) میں دیکھو:-

ذَكَرَنِيلَكَتْ أَصْحَيْنَا إِلَيْكَ

اَدَمَ اَسْمَاعِلَهُ مَالَكَتْ

رَوْحَمَاتْ مَنْ اَمْلَأْنَا

حضور لوگوں کے اعمال پر گواہی
یعنی دالے۔ ان کیلئے اسے انکا
ثواب اور ان کی روشنی۔

سورہ صفت رکوع (مبارہ ۲۸۰) میں :-

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ أَفْتَرَى
أَعْلَمُ الْمُؤْمِنِينَ وَهُوَ
أَنْذِرَ إِلَيْهِ الْكَذِبَ وَهُوَ
مُذْعَنٌ إِلَى الْاَسْلَامِ هُوَ وَاللَّهُ
لَوْيَقْدِنِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ
بِرِيدِ دُونَ لِيُطْغِي الْوَسْطَ الْمُنْ
يَا قُولَا وَهُمْ فِي اللَّهِ مُشْتَرِكُونَ
خُوَجَرَهُ دُونَ كُوَّةَ الْكُفَّارِ دُونَ
كُرَنَهُ دَالَّهُهُ دُونَ كُوَّةَ الْكُفَّارِ دُونَ
كُرَنَهُ دَالَّهُهُ دُونَ كُوَّةَ الْكُفَّارِ دُونَ

سورہ تغابن رکوع (مبارہ ۲۸۵) میں :-

فَإِمَّا مُنْ أَيْلَمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُمْ
پُسْ ایمان لاَ وَالْمُنَادِرُ اس کے رسول
فَالْمُؤْمِنُ الدِّينِيْ اَتَرْ لَتَّا
پر اوس نور پر جو میئے اتارا ذرآن
حایہ ہے کہ الش تعالی خود اپنی ذات کے لئے بھی لفظ "نور"

استعمال فرماتے ہیں تو تمیل و تشبیہ ہی کے اسلوب میں، مذکور طبعیات کے نقطہ نظر سے۔ مل اخطبوط سورہ قدر کو چھپا رہا (۲۸۱)
اللَّهُمْ نُورُ الْمَتَّهُوَاتُ الْأَكْفَرُ
مشن نور کا مستحکم کوئی
ضیحہا مُهْبَرًا حَمْرَةَ الْمَصْبَأَ حَمْرَةَ

فِي سُجَاحَكَهُ طَالِرُ جَاهِخَهُ
شیشیک د تکھے بونے تائے کی
ماں دیجے تیل ہلبا ہو اسیں زتوں کے
اس بارک درخت کا جونہ مشرق

کی طرف ہے ز غرب کی طرف۔
قریبی کرو شن ہو لئے اس کا
تیل حالانکہ اسے تھوڑا کہی

خُوَسَ عَلَى نُورِ طَيْقَدِی
الْمَقْدَنِ لِنُورِهِ مَنِ الْيَسَّاعُطُ
رَيْضُورِبِ اللَّهِ الْأَمْتَانَ
لِلَّهِ اس ط

تھاکر کتاب کیا ہے اور ایمان کیا۔
ولیکن تمہے رکھا ہے یہ نور کر رہا
کیا مذاہیہ ہے اس سے اپنے بندوں
سے جسے چاہے۔

یہاں بھی نو اسی حقیقت کو کیا گیا جو حقیقی نہیں بلکہ معنوی
ہے۔ لیکن ایمان اور کتاب آہی کی تعلیمات مقدسہ یہ دونوں ہیزیں
جو ہری اعتبار سے ایک ہی ہیں اسی لئے جعلناہ میں واحد کی
ضیسر لائی گئی۔ نہ یہ کسی حقیقی طبعی نور کا ذکر کیا گیا ہو۔

سورہ حیدر رکوع اول (مبارہ ۲۸۴) میکھو :-

هُوَاللَّهُمْ مَنْ تَرِیْلُ فَلَیْ مُعْلِیْهِ
وَمَنْ ہے جس سے نازل کیس نے
امت بنتت لمحہ حکمہ میں
خیس انہیں دو گروہ روشنی کی طرف۔

وہی تخلیق و استعمال کی زبان۔ مزید بھر کوئی رکوع میں :-

لَرَمَرَرَمِيْ اَلْمُؤْمِنُوْزِيْنِ
وَالْمُؤْمِنُوْزِتِ لِيَقْعِيْنُوْزِهِمْ
بَیْتُ اَنْدِنِيْلِيْصِمْ وَبَیْتِيْلِهِمْ
لَسْتُرَلَکْمُمِ الْمُؤْمِنُوْزِمِ
بَحْرَمَرِیْ اَنْتَ تَحْمِلُهَا الْأَهْرَمْ
خَلِدِیْنِ فَیْحَا دَالِمَکَے
هُوَالْمُؤْمِنُوْزِ الْعَلِیِّمَمِ۔
یہاں بھی ہے کہ استعارہ ہی مانا پڑے گا۔ اسی سورہ

میں آئے۔ رکوع میں :-

جس دن کوئی گئے منافق مردوں
مُونوں سے کہ سارا انتظار کردیم
آمُنُوْزِ الْأَنْظَرِ وَنَاقْتِسِ
لِهَا جَارِیْکَارِ کُوَّلَ جَارِيْجِیْلِهِر
ڈھونڈلو۔ وشنی۔

ہند آباد کے بعد:-

ذَلِلِیْنِ آمُنُ اَيْلَمَ
دُرِسِلِهِ اُولِلَكَ هُمْ
پچے ایمان والے اور الشکر کے

سنتے ہوئے عہد کا ذکر فرمائتے ہیں۔ پھر اس کی عہدگنی پر لعنت کرتے ہیں اور ان کی ناشائستہ حرکات کا بیان فرماتے ہیں۔ اسکے بعد فضاد میں کا تذکرہ ہے۔ ان سے بھی (اللہ) عہد لیا تھا، یہ عہد ان کے شے پر حد فتح بخش تھا، لیکن وہ کم نصیب اس سے نفع اٹھانا بھول گئے جس کے نتیجے میں اللہ کے ان میں حشر کئے تھے۔ بعض وعدوں پر یہ اکر دی اور عقربی ہی اللہ تعالیٰ بھی جبار کے جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔

اب وہ ذکر و آیت شروع ہوتی ہے:-

سورة مائدہ رکو ۲۴ (پارہ ۶۵)

لَا مَحْلَّ لِكُلِّ قَدْجَاءِ | لَا إِلَيْكَ تَابُ اتَّخَذَسَ پَاسَ مَارَا
كُمْ سَرْ سُولْنَنَأَيْمَنَ تَكُمْ | رَسُولُ آیا جس نے تھا کہ نہ تھا
كُبُرَا وَمَا لَكُمْ مُّغْنُونَ مِنَ | اپنے کی وہ بہت سی بائیں نشافت
الْكِتَبِ وَلَمْ يَعْمُلُوا عَنْ كَثِيرٍ هُمْ | کبھی جھین کم جھپٹتے تھے اور بہت
قَدْ خَاءَ كُمْ بَرِّنَ اللَّهِ وَرَدَ | اُموریں دلگزد کیا۔ جیسا کہ اللہ
كُلَّتِ مَسِينَ يَعْدِي يَلِهِ اللَّهُ | کی طرف سے تھا کہ پاس رکھ رکھا
مِنَ الْأَيْمَنِ رَضِيَ الْمُؤْمِنُونَ | اور کتاب میں۔ پایہ ترا میں
الشَّنِيْرَةِ وَلَمْ يَعْجَمْهُمْ مِنَ الظَّلَمِ | الشَّنِيْرَةِ اس کے قدر یہ تو اس کو
(إِنَّ الْمُؤْمِنُونَ يَأْذِنُهُ وَلَمْ يَعْدِهُمْ | تابع ہوا س کی رضا کا سلامتی کی
رہ ہوں گے۔ اور نکالنے والے انھیں اور جھپٹنے والے انھیں
انھیں وہ اپنے بیٹھنے والے انھیں صدھی رہا۔
+ + + + + اور جانکرے انھیں صدھی رہا۔

جس کے قلب میں شتر برادر جذبہ مدل ادامغ ہو وہ غور کر کے کہ
سی عقل سیم اور زندق ونداق میں صحت و سلامتی ہو وہ غور کر کے کہ
”نور“ سے مراد چلے ہے دین کی روشنی ہر یار رسول اللہ کی ذات
پاک بہر صورت مفہوم و مشاہد کیا اس کے سوا بھی کچھ جو سکنے ہے کہ
اپنے کتاب کی غلط کاریوں اور گمراہیوں کے مقابلہ میں دین میں ہوں
طاعت و نابش اور آخری خبری کی تنبیمات کا حسن و حمال اور ہوں
خاتم کے لئے ہوتے اسلام کی روشنی شان ہدا میں کوئی میان کیف
جائز ہے۔ ادنیٰ ساتر یہ بھی ایسا نہیں ہے کہ اس کے سہارے
چناب میغیر علیہ الصلوٰۃ و اسلام کے جسد ہمارے کا سایہ نہ ہوئے کا
تھیل اخذ کیا جائے۔ اگر ”نور“ سے مراد حضور ہی ہوں تب بھی

یہاں تر حضرت باری نے صریح ایسی تبادیا کہ یہ تمثیلات بیان
کرتے ہیں تاکہ لوگ متمنع ہوں۔ سورہ متحد میں ہے:-

وَتَلَقَّ الْمُشَانُ لَظَفَرَهُمْ | اور یہ شاید ہیں جیسیں ہم لوگوں کے
لِلَّذِينَ لَعَنَهُمْ يَعْلَمُونَ۔ | لئے بیان کرتے ہیں کہ وہ غور کر کر
سورہ زمر رکوع، (پارہ ۲۲) ہے:-

لَا شَوَّقَتِ الْأَنْوَارُ رُضْ بِنْوَجَرِ | اور چکار میں اپنے رہ بکے نور سے اور
تَرْلَقَادَ وَصَحَّمَ الْكَسَبَ وَجَانَ | لئے جائیں فخر اور حاضر کے جائیں
عَلَى الْمُشَيْنِ وَالْمَسْحَدَ أَعْظَمَ | زیما ساوار گواہ اور فیصلہ ہو جائیں
بِيَتَهُمْ بِالْأَحْيَ وَهُمْ لَا يَظْلَمُونَ | عدل سے اور اسکے ساتھ ظلم بالکل
نہیں ہو جائے۔

یہاں اللہ جل شان哉 نے خود اپنے نور مقدس کا ذکر فرمایا ہے
وہ چونکہ واقعی بہرہ وجہ نور ہی نور ہیں اس لئے لفظ کو اس کے حقیقی
وضعی معنی پر بھول کرنے میں کوئی دلت نہ ہو گی۔

ہمیں یہ تودھوںی نہیں کہ قرآن میں جہاں جہاں بھی نقطہ نور آیا
ہے بھی کوہم نے نقل کر دیا۔ ہو سکتا ہے کچھ آیات رہ گئی ہوں لیکن
یہ حکومی بلاغوف تردید ہے کہ جا اشیاء بایا عیان و جواہر طبعی و نفعی
معنوں میں تو نہیں میں انھیں اگر ”نور“ کہا گیا ہے تو تمیل اور کنایہ
تشیہا اور استعارۃ اور مقصود صرف اُس وصف کا تصور رہتا
رہا ہے جو نور کا وصف فاصلہ ہے۔ یعنی اجالا، سوری، حسن، حیان،
طمعت و ذرہت وغیرہ۔ ٹھوس اشیاء کا رونق کے چھیلاو میلان
ہو کر سایہ دینا طبعیات کا مسئلہ ہے۔ اس سے آیات اہمیکا
کوئی رابطہ نہیں۔

جب قرآن کی اتنی بہت سی نظریں آپ کے سامنے آگئیں
تو انصاف کیجیے ایک آیت سے ”نور“ کے معنی محمد رسول اللہ
نسا اور پھر تصریرو استعلکے کی حدد و پھل انگ کڑ پورے قرآن سے
آنکھیں پھر کرنا زبان و ادب کے معلوم و معروف تھا ضمیر انداز
کر کے جس دیر رسولؐ کا سایہ غائب کر دیتا تھا بعثۃ قرآن اور
دھاندی نہیں تو اور کیا ہے۔

آجیئے اس آیت کو دو اسیات و سباق سے بھی تو مل کر بکھیں
جیسے شکر میں غل قرطاجہ بات میں خواہشات کا تحریک مشق بنائے
ہوئے ہیں۔ سورہ مائدہ کا تیسرا رکوع پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ المثلث

شیخ ہونا بالبعض علوم میں تبحر ہونا یہ لازم نہیں کرتا کہ اسے ہر علم و فن میں امام اور مجتہد مان لیا جائے۔ سائنس کے ساتھ پر ماہرین سائنس ہی کو بولنے کا حق ہے۔ ادب یا جغرافیہ یا ریاضی کا بڑے سے بڑا پیز و فیر اپنے ہی علوم پر لائق استاد ہو سکتا ہے نہ کہ جملہ علوم پر۔ تفسیر قرآن ایک مستقل علم باشان علم و فن ہے۔ جس شخص کو دعویٰ ہو کہ فلاں آیت سے یہ فرموم نکلا ہے تو سے چاہئے کہ استاد ہیں فخرین ہی کا قول لائے نہ کہ ان لوگوں کا چوچ حدیث یا فقیر یا ادب میں تو تجوہ رکھتے ہوں لیکن فن تفسیر میں اپنی پیش رفت کا ثبوت نہیں کر سکے ہوں۔

هم دیکھتے ہیں کہ بزرگ خود آیات قرآنیہ کو اپنی اصل دلیل سمجھتے والے منکرین ظل پیچے دھوئے کے ثبوت میں کسی ایک بھی ایسے مفسر کو شہادت میں بیش نہیں کرتے جو امت میں بطور مفسر معروف و مقبول ہو۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ان آیات سے جو کچھ وہ اخذ کر رہے ہیں وہ انکی اپنی پیچ ہے کوئی بھی مفسران کا ساتھ نہیں ہے رہا ہے۔ آئیہ ہم دھکلائیں مفسرین کیا کہہ رہے ہیں۔ اس سے منکرین ظل کی اس سیاست کا بھی تو طریقہ ہو جاتے کہ وہ بزرگوں اور کتابوں کے بہت سے نام جمع کر کے عوام کو مرعوب کریتے ہیں۔

پہلے ہم ان تفسیروں کا ذکر کرتے ہیں جن میں "نور" سے ذات رسول مراد نہیں لی گئی۔ جلد اور فتح کا حوالہ مسلمان احصال چوکا کہ سورۃ مائدہ کو ۴۳ تا ۴۶ آیت ہے یہ جسکا جی چاہے دیکھ لے۔

تفسیر حبیان [ذکرِ کتب مہین کی تفسیر میں صاحب روح المعنی فرماتے ہیں۔]

بمراد بالتور و الکتاب نور اور کتاب سے مراد قرآن ہے کونکوئر اسکی آیات شرکت رس کی تاریخیں ہوں اور فرقہ آن لعما فیہ من کشف الظلمات الشفاعة دُور کرتی ہیں اور لوگوں پر ان تعیش حق کو علی کرتی ہیں جو ان سے علی النائم من الحق۔ پوشیدہ تھیں۔

متصل قبل کے الفاظ ہی صاف بتا رہے ہیں کہ یہ استعارہ کیا مفہوم رکھتے ہے ظلمت ہر جیز کو طھانپ لیتی ہے۔ یہ اہل کتاب کی ذمیج قلبی ظلمت ہی تو تھی کہ وہ اللہ کی کتاب میں وارد شدہ بہت سی بالتوں کو بسب نفایت چھپاتے رکھتے تھے۔ آپ آیات میں دیکھ پچھیں کہ شرک و لغزواد و غیان و محصیت کو اللہ تعالیٰ ظلمت سے تعبیر فرماتے رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ جس جنوی ظلمت کا متصل قبل الفاظ میں ذکر ہے اسے ذر کرنے والی شے نور معنوی ہی ہو سکتی ہے نہ کہ نور حسی سورج کا حصی نور لکھا ہی تابناک سہی لیکن ذہن و قلب کی معنوی ظلمتوں کو وہ رانی برآبرہ ور نہیں کر سکتا۔ اہل کتاب کی سیاہ کاریوں کا انال جس فورستے ہو سکتا ہے وہ نور معنوی پر ناچال ہے تھے کہ حصی۔

رسول اللہؐ کو اگر نور ہیں تو نور معنوی ہی مراد لینا لازم ہو گا۔ ایک اور نکتہ قابلِ حماظ ہے جو ہمارے موقف کیلئے قرآن کی داد خلیٰ شہادت سمجھا جا سکتا ہے۔ دیکھ لیجئے نور اور کتاب پسین کے قدر ای بعد یہ صدی بہ افغان کہا گیا۔ اگر نور اور کتاب پسین فی الحقيقة دو الگ وجود ہوئے تو ضمیر واحد نہ لائی جاتی بلکہ بھئما کہا جاتا۔ واحد کی ضمیر نے ثابت کر دیا کہ نور اور کتاب معنوی اعتبار سے ایک ہی منطق سے دُع عنوان ہیں در مقصود بیان ایک ہی شہادت ہے۔ اب منکرین ظل سوچیں کہ "نور" سے محمد مراد یعنی کے بعد ان کے وجود ظاہری اور صبری کو حاصلی مراد قرار دے یا جائے دھیسا کے سایہ نہ پہنچنے کا شوشر کلتے سے ظاہر ہے، تو بدیکی بات ہے کہ جماں اعتبار سے تو رسول اللہ اور کتاب پسین دو الگ الگ وجود ہیں۔ ان کے لئے تشنیش کی ضمیر آئی چاہئے تھی، لیکن نہیں آئی تو معلوم ہوا کہ لفظاً جدا ہداشت ہوتے ہوئے بھی معاً ایک ہی شہادکار ہو رہے۔ وہ شکوہ دین حق کے کیا ہو سکتی ہے جس کی تعبیر خود متر آن ہی بار بار نور اور قرآن نہیں اور کتاب اور بہان وغیرہ سے گرتا آ رہا، اور خدا اس آیت میں بھی ظلمت دُور کا دھی شعلی اور تعبیری انداز بیان موجود ہے۔

آج سے پہلے بھی الگ کچھ لوگوں نے اس آیت سے سایہ نہ ہونے کا لطیفہ اخذ کیا ہے تو دیکھنا چاہئے کہ یہ لوگ فتن تفسیر میں کیا مقام رکھتے ہیں۔ آخر کے نہیں معلوم کہ کسی شخص کا زید

(قد جاء کہ من اللہ نور و
کتب میں) جلیست انقدر ہے جو
اس بیان پر قابل ہے کہ حضورؐ کی بخت
اُن فوائد کے علاوہ بھی اور ساتھ
رکھتی ہے جن کا ذکرہ سابق میں لفظاً
ہوا۔ زیجاج نے کہا کہ ”النور“ سے
محمد مراد ہیں۔ اور کہ گیا کہ ”النور“
سے اسلام مراد ہے۔ اور کتاب میں
سراد قرآن ہے۔

تفسیر القاری اس میں بعینہ وہی بات کہی گئی جو نوع البیان
نے نقش ہوئی۔

ترجمان القرآن ایک طرف سے تملک کے باس دھن
کی روشی آپکی اور الیحیا کتاب آپکی جو راپنی ہدایتوں
میں نہایت درشن کتاب ہے۔

بيان القرآن ”تحالے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ایک درشن پڑائی اور ایک کتاب واضح۔“

اس کے بعد تفسیر میں تفصیل یہی کہلئے اور حل شیے میں خوبی
استدلال کے ساتھ ثابت فرمائی ہے کہ نور کی تفسیر اگر ذات رسول
سے کی جائے تو وہ حسین بیان حاصل نہیں ہوتا جو ”کتاب“ سے کرنیں
ہوتا ہے۔

مولانا محمود الحسن (شیخ الہند) رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مژودی
نے ترجیح میں نور کا ترجمہ ”روشنی“ کہتے ہیں اور کوئی اشارہ
ایسا نہیں کرتے جس سے علم پور کر روشی سے مراد ذات رسول ہے۔
اب آئیے ان بخسرین کو دیکھیں جنہوں نے ”نوسا“ سے ذات
محمد مرادی ہے یا متعدد اقوال ذکر کئے ہیں۔ آپ ذیکھیں گے کہ یہ مراد
میکراخنوں نے وہی کہلے جو ہم کہتے اسے ہیں۔ یعنی حضورؐ کو نور کہنے
کا مشاہد اور جستی کا اثبات نہیں بلکہ اُس معنوی ذر کی طرف اشارہ
ہے جو دین حق اور ایکسان وہ ایت کے جمال معنوی سے تعبیر
کیا جائیں گے۔

تفسیر کشاف کتاب میں کے محنت فرمتے ہیں:-

زخمی کی جو امرت سالی کیا کہنے۔ نور و
یہید القرآن پکشنسہ (نور اور کتاب میں سے) قرآن مراد
ظلمات الشوک والمشک ہے کیونکہ وہ شرک تذبذب کی
دولہ بانتہ ماکان خافیاً تاریکی نور کرنے ہے اور ان حالات کو
عن الناس من الحق اولاد فناہ کرتے ہے جو لوگوں سے تعقیٰ تھے۔
یا اس لئے کہ اس کا اعجاز بالکل
ظاهر الاعجاز۔

تفسیر الحواہر یہ خصوصیت سے مخاطر رکھنے کے نتال ہے
بدائع اور غرائب لطیفہ کا خاص طور سے تذکرہ کرنے ہے لیکن
اس مجوہ سے پراس کی بھی نظر نہیں کی کہ نور سے مراد رسول اللہ
ہیں اور اس مراد کا لازمی فائدہ سے یہ کہ آپ کا سامان نہیں ہوتا
چاہتے۔ اس کی بحاسے وہ خصوص طور پر ہوتی ہے:-

(قدیم جامع کم من اللہ بیان و کتب میں) هو القرآن
گویا شیخ طنطاوی کے نزدیک نور اور کتاب میں ایک
ہی مفہوم دعویٰ کے دو عنوان ہیں اور مراد سوائے قرآن کے تجویز
ہیں پھر آگے وہ ہر یہ تصریح کر رہے ہیں:-

(الظلمات) الکفر (والنوس) الہ سلام۔ چلے چھٹی میں
تفسیر ضیادی نام ازار التنزیل و استعمال الماویل
ہے۔ نور اور کتاب میں کی تفسیر ہیں ہے:-

یعنی القرآن فائدہ لکھا شف ایکی نور اور کتاب میں سے مراد
ظلمات الشک و الغلوں قرآن ہے کیونکہ وہ مکالمہ مگرایہ کی
والکتاب لواضھ الاعجاز تاریکیاں مٹاٹاہیں اور الیحیی کتابیتیں
و قیل یہید بالنوس محمد جنکی اعجاز و اضیح ہے اور کہا گیا ہے
کہ ”نور“ سے محمد مراد ہیں۔

ظاہر ہو کہ ضیادی ”نور“ سے مراد قرآن ہی لیتھیں اور
”محمد“ مراد لیتا مر جو جہاں کرتے ہیں۔

تفسیر البیان ارشاد ہوتا ہے:-

تفسیر حمعانی صاحب روح المعانی دنوں قتل نقش کرتے ہیں کہ نور سے مراد حضور ہیں یا فرشتائیں۔ پھر اول الذکر صورت ہیں ان کے نزدیک یہ ہموم کیا بتائی ہے اسے ان کی مندرجہ ذیل عبارت میں دیکھئے:-

وَلَمْ يَمْعِدْ هُنْدِيَ إِنْ يَرَا دَارِ مِيرَسَ نَزَدِ يَكْ بِعْدَ نَبِيِّنَ بَلْ كَمْ بِالنَّوْسَ وَلَكَتْ أَبَابُ الْمُبِينَ لَوْرَادَ الْأَبَابِيِّنَ وَلَوْنَ يَهِيَ مَسْنَى النَّبِيِّ حَصْلَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَادَتْ جَانِيَنَ -

اس کے بعد انہوں نے ان ایجادات کو صاف کیا ہے جو اس مراد یعنی پر خودی اعتبار سے واقع ہو سکتے تھے۔ اب سچ یعنی کچب "کتاب" سے بھی وہ حضور ہی کی ذات مقدار مراد میں رہے ہیں تو اس استعلای کا لفظ ماہی طبیعی جسموں سے کہاں مکن ہے۔

جمانی اعتبار سے تو ظاہر ہے کہ حضور ایک انسان تھے ذمی روح اور صاحبِ عزم۔ اور "کتاب" ایک دوسرا جنس کی شے ہے۔ روح بشری اور عدم و شعور سے خالی۔ تب ان دنوں کے زمان جو چینی مشرق ہے وہی استعلای کا محل ہیں گی۔ وہ سوائے پہاڑی دامان کی معنوی روشنی کے سوا کیا ہے؟

تفسیر الدر المنشور [اندازات] جوں کے دنوں ہیں۔

تفسیر خازن [وَقَدْ جَاءَكُمْ] فرمایا گیا۔

قرآن حصلَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - آپ کا قرآن (الثِّيُورُق) یعنی محمد صلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَبَابُ ذِرَبِرَدَہِ بَیْتِ بَصِّلَی ہے جیسے کہ ایک سماہ فوراً الْمَنَانِ یَقِنَدِی پا ہے اور کہا گیا کہ نور سے الظلہ و قیل التور هو مراد اسلام ہے۔

الْوَسْلَامُ -

صاحب خازن۔ شے شک نور سے مراد ذات دسویں ہی، لیکن ساختہ ہی استعلای کی بنیاد بھی ظاہر کردی کہ نور ہدایت مارے ہے۔ یہ نہیں کہ آپ نوحی کے چکر میں پڑیں اور حجہ کے ساتے کا مسئلہ چھڑیں۔

تفسیر عالم التزهیل [یہ بھی وہی بات فرماتے ہیں جو صاحب

خازن نے ذہلی۔ بس فتن طول و اختصار کا ہے۔

تفسیر حمعانی [کشیر] اسی نور دالی آیت پر ارشاد ہذا:-

لَمْ يَجْدُ رَعْلَىٰ عَنْ نَفْسِهِ الْأَكْرَيمَ اَنْتَقَالِي اَپَتَّ نَفْسِي كَمْ كَيْسَ کے باسے میں خبر دیتا ہے کہ اس نے رسول اللہ اور اپنے ارسل رسولہ کو تمام اہل زمین کی طرف خواہ دو۔ مُحَمَّدٌ أَصْلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالهدای و دین، الی جمیع اهل الارض عرصہ بضمہ اور عرب ہوں یا اگر بھائے پڑھے لکھ دیجہمہم امیہم و کافیہم دین حق کے ساتھ بھجو اور جرسے دانہ بھٹھی بالسیناوت۔ ساختہ اور حق و باطل میں امتیاز والفرق بین الحق والباطل کے ساتھ۔

+ + + + +
کون نہیں جانتا کہ حافظ اہل کشیر آیات کی تفسیر میں احادیث پیش کرنے کے دلدادہ ہیں اور بعض و فضل تو ایسی روایات تکلم کئے ہیں جن کے باسے میں بعض حقیقین کو جیسا لگزرتا ہے کہ یہ ارسل کے لئے نمودوں نہیں تھیں، لیکن ان روایات کی انھیں بھی نہیں سمجھی جو منکرین ظل اس آیت سے استشهاد کرتے ہوئے بطور تایید لائے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان تائیدوں کا جوڑا اس حد تک میسر ہوا ہے کہ روایات کے غریب مفسرین بھی اس پیوند کاری کا تصویب نہیں کر سکتے۔ نہیں ان کے وہم و خیال میں آیا کہ نور تو یہ سایہ ہوتا ہے، لہذا حضور بھی یہ سایہ ہوتے۔

تفسیر الکرد [امام رازی کی نکتہ] فرمیاں سب کو معلوم ہیں۔

تفسیر فیض [اگر سایہ کا نکتدان کی ذہانت پر بھی نازل ہیں پھر سکا وہ مذکورہ آیت کے ذیں میں کہتے ہیں۔ وفی احوال۔ پھر من توں بیان کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ نور سے مراد مکہم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن۔ دوسرا یہ کہ نور سے مراد اسلام ہے اور کتاب پر سے مراد قرآن۔ تیسرا یہ کہ نور اور کتاب دنوں ہی سے تگز مراد ہے۔ پھر کہتے ہیں۔

دستہ مہمۃ محمد بن و الحسین [محمد زادہ اسلام اور قرآن] کو نور والقمر آن بالخوزن ظاہرۃ کے نام سے تعبیر کرنا ظاہر المراد ہے۔ اس لئے کہ نور ظاہر ہو والذی یتقوی به المصوِّر علماً اشیاء کے اور اس کے لئے بنیانی کو

وَالنُّورُ الْمُبِينُ يُبَشِّرُ الْقَرَآنَ اور نور بین سے مراد آئیں جسے کیونکہ لدن فیہ بیان مکمل شئی اسی ہر شی کا بیان ہے۔

تفہیم الدین صاحب جلالیں نے یہ شک "نور" کی غیر جسم نبی ہے جلالیں کے شہر و مقبول حاشیہ الجمل میں اس اختصاری تفصیل دیکھئے۔

(قد جاؤ کم من اللہ نور) یہ جملہ مستانفہ ہے جو یہ واضح ہے کہ رسول کی آمد پہلے لا یا گیا ہے کہ رسول کی آمد کا قائد اقبال میں بیان شدہ صرف اسی ایک فتح کے تکمیل و فتح ماذکور منصب کی حقیقی کردہ کتبہ اپنے میان ما کافی تخفونہ بدل لے ہے منافع کا تخصیصی۔

+ + + + اب اگر کوئی نادان یہ کہے کہ ان غیر مدد و دو فاتحیں سایہ نہ ہونا بھی شامل ہو سکتے ہے تو اسے کمی درستے ہیں "فائدے" اور "خاتم" کے فرق پر چند سبق پڑھنے چاہیں۔ اوصاف خواص فائدہ اور نفع نہیں کہلاتے۔

تفہیم النار تفسیری تفاسیر میں جس قدر متعجب ہے اہل تیمور ہی قول بیان ہو سکے ہیں کہ نور سے مراد یا بھی ہوں یا اسلام یا قرآن۔ لیکن:-

وبه شمیمه کل من هذہ دیگر ہے کہ وہ بصیرت گلیتہ الشلادثة نور احوالها لل بصیرۃ کا النور للبصیر۔ نور (روشنی)

انھیں بھی نہ سوچی کہ سایہ نہ ہونے کا استبطاط فراتے۔

تفہیم قری بعد کی تفسیروں میں اس کا بھی بلند مقام ہے (رَبَّنِيْجَاءُوكَمِيرُقَنْ اَنَّهُمَا نُورٌ عَنِيْحٌ مُحَمَّدٌ اَوْ رَسُولُ اللَّهِ) نور یعنی محمد اور رسلام۔ اور کتاب میں (مُتَعَدِّدِی مَائِنَةً علیہِ وَسَلَمَ وَالاَسْلَمُ) کی صورت میں) احکام اضلاع

اداریں الْحَسِيبُ الظَّاهِرُ تقدیمیت دیتا ہے اس طرح فی النور الْبَاطِنِ ایضاً نور باطن بھی عقائد و مقولات کے ادارے کے لئے بصیرت کو ہو المذکور تقویٰ بہی تقویٰ علی ادارے عطا کرتا ہے عقائد و مقولات کیا کوئی گنجائش ہے کہ نور ظاہری و مطبوع مراد یا کرم را یہ صفات کا لکر شتمہ دکھایا جائے۔

تفہیم بن حبیر [بری کے بلکے میں بھی اہل علم حلتے ہیں کہ ردا یات لانے میں آگے ہیں لیکن جو حال ابن کثیر کا ہے وہی ان کا بھی ہے رہنمائی ہے۔

یعنی بالنورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارسلے گئے ہیں۔ وہ علیہ و سلم اللہ علی نارِ الله تھی کہ اشترے ان کے ذریعے حق بہلی و ظہر ربہ الْأَسْرَارِ و مخفی اور اسلام کو غلبہ دیا اور و محق بہ الشُّرُكَ نھو فور شرک کو مٹایا۔ پس وہ فور ہیں بر لمن استفسار بہ۔

[اس عقاب کیلئے جو رہنمی حاصل کر چکیے کیا ابن حجر بر کا تصور بھی گیا اس طوف کو نور سے محروم رہ لینے کی صورت میں سایہ نہ ہونے کا استبطاط ہو سکتا ہے۔ وہ توصیات کہہ رہے ہیں کہ حصہ حصہ صرف انہی کے لئے نور میں جوان سے نور حاصل کرنا چاہیے۔ ظاہر ہے اہل ایمان کی طرف اشارہ ہے اور اہل کفر و شرک کے لئے وہ نور نہیں ہیں، بلکہ نور کمودہ بصیرت کے اعقباءً سے انھی ہیں تو ایکیں نور کیاں نظر لئے گا۔ اب سوچ لیجئے کہ نور حقی و ظاہری کا کیا لئک جو سکتا ہے۔ حتی نور تو موسی کا فرسب کو چشم سرستے نظر آتا ہے اور بھی نوشیں و قمر سے یہاں نہ اتادہ اٹھاتے ہیں۔

کسی اللہ کے بن سے نہ طبیری کو نہیں سمجھایا کہ اس آیت سے تو نحمد کے بے سایہ پورے کا تراپتیا ہے نہدا وہ حدیث استشهاد میں لا د جو اس کی موتید بن سیس۔

ابو اہل الحسان اتعابی نے الْجَيْرَ سورة نامہ کی آیت دائزینا (الْيَكْرَمُ فَرَسَ أَمْبِيَنَسِ نُورٌ حَضُورٌ كَمِيرٌ اشارة مان لیا۔ حالانکہ ادب اور فعل کے اعتبار سے یہ دوسری بات ہے لیکن "نور" کی تشریح وہ بھی یا بیں الفاظ کرتے ہیں۔

لائفہ یفتادی بہ کما سماں سکر اجڑا
حضرت کو نور اس لئے کہا گیا کہ اس سے ڈایت ہائل ہوتی ہے جبکہ
میرا۔ کانکا نام سراج میر رکھا گی۔
تو واضح ہوا کہ صاحب مدارک بھی تو بھتی مراد نہیں یعنی
نور المیاس [یہید الشرا بن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر
کا نام ہے۔ بے شک حضرت موصوف نے
نور کی تفسیر (رسول یعنی محمد) کی ہے، لیکن خیال کرنے
کی بات ہے کہ اگر واقعی حضور کا جسد مطہر ہے سایہ ہوتا تو اس
محب و غریب اور فرید و حمد خصوصیت کا ذکر کرنے کیلئے اس سے
پڑھ کر مناسب موقع کو نشاہ پوستا تھا۔ وہ لازماً اس محل میں
اس کا ذکر کرتے ہیں لیکن نہیں کیا تو ثابت ہوا کہ یہ خصوصیت بعد
کی طبع زاد ہے۔ انھیں تصور بھی نہیں آ سکتا تھا کہ وہ بھی قدر
آنے والے جب کچھ لوگ استعمال کے طبعی و سائنسی حقیقت
پر محول کر کے آیت قرآنی کا حکومانا نہیں لیں گے۔ وہ جانتے
تھے کہ نور کی تفسیر میں میر رسولؐ اللہ دینا صریح المعنی ہے
سب جانتے ہیں کہ شیع رشد و ہدایت کو تو رستے اور شیع کفو
طیباں کو ظلمت سے نجیب کر لیا جاتا ہے۔

تفسیر المرا عنی [اصح مصنفہ مراجعی کی تفسیر فتح المرتبہ بھی
لیکن اس تفسیر کی جلد اول ہی میں سورہ مائدہ حتم ہو گئی ہے
سائز چوپنگ ٹری ہیں اور چھاپہ بھی دی ہی باریک مصروفی میں
کا ہے لہذا یہ بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ کامی صاحب
کے سامنے کوئی دوسرا ٹیشن چوچا جس میں جلوہ اول کی بات
ڈیپر سو صفحات آگے جلی گئی ہو گی۔ اس تفسیر کے تو جزاہی
چاریں اور پہلا جز سورہ مائدہ کو شامل ہے۔ جلد دو صفحہ ۱۲۷ پر
ان کی نقل کردہ روایات نہیں ملی۔ الگ چہ بماری چوک ہوتی
بھی اس میں تو کوئی شک نہیں کہ صاحب مدارک نے یہ راست
اُس سورہ مائدہ والی آیت کے ذیل میں توہر گز نقل نہیں کی جسے
منکریں ظلم مستدل تباری ہیں اور جس کی بخشش چل رہی ہے
مدارک میں نور کے دونوں بھی مصادر ایعنی محمد اور متزل
ملئے گئے ہیں لیکن محمد ملتے کی صورت میں دی یہ تشریع پیش کی ہے
جو دریگ مفسرین کرتے آ رہے ہیں۔

کہ نیو ای یا (الزم مائتھی مکمل
بین الا مختار و هو القرآن) میں ظاہر لا عیاذ۔ اور وہ قرآن
ہے۔ اور ہائی پرے ہے یہ بات کہ نور
اور کتاب مہین (دمیان) عطف
تفسیر یاد ہی میں محمد
صلحی اللہ علیہ وسلم اور
نور اگل کو نہیں کا شفیں
تھی کفر کی سیاہیاں دوڑ کرئے
ظلمات الکفر۔

کسی بھی اللہ کے بنت سے کو عقل نہیں آ رہی کہ تو رستے
نو بھتی مراد یکرسا یہ غائب کریں۔ وہی معنوی فروہی دین
تھی۔ حالانکہ اگر واقعی حضور کا سایہ نہ ہوتا ان مفسرین کے خیال
میں ذرا بھی ملتے کے قابل ہوتا تو نہیں تو حق دشوق سے وہ
اس آیت کے ذیل میں خود اس کا ذکر کیا رہتے۔

مدارک التنزیل [اسے تفسیر النبی بھی سمجھتے ہیں۔ اس کے سلسلہ
پڑھتے عثمان سے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضور کا مایہ نہیں
تھا اور حوالہ دیتے تفسیر مدارک جلد ۲ مطبوع مصر کا۔ جہانگ
ہمیں علم ہے مدارک التنزیل ہی علی حقوقوں میں وہ معروف
تفسیر ہے جس کا مصداق لفظ "مدارک" کو صحیحاً سمجھا جاسکتا ہے
لیکن اس تفسیر کی جلد اول ہی میں سورہ مائدہ حتم ہو گئی ہے
سائز چوچنگ ٹری ہیں اور چھاپہ بھی دی ہی باریک مصروفی میں
کا ہے لہذا یہ بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ کامی صاحب
کے سامنے کوئی دوسرا ٹیشن چوچا جس میں جلوہ اول کی بات
ڈیپر سو صفحات آگے جلی گئی ہو گی۔ اس تفسیر کے تو جزاہی
چاریں اور پہلا جز سورہ مائدہ کو شامل ہے۔ جلد دو صفحہ ۱۲۷ پر
ان کی نقل کردہ روایات نہیں ملی۔ الگ چہ بماری چوک ہوتی
بھی اس میں تو کوئی شک نہیں کہ صاحب مدارک نے یہ راست
اُس سورہ مائدہ والی آیت کے ذیل میں توہر گز نقل نہیں کی جسے
منکریں ظلم مستدل تباری ہیں اور جس کی بخشش چل رہی ہے
مدارک میں نور کے دونوں بھی مصادر ایعنی محمد اور متزل
ملئے گئے ہیں لیکن محمد ملتے کی صورت میں دی یہ تشریع پیش کی ہے
جو دریگ مفسرین کرتے آ رہے ہیں۔

سورة الحزاب رکوع ۴۔
یا ای عالیٰ حی کیا ای عالیٰ ملک
شاهد اُمّۃ میتھا اُمّۃ نبیا
رَدَ اعْلَمَا لِلّٰهِ بِمَا ذُنِّهَ
وَسَرَّا اجْمَعِینَ ۖ

۴ + ۴ = ۸

چدراغ۔

غور کیجئے ان آیات کے سیان و سباق اور زبان و ادب کے
قرائیں اور بلغت و اصطلاح کے تفاوتوں کی روشنی میں کیا کوئی
غیر ماذدار ذہنی تصور بھی کر سکتا ہے کہ سورا جنریل کا استعارہ
کے حضور کے بعد احمد کا سایہ ہوا مترشح ہوا، لیکن اس کے
سوابھی کو اپنے فرمایا جائیں کہ حضور کو سراج میں کہا گیا تو
اس چدراغ کی روشنی اور زیست حادثہ ہی دین حق اور اسلام و اسلام
کی معنوی روشنی اور حکمے حس کی قیمت قرآن نے جلد مذکور فوسس سے
کیست اور تقبلی آیات میں بھی تسلیم ہو چکے۔ ایک حکم
تھی انشاً اللہ امّتی إلی النّبی وَ تَكَالَّعَ عَلَیْهِ عَصْبَیْنَ اندھروں سے ابھلے
میں، یہ اندھیرے اور آجاءے آخر کیا ہیں ہے کیا اندھروں سے یہ
مطہر ہے کہ رسول اللہ کی بعثت سے قبل سوچ نہیں نکلا تھا۔
یا کلماً تھا تو رہشی نہیں دیتا تھا اور تمام عالم پر سیاہ رات طاری
رہی تھی۔ ظاہر ہے کہ دیوانے کے سوا ایسا کوئی نہیں کہہ سکتا۔ ابھر کو
سے کفروں خرک اور جہل و طغیان کی معنوی تاریکیاں مراد ہیں اور نور
سے لازمی طور پر ایمان و اسلام کا معنوی احوال مقصود ہے تب کلی
آیت میں حضور کو سراج نبیر کہنے سے کیا زمی طور پر یہی معنوی رفتی
نمہوں نہ ہو گی۔ حضور مظلوم ہے لشکر تھے سچ جو کچراغ ہیں تھے۔
بطور استمارہ ہی اخیں چراغ کیا گیا۔ لہذا جو رہشی اس چراغ
سے خارج ہو رہی ہے وہ بھی اُس رہشی صیحی حصی وظاہری
نہیں ہے سلطی جو سچ جو کے چراغ سے نکلا کرنی ہے۔

لیکن مسکریں ظل عقل و ہوش کے ابتدا فی تلقافت نکل کو
نظر انداز کر کے ہائک لکا۔ تھے کہ سراج نبیر کہا گیا تو حضور
نور نبات ہو گئے اور نور سبیط ہوتا ہے اس کا سایہ نہیں ہو سکتا
ہے اُپ کا بھی سایہ نہیں تھا۔ عقل کی اگر اب و اذما کے
اسالی پبلیغ کا دماغ نہیں رکھتے تو کم سے کم اتنا ہی سچ ہیں کہ

متفقہ اتفاق سر اور بھی ہیں جیسیں میں جیسا کہ کہیے، لیکن
فی الوقت اتنے ہی پر اتفاق اور نہیں۔ آپ نے دیکھ لیا کہ مسکریں ظل
تھے ہیں اور مسکریں کا استعمال بنایا تھا اس کے باسے میں جامی ضریب کیا
کیتے ہیں۔ اسی مسکریں کا استعمال کتنا پاک درج ہے۔ اب اسی استعمال
و درسی آیت (سواراجہ ممنیرا ولی) پر لفظیتے قبل ایک
اوہ آپ نہ ذکر کر دیں جس بعثت بعض لوگوں نے استعمال بنائیں کوشش

کی ہے۔ سورة نسائم رکوع ۲۷ میں ہے:-

لَمْ يَأْتِكُمْ مِنْ أَنْتُمْ قَدْ جَاءَكُمْ ۚ لَكُمْ نُورٌ مَّا تَرَى
مِنْ رُّحْمٍ ۗ إِنْ تَبْتَغُوا لَكُمْ مِمَّا أَنْتُمْ نَافِعُ ۖ کی طرف سے ہے اُن آیت میں اور جم
الیک مکرر سرا اٹھیتے۔

ناتالیا کیا ہے تم پر تو نہیں۔

اس میں نور میں سے مراد تو قرقیباً سمجھی مفسرین فرقلن اور
دین حق یعنی ایں اور بے عان سے بعض لوگوں نے رسول اللہ کو
ذاتی گرامی مزادی ہے۔ ہر زینہ مسکریں ظل سکتے اسیں کوئی
دلیل نہیں نور میں فتنی طور پر قرآن کو کہا گیا ہے۔ یعنی مسکریں
خوب جانتے ہیں کہ اس آیت سے استعمال دو قسم ہے کی نہیں بلکہ
سکتا۔ بچانیجہ کاظمی صاحب نے تو اسے پیش ہی نہیں کیا ہے اور جو
بعض لوگ پیش کرتے ہیں وہ بھی بھائیتے دوڑتے کہ سنتے والا
اگر ان کے تو لیا کہندا اور اعتراض کرے تو جلدی سے با
پلٹ دیں۔

ام معاوِجاً ممنیرا ولی آیت ملا نہ افریمیتے۔

سورہ الحزاب رکوع ۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:-

وَمَنْ هُبَطَ مِنْ حَمْيَنَةٍ فَمِنْ أَنْدَلَ اس کے فرشتے۔

ناکر مکان تھیں اندھروں سے اجسے ہیں اور

بیٹہ داریاں داریوں پر۔ اب ان جنیں دو دلائل کو

لیں گے تو دلائل کی سلام ہو گی (یعنی ایمان پر

سلام کیجیے گا۔ فرشتے بھی سلام کرتے ہوئے آئندے

اور وہ باہم بھی ایک دوسرے کے لئے سلامتی کے

خواہاں ہوں گے) اور تیار رکھا ہے ان کے لئے

عزت اللہ الہم ز

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:-

اور الگر سورج سے نہیں بلکہ اسی چراغ سے نشید مانی جائے جو چھڑوں میں جلتا ہے تب بھی حضور کے جسم مبارک کا حضور اور مادی ہی ہوتا تابت ہوتا ہے جیسا کہ ہر چھڑو چراغ کی مادیت سے واقف ہے۔ اگر تو حضور کو زور ہی فرض کر لیا جائے تب بھی چراغ تو جائے خود ٹھوس اور مادی ہی رہے گا چاہے اس کی لر سے کتنی ہی روشنی نکلے۔ زیر بحث ایت میں اشیاء چراغ سے دی کی ہے کہ روشنی سے۔ میر چراغ کی صفت ہے نہ کہ خود شہر ہے۔ انسوس ہے ان لوگوں بر جوان بد ہی امور کو پس پشت ڈال کر الفاظ قرآنی کو اپنی خواہشات اور رائے کے ہاتھوں کا گھونو بناتے ہیں۔

الحمد لله کہ منکرین ظل کی "اصلی دلیل" کا بے نہیں اور قطعاً ہو ائی ہونا اہل من الش恩 ہوا۔ اب الصاف فرمائے کہ ب دلیل ہی ہو ائی بلکہ اٹھائی ہو تو شوابد و متویدات کیا کام دیکھے دو امر ایں کو چھاکر سئی ہے مگر دوے کو نہیں جلا سکتی۔ اصول اتو منکرین کا دعویٰ اس حد تک باطل ہوا کہ اب شواہر پرستگوں حاجت ہی نہیں رہ جاتی، لیکن یہم دھلانا چاہتے ہیں کہ ان کے شوابد بھی ایسے ہی ہیں جیسی یہ اصل دلیل ہی اور بقیدار ہی نہیں، ان کی پوری تعمیر ہی خیالی قلمبر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ دما التوفیق اللہ بالمال۔ الحمد للہ من انشاء اللہ "صویت" لی بحث ہوئی۔

خود چراغ سراپا اور نہیں ہوتا بلکہ تو ایک مخصوص مادی جسم ہوتا ہے جو الگر ہو پر میں رکھ دیا جائے تو اس کا سایہ بھی لا رہا پڑے گا۔ یاں جلاتے جلتے پر اس کی روشنی بے شک بسیط اور لطیف پرستی ہے۔ تو اللہ کا حضور کو چراغ کہنا خدا اس بات کا شاہراہ ہے کہ آپ تو بیس طرز تھے بلکہ چراغ کی طرح ایک مادی جسم رکھتے دیے تھے جس جس طول عرض اور عمق سب پھر پڑتے ہے اور جو روشنی کی راہ میں حائل ہو کر سایہ بھی ضرور دیتا ہے صفتِ حضور الگر دھاندنی سے نور حستی پر پی جھوں کر لی جائے تب بھی خود چراغ کا مبدل ہو نور ہو جائے کون ہو شمندگان کر سکتا ہے۔

قرآن میں "سراج" کا لفظ تین جگہ اور ایسا ہے۔ سورہ فرقان آوح اور نہار میں۔ تینوں ہی جگہ اس کا مصدر ارق صریح طور پر "سراج" ہے۔ اس لحاظ سے الگر بخیال کر لیا جائے کہ رسول اللہ کو سورج سے اشیاء دی گئی ہے تب بھی یہ لغوبات کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حضور کے سے سورج کے تمام ویازمات تابت ہو گئے تو جو تشبیہ صفتِ غالبه پڑا کرتی ہے۔ سورج کی صفتِ غالبه روشنی پھیلانا ہے۔ اسی صفت کے لحاظ سے حضور کو سوراج میز کر دیا گیا اب الگر کوئی ادمی منکرین ظل کے طرح یہ دعویٰ کرنے لگے کہ حضور حقیقی خوبی میں سورج بن گئے تو اسے آپ دیواری قرار دیں۔ مگر میر آپ یہ بھی اچھی طرح بھیتھے ہیں کہ حضور کی روشنی سورج کی روشنی صیغہ خواہ ہری راستی نہیں۔ نہ ایسا ہوا ہے کہ حضور کی حیات میں کبھی رات ہی نہ ہوئی۔ مگر دس بیس ہزار میل کے رقبے میں تو کجا دو چار میل میں بھی بلکہ خود دونلکھہ ہوں۔ میں بھی اسی طرح ہر دن کے بعد کالمی رات آتی تھی صیغہ آج آتی ہے اور سب لوگ اپنے کام کا ج کرنے اسی طرح ترکیج کے چراغ جلانے پر حضور ہوئے۔ تھے جس طرح آج ہیں۔ کوئی جسم حضور سے وہ حصی روشنی نہیں بلکہ تھی تھی جو سورج کی طرح تو پیچا نہ بلکہ بکھلی۔ سچتے تو سچل اور جراغ کی طرح ظاہری اندھرے تو بو در کرتی رہے۔ تو روشنی پھیلانے میں سورج کے مشاہر فراز دینا اس کے سوا کہا معنی رکھ سکتا ہے کہ روشنی سے مراد دین ہی اور بہارت اور علم صحیح کی معنوی روشنی یہ جس سے مفروضہ کی تاریکیں دور ہوتی ہیں۔

بکھلی کا خلاف نمبر اب بھی مل سکتا ہے قیمت ایک روپیہ

سادہ ڈاک سے منگانے کیلئے ایک روپیہ دوائے اور رکھنے والے کیلئے ایک روپیہ دس آنے بھیجی
منیجس ہلکیہ بکھلی (یونڈا (لیوپنی)

چند عکس کتابیں

ایم باب سے ناد اتفف رہنا ہے جو بہت بڑی محرومی ہے
جلد چارہ پرے

کتاب زندگی امام جماں کی الادب المفرد کا اردو
از جو بہترین افلانی کتابات پر متمال حادیث
کا ضمیدہ جو عرب کے جام امام جماں کی رحمۃ الشریعہ ہے۔
قیمت مجلد تین روپے

عظمت اسلام از اکبر شاہ تجیب آبادی:- نین فتحیم
جلدوں میں مکمل یہ مشہور زمانہ تاریخ
تعداد کی مندرجہ ہیں ہے۔ پاکستان میں عمدہ کاغذ اور دشمن
مباخت و کتابت کے ساتھ چھپی ہے قیمت فی سیٹ مکمل د
مجلد چھیس روپے

حیات و حید الزمان احادیث کے نامور متقدم علماء
و حید الزمان کے علمی و عملی
کارناموں کا مفصل تذکرہ۔ میا کار اہل علم کے تذکروں میں ہونا
پر خستا بہت کچھ قریبی معلومات بھی ہم رستہ ہیں۔

مسند خلافت بہادر خواجہ ایں مسلم
از مولانا ابوالکلام آزاد
ساطر جعلیں روپیے
مجلد تین روپے

روضتی فرقہ نسیون
از مولانا عبید الدین سندھی
از سید جمال الدین افغانی
ڈھانی اور دیپے

انتقاب صحاح سنت عنوان القلاب
آٹھوواحدیت کا بیش بہاذیرہ سورة شکر کی انقلابی تفسیر
مجلد پانچ روپے دو روپے

رفیق سفر یعنی شریوت کی روشنی میں سفر کے آداب اخلاق
قیمت صرف آٹھ آنے

ملکیت تحریکی دیوبند یوں

مناسک حج شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے حجہ بر انشان
علم سے حج کے ایم ترین موضوع پر معتبر
ترین کتاب قرآن و حدیث کے سهل جواہر کا گنجینہ احادیث کیلئے ایک
اور بزرگ کے اضافات بھی ہم رشتہ ہیں۔
قیمت مجلد تین روپے

اسلامی فقہ زمانہ حاضر کی سلسلہ شکوفتہ زبان میں لکھی گئی مقید
ترین کتاب حصہ اول طہارت، نماز، روزہ اور
صلوٰۃ نظر وغیرہ کے جملہ ضروری مسائل پر مشتمل ہے۔ قیمت
دو روپے سات آنے۔ حصہ دوم رکوٰۃ اور حج کو حاوی ہے قیمت
ایک روپہ پانچ آنے۔

حضرت سوم چار روپے۔ حضرت جیاہم ساڑھے تین روپے۔
مکمل سیٹ رعا یتیا گیارہ روپے

کتاب الوسیلہ اربیت عربی تصنیف اور دیباس
میں قریت اپنی کیلئے جس وسیلہ کی تلاش کا حکم قرآن نے دیا ہے وہ کیا
ہے؟ اس کا شافعی و کافی جواب بہترین دلائل کے ساتھ اس گراماہ
کتاب ہیں، یا ایسا ہے شرک و بدعت کی سیچ کرنی اور سنت کی تائید
قیمت مجلد نور دو روپے

ابن ماجہ اور محدث ایں ماجہ صاحب اس کی تبعیع
کتاب پر اس کے جام ایں
ماجہ نے پائے کے حدود لگانے ہیں۔ ان کی تفصیل بولنے کے ساتھ
اوس کتاب میں تدوین حدیث کی مفصل تاریخ اور ان جان نشانوں
کی روادیں کی گئی ہے جو محظیں نے صحیح حدیث کے مسئلہ میں گئیں
کیا معلومات کا خزانہ۔ جلد آٹھ روپے۔

مذکورہ مجدد الف ثانی متعلق بہترین متعففان اور سیر حاصل
مذاکرات کا میش بہا مجموعہ۔ اس کتاب کا شیرضا اینجی زرین تاریخ کا ایک

(اذ مولانا تاج فرود حمد)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

کریے کہ عزیزہ کی مسماں پر اتنی صفتی دفعہ کتاب کیا اسی سلوب کی سخن بخوبی جوہ معاشرت سفرے اور کھانے پے شک، افسوسات خطاوں کا پڑتا ہے۔ مولا نامودودی سے بھی فرمائے گئے ارشادیں اور نظریں ہر سمجھی میں مقصود اگر قدر پرواہی نہ ہو تو اخیں ان کی تلفیزوں پر منتظر کرنے کا بہتر اسلوب بھی ہو سکتا ہے۔ غلطی کا اعتراف اور اصلاح کرنے کی سہیں ہیں جیسا کہ ان کی تحریروں کے پڑھنے والے جانتے ہیں۔ میں یہاں دو ایک مثالیں پیش کر دیں گا۔

اپنے ہاتھ لے ترجمان القرآن رحیب تاریخیان شریح مطابق سعیر تازمہ رسالہ علیہ نکھتے ہیں

”اویک دست نے میرے مضمون حقوق از و جین کے اس فقرے کی طرف توجہ دلائی ہے

”اب اگر کوئی شخص پارہنچنے کے بعد اسکر جو عکس ہے تو گویا وہ اس کی تہلیت میں افادہ کرے جو کتاب اس طرح کی تحریر کی ہوئی جسے صرف تجاوز ہے“
فی الواقع خط کشیدہ الفاظ لکھنے میں مجھے چوکر کی ہی نیتیں جس قول سے اختلاف کرتے ہوئے میں نے یہ الفاظ لکھنے ہیں وہ حضرت عائشہؓ سے مردی ہے اور حضرت علیؓ اور عرضے تھی ایک قول اسی معنی میں سنقول ہے پیچے اس سوت سے کہیں نہ بے احتیاطی سے اس قول کے خلاف ایسے الفاظ لکھ دیتے ہیں جن سے ان بزرگ ہستیوں کی شان میں صوراً و ادب کا ہم لوگوں کا

ناظریں ازدواہ کرم اس فقرے کے قلمروں کے کیا اھمیت تھیں۔
”اور یہ اضافہ بیظاہر کتاب الشرکی مقرر کی ہوئی حد سے زائد ہے“

نمونہ دوم ”حقوق از و جین“ مولانا مودودی کی مشہور کتاب ہے۔ ایک مرتبہ مولانا کی طرف ذیل کے کردہ فقرے منسوب ہے کئے گئے یہ لکھا کہ یہ ”حقوق از و جین“ کا اتفاق ہے۔

”فیہا کاتالوں نہایت سخت ہے۔ وہاںی مختیوں کی بیوی سے بیویوں کی زندگیوں کو تباہ کرنے والا ان کو بہا اخلاقیوں کا پلا کرنے والا اور ان کو مرد بنا نے والا ہے اس لئے وہ خدا کاتالوں نہیں ہو سکتا۔“
”متقدیر حقوق از و جین مانعزاً از عدالت جدید مخفی ہے۔“
منی ۱۹۷۸ء (جلد ۴)

ظاہر ہے کہ اس طرح کے دھنستاک فقرے لکھنے والے سکھن میں لوگوں کی راستے مختینی بھی خراب ہو جائے کہیے۔ اب عام لوگوں کو کیا معلوم کریے الفاظ مولانا مودودی کے ہیں ہی نہیں بلکہ ان مضمون کا ایک حصہ ہیں جو ایک صاحب مولوی کی صیبہ اور کپر اون کا نسلے مولانا مودودی کے مضمون پر تقدیر کرنے ہوئے تھے کس قدر بد دیانتی کی بات ہے کہ کسی شخص کی کتابی ایک ناپاک اسم کا مغلیرام اخذ کر کے اسے اپنے الفاظ میں بدل سے بد نہ اسلوب میں جیان کر سے کہا جائے کہ یہ صاحب کتابی کہا ہے۔ مولوی نذیر احمد نے ”فتوا مودودیت“ کے صفحہ ۳ و ۴ پر اشتھوال الجیز سرقی دی

”ظل عورتوں کو بد اخلاق اور مرتد بناتی ہے“
گویا انہوں نے لوگوں کو یہ بتایا کہ مولانا مودودی الیسا کہتے ہیں حالانکہ یہ کمر وہ تیوں نہ لفظاً مولانا موصوف کا ہے نہ معا۔ یہ تو عناوی و تعبیب کے ان متعفن جھاؤں کا بخوبی ہے بہرتوں کے تاریک گوشوں سے ابھر کر قلم کی توک پر آگئے ہیں۔ حقوق از و جین آج بھی بازار میں موجود ہے جسکا جیسا ہے اسے یہکے لئے اور فیصل

بے جوں نے بیان کیا ہے، چنانچہ میں نے
حقوق ازوں کے ایڈٹشن میں جوزیر طبع ہر
اس مقام کی اصلاح کر دی ہے، جن اصحاب کے
پاس اس کتاب کے پڑائے ایڈٹشن ہیں وہ بھی
اپنے تحریر میں اصلاح فرمائیں اور
آن صاحب کو جزاً فیریتے تحریر میں جوں نے میری
اصلاح کی گوشش فرمائی؟

(ملاظہ ہر ترجمان القرآن جادی الادلی ملک حفظ و روایت)
ان تینوں مثالوں سے کس پری حقیقت ظاہر ہے، ہرگز کہ
مولانا مودودی اپنی کسی غلطی کے اعتراف اور اس کی تعمیم
نہ ہو دی ہے، نہ مخوت کیش، اگر اعتراض کرنے والے مصلحاء
اپرست اور بدر داد نسب و پیچے سے ان کی خطاؤں پر اعلیٰ
رسکھتے تو فراق و افتراق کی بجائے ردا داری و دوستی کی فہما
پیدا ہو سکتی تھی لیکن ایسا ہیں کیا بلکہ جن اعتراضات میں کوئی
درون ہو سکتا تھا ان کے ساتھ اہم افتراق کے دفتر تھی تا اے
گئے اور یہیں کرنے کا اسلوب ایسا تنالک رہا کہ کوئی بھی سلیمانی
آدمی اس کی طرف توجہ کرتا بھی پسند نہ کرے۔ ملکے کوئی شاہ
میں ہم نے، بھی جس غلطی کے اعتراف و اصلاح کو پیش کیا اس کے
دوس سال بعد مولانا عبدالرشید محمد گلگوہی اس غلطی پر سخت
ردیا رک کر لیے ہیں!

ایک مرتب تفہیم القرآن کی تفسیر میں ایک آیت غلط طور
پر درج ہوئی جس کی وجہ سے ترجیحی غلط ہے۔ ہر ٹھیڑا صابر
آدمی کو سکتا ہے کہ کوئی مفسر جان یو جو کہ آیت غلط ہیں لکھ
سکتا۔ دشیک اور ترکتا بھی کوئی شخص پر فرب کر سکتا ہے کہ کوئی لفظ
گھٹایا پڑھا سے لیکن قرآن ایسی کتاب ہے جسیں حرف و اعلفے
سے زائدہ اٹھائے کا تصور دیوانوں کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔
اگر کسی نے آیت غلط نقل کر دی ہے تو کیونز پر درد بکش دشمنوں
کے سماں کسی شخص کے دلیں یہ گھان ہیں لذر سکتا کہ یہ غلطی جان یو جو
کی تھی ہے لیکن مولانا مودودی کی ناد اسنے خطاب کہ: الست
تفہوم فراز دیتے ہوئے پوسٹر اور بیفلٹ شائع کئے گئے
کہ دھرف قرآن ہیں۔ دیکھو جما عنعت اسلامی قرآن میں ہر ٹھیڑ

الله اس غلط کو اہر عطا فرمائے تھے لہجے میری
غلطی پر منتبہ کیا؟

اسی کتاب کی درسری غلطی کی اطلاع پا کر ترجمان القرآن
رجب تاریخانہ منیری میں رکھڑا ہے۔

"اس مضمون" حقوق ازوں میں تین مقامات پر
طلاق باشیں کا الفاظ اس طلاق کے لئے استعمال کیا گیا

بے سے نہیا، اپنی اصطلاح فاضل میں غلطانگی پتھے
ہے اور ۲۹۵ ص ۲۷۵ ص ۲۵۵ ص اس سے بعض عکسات

کو غلط فہمی ہوئی۔ کیونکہ نقہبی کی اصطلاح میں باشیں اس

طلاق کو لکھتے ہیں جس سے زوجین کا ازدواجی تعلق
متقطع تو ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ دریا رہ نہ کرنا

چاہیں تو کہ سکتے ہیں اور وہ طلاق جس کے بعد عورت
دوبارہ اس شوہر کے نکاح میں نہیں آسکتی تا و تینکر

اس کا نکاح کسی اور غصہ سے ہو کر فرقت واقع نہ
ہو جائے اس کے لئے نعماتی اصطلاح میں غلطانگی

لفظ ہے میں نے طلاق باشیں دوسری قسم کی طلاق
کیا اور لوگوں کو گمان ہو اکر میں یہ

لغط فہمی کی معروف اصطلاح ہی میں استعمال
کر رہا ہوں، مناسب ہو کر اس ضریق کی مقامات

ذکور درد بہ فوت کر لیا جائے؟"

وہ کتاب کی تفسیری غلطی سے مطلع ہو کر تحریر فرمائی ہے۔

"پچھے دلوں صوبہ سرحد کے درویے کے
سلسلہ میں زیارت کا کام صاحبی کے مقام پر ایک

صاحب سے بچے ایک وقوہ یا تھا جسیں میری
کتاب، حقوق ازوں میں کے ایک مقام کی غلط

پر انہوں نے مجھے منتبہ فرمایا تھا میں نے دوسرے
سے واپس اکر اس مقام کو دیکھا اور احکام القرآن

لیکھاں کی اصل عبارت سے جسکا حوالہ دیتے ہوئے
میں نے وہ سلسلہ تھا اسکا مقابلہ کیا معلوم ہوا

کہ تی الواقع اس بگر مجھ سے غلطی زرد ہو گئی ہے
اور احکام القرآن کی عبارت کا وہ مشاہدہ

حقائق کی تینی اور علم کی ترقی بغیر اس کے مکن ہی نہیں
کہ اپنے علم ایک دوسرے سے کامیاب پر متقدی کرتے رہیں
اوچون گولہ بخنزید کیا ہے وہ علامت کا پدار چوڑ
کہ ایک طالب علم کی طرح استفادہ کی کوشش کرے۔

ایضاً "روان" لاہور کے پیر کا ایک مضمون
۲۶ رجوع کے "نواب پاکستان" میں شائع

نمونہ سوم

ہوا جسکا عنوان تھا

"مباحثت اسلامی کا شریک پر خلاف اسلام تصورات پر
مشتعل ہے"

اس میں مولانا حودی کی کتاب "بجرد قدر" سے صفحہ کا حوالہ دیکھ
یہ افاظ نقل کئے گئے۔

"میرے نزدیک اسلام بجرد قدر ہے ایمان نہیں ہے
اور اس کی حیثیت ایک مسئلہ کی ہے"

اور سوال کیا گیا کہ آپ نے کس ذریل کی بنابر قضاۃ قادر کو ایمان
سے خارج کیا ہے؟

اس پر پھر تصریح کرنے کی بجائے اچھا ہے سُلْطَان
مودودی کا جواب نقل کر دیں

"آپ نے میری کتاب "مسلم" "بجرد قدر" کے جس
فقرے کا حوالہ دیکھ پر یہ الزام لگایا کہ تم قضاۃ قادر
کو جزو ایمان نہیں سمجھتے وہ فقرہ میری عبارت کا
ہے، بلکہ اس شخص کی عبارت کا ہے جس کے متعلق
کہ جواب میں ہی نے یہ کتاب لکھی ہے آپ کے

اس سوال کے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا آپ نے
میری اس کتاب کو خود نہیں پڑھا یا پھر آپ اتنا

بھی نہیں جانتے کہ ایک شخص اچھی کسی تحریر کے دریں
جس عبارت کو خاصی تحریر کر تو میں کے درمیان

نقل کرنا ہے وہ اس کی اپنی عبارت نہیں ہوئی بلکہ
دوسرے شخص کی عبارت ہو اکٹی ہے۔ اگر آپ نے

یہ کتاب خود نہیں پڑھی بلکہ کہیں سے سن ساکر اس
فقرے کے حوالے سے پھر ایک الزام جسماں

کہ راہے تو آپ خود ہی سوچ لیجئے کہ یہ حرکت کر کے

کر کے اپنے نشا، کے مطابق ڈھالنا یا ہتھی ہے۔ وغیرہ۔
اس پر مولانا مودودی نے جو کچھ لکھا وہ ترجیح القرآن
جہادی الادیتی تاریخ مطابق مارٹن نامی شاہزادہ میں دیکھا
جا سکتا ہے فرماتے ہیں۔

"دوسری مثال جو انہوں نے دی سے اس کو آپ
دیئے ہوئے حوالے سے میں اپنی پڑھتے ہو کے
ترجیح ان القرآن میں تکال کر دیکھا اور معلوم ہو اکیرا
ذیت نقل کرنے میں، تھی بھلے سے سخت ملکی ہرگز
سہی اور انسوس سہی کہ اس ملکی کی وجہ سے ترجیح
بھلی غلط ہو گیا ہے اس ملکی کو اپنے تیرہ سال ہوئے
اس دو راں میں آجتنک میری ہی مٹکا اس پر پڑی
اور ذکری سے چھکو اس کی طرف توجہ دلائی۔ معتبر مل
بزرگ کا مشکر یہ کہ انہوں نے اس دیدہ مرزا ہی کیسا
میری خطاؤں کو نلاش کرنے کی کوشش کی اور اسی
سخت ملکی پر ان کے ذریعہ بھی تیہس ہوا اللہ تعالیٰ
جیہے معان فرمائے دیکھی پڑھتا ہے کہ یہ سہو خدا
یا دامتہ تحریف۔ بہر حال میرا محال تو ملٹے ہے
معتبر مل بزرگ اگر پہلک کو حاکم حقیقت پہنچے ہیں تو
انہیں پھر ا اختیار ہے کہ اس کو دامتہ تحریف
قرآن کے بجزم کیا ایک مکلا ہوا ثبوت کہ کر
لوگوں کے سامنے پیش کریں اور اسکا چلتا فاءہ
اس دنیا میں اعتماد کئے ہوں اعماقیں۔"

بجا معتبر اس کو قبول کرنے کی مثالیں مولانا مودودی کے
یہاں بہت ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا اندراز لنظر اور ذکر
ترجان القرآن ریبع النّعیم میں تحریر کے مندرجہ ذیل تنبیہاں
میں دیکھئے۔

"ہم دلی مشکر یہ کیسا نہ اس کو تبلیغ کرتے ہیں،
دراعمل کوئی انسان خطأ اور فخر میں سے پاک نہیں،
فضلی جعل طرح دوسرے سے چو سکتی ہے ہم سے بھی بچتی
ہے اور دیانت کا تلقینا، یہ ہے کہ جب ہم کو کسی لغرض
پر مستین کیا جائے تو فوٹا ہی اپنی اصلاح کر لیں۔"

نہ مژوت چلے گی۔ لکھی کا نسب بوجھا جائے گا۔ دہان تھر ایمان اور نیک عمل کی بوجھہ بولی جس کے پاس یہ سامان ہو گا وہ حقت ہیں جائے گا اور جس کے پاس ہیں سے کچھ بھی نہ ہو گا وہ نامرد و نزدیک میں ڈالا جائے گا۔

اب آپ پھر مولانا مودودی صاحب کی زبانی خصوصیتی:-

”خداون لوگوں کو نیک ہدایت دے جو درودوں کی طرف غلط ایضاً نہ سوپ کر کے دنیا سبھی عالم ہیں اور ان کے قولوں کو یہ مخفیہ ہوتے ہیں وہ کم کے منشاء کے خلاف ہوں۔ اگر الزام الٹھے اولے بزرگ کے دل ہیں حند کا بچھوڑ ہوتا تو وہ استیمار کی شفاعت سے پہنچ جو سے لکھ کر بچھے سئے تھے کہ تیری ان خوار توں کا کیا منتظر ہے اور شفاعت کے بارے میں تیرا عقیدہ کیا ہے، میری ہون عبارت کا معمتنی اور شفاعت کے مکار ہیں۔ اندراز جس قدر گھنیا اور سوچیا اختیار کیا گیا اس کا اندازہ استیمار کے عذان سے کیجئے۔“ مودودی کی کاشف افت سے صفات انکار اور اپنے معتبری و غاربی پرستی کا اقرار اور جو مسلمان عذان کا عقیدہ رکھے مودودی کے نزدیک اسکی بے ایسا ہونا۔

دوسری عمارت میں ان تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت و سالت کے آغاز میں ہشتر کیں ملک کو خطا پے کر کے ارشاد فرمائی تھیں، دونوں میں سے کسی مقام پر بھی اسلام کے عقیدہ شفاعت کو بیان کرنے کا موقع نہ تھا۔ آخر کافروں اور مشرکوں کے مسئلہ میں اس شفاعت کا ذکر کیوں کیا جاتا جس کے سنتی صرف ایمان ہیں، کافروں اور مشرکوں کے محاصلہ میں جو کچھ ہیں۔ لکھا ہے وہ دو ہی تہذیب و تازانہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ﴿تَقْوَىٰ إِيمَانُهَا لَمَّا تَجْنَحَتِ الْأَنْفُسُ عَنِ الْفَسَادِ شَيْءٌ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَذَابٌ وَلَا هُنْ مُنْصُرُونَ﴾۔ رہا اسلامی عقیدہ شفاعت تو وہ مسماں و حدیث کو رد کے ہے کہ تمہامت کے روز

آپ کی سی محنت بے انعامی مر تکب ہوئے ہیں اور اگر آپ نے اس کتاب کو خود پڑھا ہے۔ اور پھر بھی آپ یہ نہیں سمجھ سکے کہ جس عبارت کا ایک فقرہ آپ نقل کر رہے ہیں وہ میری عبارت کا ہیں بلکہ سائل کی عبارت ہے جسکا جواب دینے کے لئے یہ نہیں نقل کیا ہے تو آپ خرمائیں کہ اس قابلیت اور سمجھ بوجھے کے آدمی کو آخر کی غزوہ روت پڑھے گے اور استیمار سے بڑے مسائل کے متعلق دوسریں کے عقائد کی محنت اور عدم صحت کا فیصلہ کرنے میں جسمائی۔“

نحو شپھرام | خدام اپل سنت والی عبادت (جنگ بازار لاہور) سے طوفان انحصاری کہ مولانا مودودی خارجی و معمتنی اور شفاعت کے مکار ہیں۔ اندراز جس قدر گھنیا اور سوچیا اختیار کیا گیا اس کا اندازہ استیمار کے عذان سے کیجئے۔“ مودودی کی کاشف افت سے صفات انکار اور اپنے معتبری و غاربی پرستی کا اقرار اور جو مسلمان عذان کا عقیدہ رکھے مودودی کے نزدیک اسکی بے ایسا ہونا۔

پھر ترجیحان القرآن جلد ۲۶۔ ۱۔ ۲ کے معنون سے لطفور ثبوت ذیل کی عبارت نقل کرتے ہیں۔

”اس طرح آخرت کو مانتے کے معنی صرف یہی ہیں ہد کہ آدمی یہ بات مان لے کہ ہم مرے کے بعد پھر انہا کے جائیں گے بلکہ اس کے ساتھ ہے ماننا بھی ضروری ہے کہ دہان کوئی سفارش کوئی قدری اور کسی بزرگ سے منصب ہونا کام نہ آئے گا اور نہ کسی کافرہ میں سے گا فدا کی عذر المحت میں بے لاگ انسفاف ہو گا اور آدمی کے ایمان و عمل کے سوا کسی چیز کا لحاظ نہ کیا جائے گا۔ اس عقیدے کے بغیر آخرت کو ماننا لا احتمل ہے۔“ اور مودودی کتاب تعلیمات کے سفر علیہ پر ہے اس عادل حقیقی کے باہم کوئی سفارش کام آئے گی

طوبی خلیبے ہے جس میں آپ حرم خیافت کی سفر
پیمان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز
یہ خان لوگ اس حالت میں آئیں۔ لکھ کر ان کی زبان
پر ان کا خیانتی سے حاصل کیا ہوا مال لے گا اور
وہ مجھ پکاریں گے کہ یا رسول اللہ، الخاتم دین و حبل
سیسری مدد فرمائے۔ مگر میں ہو جو بزرگ نہ کرنا
آملنگ لفٹ شیئاً فدا بدھنٹ دیں تیر پڑے
چھپے ہوں کر سکتا، میں نے تھوڑا تکھدا کہ بینا ہوئی دیا
محض۔

ملاحظہ ہو مشکوہ باہم قیمت انتقام
والخالوں فیہا۔

ترجمان الحستران حرم ۱۳۵۷ھ ذیحرث ۱۹۷۸ء
رسائل دسائل جلد دوم صفحہ ۲۷ تا صفحہ ۲۸۔

الله تعالیٰ کی ولات میں شفاعت دے کر سے گا جنکو
الشہادت دے اور صرف اسی شخص کے حق میں
کر سے گا جس کو الشہادت دے۔

ملا حظہ ہو یہ میشیخ لَا تَنْقُضُ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ
أَذْنَ لَهُ أَنْزَهُنَّ وَمَنْ حَنِّ لَهُ كُوْلَهُ۔ لَا
تَنْقُضُ الشَّفَاعَةَ عَصْرَاهُ مَنْ أَذْنَ لَهُ مَنْ كَانَ لِلَّهِ
يَسْعَفُ عِنْدَهُ كَارَأَ حِيَا دَيْنَهُ اس قاءے کے تحت
بیچ مسلم آخرت میں بقیئاً شفاعت فرمائیں گے۔ مگر
یہ شفاعت الشہادت کے اذن سے ہو گی اور اہل ایمان
کے حق میں ہو گی جو روحی حدود میں نیگ مل کرے کی
کوشش کے باوجود کچھ اگر اوس میں آلوہ ہو گئے ہوں
جان بوجھ کر خیانتیں اور بد کاریاں کرے والے اور کوچھ
خراستے نہ ڈرست والے لوگ ہضیر کی شفاعت کے
ستقتوں ہوں گے۔ پس تجھے حدیث میں حضور کا ایک

(نہیہ از صفحہ ۶۳)

ہے میں ان کی طرف توجہ دیتے کی ضرورت ہوتی نہ مایوسی
کام مرد پیش آتا جائزت ہبھم صاحب ہمارے مدروج ہے۔
ان سے ہزاروں کو حسن ظن ہے، ان کے سند سے مجبول
چھڑتے ہیں، ان کی تخفیت بڑی دلکش ہے، ان کے حسن
افلاق کا طویل بولتا ہے ان کے جان نواز شہم سے ایں
ذوق کی چالیائی حسن بیدار ہوتی ہے، وہ بہت ایسے بڑے
مریخان مریخ کے جا حلیم و شفیق ہیں، بھاٹ ہیں ان کی کتاب پر
لقد کانا گوار فرض ادا د کرنا پڑتا۔ لگر ہم کیا کریں ان سے
بھی یہ طور کریں مشاہد الفحافت کے لعل ولب عزیز ہیں۔
کوئی جاستے ایک دن بیماری تزویچی ہوئی لاش شاید اسی
شاہد معصوم کے یائے نگاریں میں پڑی نظر آئے!
دالی اللہ ترجیع الدّعویں۔

بیعت کرنے والے مخدود ملیل القدر صاحب کو سب سمش کر دیکا
راسہتہ کالا سے۔
زندگی رکھا تو انشاد اللہ آئندہ حضرت ہبھم صاحب
کی کتاب کو شروع سے لیں گے اور بتائیں گے کہ جس کتاب
کی پیشانی پر عظیم دعوت فکرا اور تاریخ کے دفعہ معاشر پر
بے مثل تحقیقات کا ایک گنج گرانا ہے "تحریر کیا گیا ہے اسکی
کیا اقدار تیمت ہے۔ ہبھم صاحب کے عالی تدریس اجڑادے
محدث مصاحب تاریخ کی اپنے والد کی منقبت میں ترجمان اپنے
جن اور حکیم الاسلام ہجومی چاہے لکھا کریں لیکن حق یہ ہے کہ اس
کتاب نے جس کے مانیل پر از یقین فکر" لکھا گیا ہے صعنف
کی تکری دیانت علمی تحریر اور حبیم و فراست کے بازار سے میں
بہت یاؤں گی تاثر دیا ہے۔ بھاٹ اسکا انتساب اعلیٰ ہوں
میں سے کسی طرف ہر تاجھوں نے مواد اکھتا کیا تھا۔ تاب

مہفت میہے دنی کے بڑے بڑے تغیری کا رفاقت ہے، اڑاپ بیماریں تو پہنچ پر احوال لکھ کر ان سے حکیموں کے
مشورے سے تجویز کی ہو تو معنی نیجے۔ خط پوچھنیدہ ہے ۶۔ وطن خاپتہ ہے۔
سکر شیری سینٹرل طبی بورڈ نور لئن دلی علا (انڈیا)

اللّٰہ مُرطِّل العَدْ کتابیں

کتابیں طلب کرنے والے چند
باتوں کا لحاظ ضرور رکھیں

(۱) تحریر اتحاد ہو کر، روزگار کی تفصیل اور آپ کا پتہ ٹھہرائیں میں دشواری نہ ہو (۲) مجلہ اور غیر محدث کی
بھی دضاعت کر دیجئے (۳) تقریباً بیس روپے سے زائد کتابیں منگلنے کی صورت میں ریلوے پارسیل میں
کفارت رکھیں۔ اگر یہ کفایت مطلوب ہو تو اپنا اشیش کھوئے۔ پارسیل سے اور بیٹی کی رسیدڑا کخانے سے
وی بھی جھی جائے گی (۴) اگر آپ نئے خریداریں تو یہ روپے یا اس سے زائد کے آرڈر پر کھو رہے ہے
پیشگوئی رواز فرمائیں جیسیں وی پی میں کم کر دیا جائے گا (۵) ڈاکخانے سے وی کی اطلاع ملتے ہیں جھوڑا بیجے
در کرنے سے والیں ہو جاتی ہیں۔

دو مجلہوں میں محمد شتر روپے۔
● تخلی جیسا سائز میں پاروں میں مکمل غیر محدث شاہ روپے۔
پانچ مجلہوں میں مجلہ شتر روپے۔ درستی قسم کا ہر پارہ الگ
بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔ فی پارہ دو روپے۔
تفسیر حلقانی [مولانا عبدالحق محدث دہلوی کی تفسیر نایاب گئی]
تحقیقی۔ اب ہر ان یک پارہ چھپ رہا ہے اب تک
پارے چھپ چکے ہیں۔ فی پارہ دو روپے رصرف پارہ اول چھپے
جو تین حصوں پر مشتمل ہے۔

تفسیر القرآن اول و دوم [مولانا میر ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریر انت
عیم القرآن اول و دوم] تفسیر غیر ضروری تفصیلات سے بیکار ہو جائے گا۔
آپ کوہرا اور راست خرز قرآن نکل بیجا ہے۔ لتشیں مستند ورزہ میں
میں اُتر جانیوں ای بھی بھلی اور درستی جلدی فرائم کیجا سکی ہیں۔
جلد اول مجلہ سائٹھ بارہ روپے۔ جلد دوم مجلہ پندرہ روپے

عامہ فرائیں

البيان فی علوم القرآن [شیرازی تفسیر حلقانی کے صفت
میں مذکور] مولانا عبدالحق محدث دہلوی
کی تحریر اشنان کتاب ہی ہے جس کی توصیف میں علام افروشاہ صاحب
جسے علماً حنفی الفاظ لکھکر "الجیہ اس کی نظر مکن ہے یہ کائنات عین ہے"
خدائی ذات و صفات نامیخواہ دسراً قبرِ حضرت اور

مکتبہ تبلیغ اسلام دہلی (لو۔ لی)

قرآن ترجمہ

قرآن بد و ترجمہ [متوسط سائز میں مجلہ کرچ کا ہدیہ
سائٹھ بارہ روپے۔ بہت بڑے سائز میں مجلہ کا بہر بھیں بچپہ
راس کی لکھائی بہت جلی ہے]
[مولانا اشت فعلی کی تحریر جلد کرچ کا ہدیہ
سائٹھ دس روپے]

قرآن کی تفسیر

تفسیر ابن کثیر [احادیث کی درشنی میں آیات کا مفہوم
تلہر کرنے والی دو تفسیر جو دنیا بھر میں ہوڑ
مقبول ہے۔ ترجیل میں، لکھائی چھپائی پسندیدہ۔ پانچ مجلہوں میں مکمل
بیرونی مجلہ یعنی روپے۔ کوئی بھی جلد ملیوںہ نہ سل سکے گی۔]

تفسیر موضع القرآن [اٹاہ جلد القادر عجیت دہلوی کی تفسیر
اوڑ و تفاصیر میادی اہمیت رکھتی
ہے مکالم سائز۔ بہر بھل اعلیٰ بیڑا روپے غیر محدث سولہ روپے۔
تفسیر بیان القرآن اسے۔ دو حصوں میں پہنچا جاسکتی ہے
● بہت بڑا سائز۔ بارہ حصوں میں مکمل۔ بہر غیر محدث سائٹھ روپے۔

بخاری شریف (صرف اردو ترجمہ) [تین جلدوں میں مکمل]
محلہ بختر شایعیں روپے
محلہ بختر شایعیں روپے

مشکوٰہ شریف (اردو مع عربی) [الم تین جلد و نیس، محلہ بختر شایعیں روپے]

مشکوٰہ شریف (صرف اردو) [دو جلد و نیس مکمل - محلہ بختر شایعیں روپے]
مشکوٰہ شریف (صرف اردو) [سور روپی (محلہ بختر شایعی)]
ترمذی شریف (خلص اردو) [دو جلد و نیس مکمل محلہ بختر شایعیں روپے]
(محلہ بختر اطہارہ روپے)

ابن ماجہ (اردو) [صحاح شریف کی کتاب ابن مٹجہ کا مکمل اولیسیں
ترجمہ۔ شافعینی حدیث کے لئے نادر تھنہ۔
صفحات، ۲۶۴ پریم جلد بارہ روپے]

سنن داری (صرف اردو) [حدیث کی مشہور کتاب -
پریم محلہ آٹھ روپے]

مشارق الانوار (مترجم) [بخاری مسلم کی صرف قولی احادیث
لواہ پر ہی جس سے یہ علم کرنا ہوتا اسان ہو جاتا ہے کہ کون
متذکر کس حدیث سے نکلا ہے۔ ترجمہ کیسا تحریر شرح بھی اور عربی تصنیف
بھی۔ پریم چودہ روپے۔ محلہ بختر شایعیں (محلہ بختر شایعیں روپے)]

بلوغ المرام [مشہور امام فیض حبیب کی کتاب بخاری
کے مشتمل دنی، حکام کا بیش بہا جبو عمدہ۔ ترجمہ مع عربی متن
پریم محلہ آٹھ روپے۔

صحیح فہم بن عتبہ [بخاری دھوکہ امام الک است بھجو قائم وہ
نے اپنے شاگرد ایں تنبہ کے لئے مرتب کی۔ پریم سائنسی تین روپے
(محلہ ساٹھے چار روپے)]

ترجمان الشستہ [احادیث کی بہترین فہیم و شرح پرشن
اشہار میں اس کی خوبیوں کا اجمالی تعارف بھی مشکل ہے۔ لیس

بتوت نایج و نسخ، استمارہ و کنایہ اور اعتماد تراویت کی بخشش۔
صفحات ۱۷۳ کا ذکر کھان چھاتی میماری۔ فیض چودہ روپے۔
محلہ بختر شایعیں روپے

فصل اسراء [قرآن کے زبان فرمودہ قصص پر لاجواب کتاب،
سے ملائیں۔ حمسہ اول آٹھ روپے۔ حمسہ چہارم آٹھ روپے۔ ملکی سید منگا نے بر

ترفت بختریں روپے۔ — تجدید طالوب ہوں تو ایک بختر شایعیں (محلہ بختر شایعیں روپے)

لغات القرآن [قرآن کی اشارج آسان زبان ہیں۔ جو لوگ
ان کے لئے یہ کتاب بڑی مدد فراہم کرتی ہے۔ محلہ چار روپے۔

معظوم لغات القرآن [چھٹیں جم جلدوں میں۔
صفحہ اول حمسہ چہارم حمسہ سوم

صفحہ سوم حمسہ چہارم حمسہ پنجم حمسہ ششم

علم الحدیث

من در امام احمد [ادو مع عربی] [کرڈ ۵۶۳ احادیث کا مجموعہ
دو انشاعبد الرشید تعلیٰ کے بیش بہا پر مفرما و رہبسوط مقدمہ مکیسا تھی
پریم محلہ آٹھ روپے

موطأ امام مالک [مترجم عربی بح اردو] [جیو عرب بخاری سے پہلے ترتیب
ایجاد ہے۔ بخدا کریج ترتیب رہے (محلہ علی چودہ روپے)]

موطأ امام محمد راردو مع عربی [امام الحنفیہ
مقدار مولانا ابوبالرشید

كتاب الشارع [اردو مع عربی] [امار کا جمود جسے امام الحنفیہ
نے چالیس ہزار احادیث نبڑی سے منتخب فرایاد مقدمہ مولانا عبدالرشید
تعالیٰ، حدیثیہ محلہ آٹھ روپے۔

بخاری شریف (اردو مع عربی) [محلہ بختر شایعیں روپے]

دیا ہے میں شہر سے۔ قیمتِ محمدؐ چھڑو پے۔
بوز غفاری رسول اللہ کے مذہبی صفاتی خصیت ایک غفاری کی فضائل سوانح مولانا ماطرا سن گیلانی کے تھے۔ قیمتِ محمدؐ چھڑو پے۔

ستیہ عزیز بن عبد العزیز اٹھ جبل القدر ہتھی کی سوانح اور حالات جس کی خلافت کو اکثر علماء نے پاچوں خلافت راشدہ سے تعبیر کیا ہے۔ محدثین نے۔
جیتا امام ابو حنیفہ یعنی سیرۃ النعمان سے نقیب اکبر اعظم حضرت ابو حنیفہ کے مفضل دلالاتِ زندگی دلچسپ و رایمان افراد۔
 قیمتِ میم روپے (محمد پارہ روپے)

حیات امام احمد بن بل مدرس کے نامہ نازِ حقائق ابو زہرہ کی تفییں اور وہ ترجیح۔ امام احمد پر یہ اتنی توعیت کی واحد کتاب بی۔ ذہن پریے الغزالی امام غزالی پر مولانا بخش نعماںؒ کی حقائقِ تائیف جو آج بھل ایسا بھے رکا غارت غیرِ محمدؐ چھڑو پے۔

مذکورہ مجدد الف ثانی جس نے تاریخ کافر موتدا جسے انتہی سلسلہ امام ربانی مجدد الف ثانی کے نام سے یاد کرتا ہے۔ محمدؐ چھڑو پے
محمد بن عبد الوہاب از مولانا سعود عالمندوہی۔ بارہ صدی محدثین عید الوہاب بخاری کی سیرت اور وہ خاتم الاسلام جس کی شریعت و فرقہ کے نام آخذ ہوئی طرح لگکھاں کر غلط نہیں اور غلط بیانیوں کی حقیقت واضح گئی گئی ہے۔ قیمتِ ڈھانی روپے
حیات ولی اسنادہ ولی اللہؐ اور ان کے آباؤ جس ادا داد اور

سیرت اشرف مسلم الامت مولانا شرف علیؒ کی فضائل سیرت

تجھیت اعتمانی اشیعۃ الاسلام علام شیری احمد عجمانیؒ کی مدنی تندگی مفضل حالات آپ کے علم فیضیز مردمت افغان کلام، منطق، فلسفہ، مناظر، تقریب اور فارسی، عربی ادب اور

دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ جلد اول دش روپے (محمد پارہ روپے)، جلد دوم تو روپے (محمد گیارہ روپے) جلد تیسرا ماضی مدد میں روپے (محمد گیارہ روپے)

بستان الحدیثین اشادہ عزیز حجت دلمبی کی ایسا افسوس کتاب کا اُردو ترجمہ۔ بلت پارہ میم شیخ کے حالات اور خدمات و تایفات کا پاکیزہ تذکرہ۔ محمد پارہ چھڑو پے

از مولانا منظور نعماںی دردہ جسد دش روپے بارہ آنسے
معارف الحدیث تحرید بخاری کی تحریک تختہ احادیث کا

تحرید بخاری تحریک ترمذی، ترمذی، الجواد اور اہل بیت

انتساب صحابہ اور نسائی کا پسندیدہ انتساب۔
 ہدیہ محمد پارہ چھڑو پے۔

تاریخ تدوین حدیث اندازیں ہوئی؟ اسکی مدل مفضل تدوین حدیث کیب گیونکر، کس

جواب۔ معلومات کثیرہ کا خزینہ۔ ہدیہ دلیرہ روپیہ۔

علم الحدیث انسف علم الحدیث کی عمداً حقیقت۔ سوار روپے

سوانح اور تذکرے

اصح السیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور تاریخی اوقاعات پر مشتمل، بحد تفصیل مفضل مسنداً و دردہ بی

علمی و تحقیقی کتاب "سیرۃ النبیؐ" کی تحریم جملات کے سوا اُردو میں کی کتاب سیرۃ اس کے پلے کی نہیں۔ محمد دس روپے۔

حیات طیبیہ سیرت۔ صوری و معنوی خوبیوں سے مرتی۔
 قیمت سوا دو روپے۔

حضرت صدیق اکبر رضا رسول اللہ علیہ کے بعد سب سے

صدیقؑ کی بہوت جامع و تضمیم سوانح۔ از مولانا سعید احمد کریمیؒ کی قیمت سات روپے۔ جلد آٹھ روپے (مجد اعلیٰ سالمہ نویسی)

الفاروق امیر المؤمنین خلیفہ شافعی سیدنا عمار فراونی رضی اللہ عنہ کے حالات و سوانح پر علی شبلیؒ کی یہ کتاب

علماء اور اسلام۔ ۱۳۷۷ حقیقت کی تلاش۔ ۸۰ رہ اسلامی نظام میشت۔ ۸۰ رہ معاش کا مستلہ اہم کیوں ہوا۔ ۸۰ رہ

فیصلہ کن مناظرہ محدث نور دوپے۔

قصایف شیعیت اسلام کا این سیکھ

الوسلہ کیا ہے؟ بے شمار معلومات علمی و دینی کا خزینہ
و قیمت جلد نو روپے۔

تفسیر آریت کریم مقدمات۔ دیکھنے کے قابل۔ هدایت
تین روپی رجحان چار روپے۔

اصول تفسیر شیعیت اسلام کے ایک قیمتی رسالہ کا اندود
و ترجمہ۔ قیمت ایک روپے۔

مناسک حج حج امور مقدمات حج کے بارے میں معرفاتہ مواد
قیمت جلد تین روپے۔

قصایف شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

حجۃ اللہ البا العقة کامل انگریزوں علمی دینی میں شاہراحت
اور دوسری تحریر عربی۔ قیمت ہر روپ حصہ مجلد مکمل بیٹھنی روپے۔

ازالۃ الخفاہ کامل (ام) اس المخھوم عن خلوفۃ الخلفاء
ہے۔ دو جلد وہ میں کامل۔ اور دو ترجمہ سایں۔ خلفاء راشدین کے
یا کے میں ہے تقریباً کتاب ہے۔ قیمت مجلد مکمل بیٹھنی روپے۔

تصویف کی حقیقت اور حضرت شاہ صاحب کی معروف
کتاب ہمعات کا فلسفہ تاریخ اور دو ترجمہ۔ پونے تین روپے۔

سیرت رسول مسلم اور دو ترجمہ۔ قیمت صرف دو روپے۔
شاہ ولی اللہ علیہ کی مفصل سوانح مجھی حیات فی

کے نام سے طلب فرمائے ہیں۔ مجلد چھ روپے۔

قصایف مولانا اشرف غنی رحمۃ اللہ علیہ

بہشتی زیور روز مرہ کے تمام دینی مسائل کا معتبر خزانہ

سیاست پر میر جمال تبصرہ، بڑے ۱۲ صفحات، اجلد پر حسین زنگنا
گرد پوش، قیمت جلد ساٹھ دش روپے۔

**مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب جوان کے
ذکر** اپنے اور آباؤ اجداد کے ذکر کو پرستیل ہے معلومات
سے بزرگ۔ قیمت مجلدات نو روپے۔

ازاد کی کہانی خود ازاد کی زبانی مولانا ابوالکلام آنندی
اوستاں جیات جسے ان کے فرزی معمد مولانا عبدالعزیز ملیح آبادی ادا کیا۔ قیمت چھ روپے
صحابی عورتوں کے ایمان افسید ز حالات۔
صحابیت، مجلد چھ روپے۔

رد شرک بدعت

الوسلہ امام ابن تیمیہ کی معرکہ الداراء کتاب، جسمیں واضح
کیا گیا ہے کہ وسلہ کا کیا مطلب ہے اور اس کی
شرعی حدود کیا ہیں؟ عجیب ایمان افزون۔ قیمت جلد نو روپے۔
شاہ عبدالعلیم شہبز کی وہ مشہور زبان
تفوییۃ الایمان (اردو) کتاب جس نے اہل بدعت میں پہلی
ڈال دی۔ قیمت چار روپے۔ (مجلد پانچ روپے)۔

الشہاب الشاق بدعات کے درمیں ایک فائدہ کتاب
قیمت ایک روپیہ بارہ آنے

كتاب التوحيد بدعات میں شیعیت اسلام محمد بن عبد الوہاب
نجدی کی نفس کتاب۔ قیمت جلد تین روپے
مولانا عامر عثمانی اور زین دیگر ضرائی
بدعت کیلئے؟ مذاہیں کا جمود جو شرک بدعت اور توحید
سنن کے فرق و امتیاز پر لا جو اس وادی پیش کرتے ہیں۔ مجلد تین روپے
رسول اللہ علیہ السلام کو علم غیر
روق عقاد دید عیسیٰ (خطائیں) اس پرفضل و مدل بحث
قیمت دیڑھ روپے (مجلد دو روپے)

شماہ ایں شہیاد اور معاذین اصرار علیم شہبز دہل بدعت کی
ہر نوعی الایمان کا کافی و شافعی رد
اہل بدعت کے الزامات (ڈاٹر دو روپے (مجلد دو روپے))

تاریخ دیوبند۔ مجلد دو روپے پر مولانا تھانوی کی مختصر سوانح۔ مجلد دو روپے / رفتی سفر۔ چار آنے آزاد ادب النبی

پرانے بھروسہ ہو۔ ضغیم اور مسیط۔ قسم اول مکمل و مدلل۔ مجلد پندرہ میں یہ
قسم دو میں فائدہ آٹھ روپیے بارہ آئے دنوں کوئی یہ فرق یہ ہے
کہ قسم اول میں تواہی سے پر عین کتب کے حوالہ دستیتے ہیں اور
قسم دو میں حوالے نہیں ہیں۔ اصل مضمون دنوں کا ایکٹھا۔

اصلاح الرسم [اسلام انہیں راجح شد رنگ بریگ رسمی شرعی

لعلیں کیلئے اس کا تحقیقی جوڑ۔ مجلد پانچ دو روپیے

تعلیم الدین [اسٹائل۔ مجلد ایک روپیے بارہ آئے۔

حیات المسلمين [مسلمانوں کی زندگی کے لئے لائحتہ عمل۔

دعوات عبدالعزیز [کاموں اشرف علی چکے مواعظ و خطبات

فی حمدہ پونے دو روپیے رائٹنگ گایا۔ حقیقت چھپ چکے ہیں۔

الشکست [تصوف کے طائف و اسرار ایک فتحم کتاب

جس سے تصوف کے مال و ما علیہ کا پتہ چلتا ہے۔

قیمت مجلد دس روپیے بارہ آئے۔

تقدير کیا ہے؟ [اسکا نام سے ظاہر ہے تقدیر کے مسئلے پر

لٹکوکی گئی ہے۔ مجلد سوا دو روپیے۔

مناجاۃ مقبول [مقبول عام مناجات کا مقام درستہ

کوں نہیں جانتا۔ مجلد جوڑ روپیے۔

| | | |
|---------------------------------|------|---------------|
| تذکرہ | مجلد | سائنس روپیے |
| آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی | » | چھ روپیے |
| صح امید (خاص مضامین) | » | چھ روپیے |
| نقش آزاد خطوط کا الجھوڑ | » | چھ روپیے |
| مسلمان عورت | » | چار روپیے |
| مسئلہ طلاق | » | سلیمانی روپیے |
| مقالات آزاد | » | دو روپیے |
| مضامین آزاد | » | دو روپیے |

ترجمان القرآن۔ مولانا آزاد کی شہرہ آفاق تفسیر ٹو جلدوں میں۔ قیمت ہر دو جلد پندرہ روپیے۔

خطبہ آزاد

مجلد

شہید عالم رواقعات کرلا) ۰

لطفوں طباد

»

انسانیت ہو کر دروانے پر ۰

مسلمانوں کا راستہ

چھ آئے

چھ آئے

ولادت نبوی

امرا المعروف

مجلد

عیسیٰ

دھوت حق

اسلامی جمیوری

حقیقت الحج

حقیقت الزکوٰۃ

حقیقت الصورۃ

فنا نہ ہجروصال

آٹھ آئے

زان سب کتابوں کو ایسا تھا منگلنے پر ۲ رنگ روپیہ رہتا۔

تصانیف مولانا منظور نعمانی

معارف الحدیث مکمل

مجلد دو دو جلد دس روپیے بارہ آئے

قرآن آپ سے کیا آہتا ہے؟

چار روپیے

اسلام کیا ہے؟

دو روپیے

دین و شریعت

دو روپیے

آپ حج کیسے کریں

بارہ آئے

مساکی حقیقت

چھ آئے

فاذیانیت پر غور کرنے کا سیارہ راستہ

چھ آئے

برکات رمضان

چھ آئے

علم اللغات

امنجد

المتحد بھی اردو میں آگئی۔ ساختہ ہزار عربی

الفاظ کی شرح۔ تین ہزار عربی محاورات کا حل۔ احمد اور

ادیات

شاعر اسلام جوڑا اول [ائزہ] - مولانا عامر عثمانی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال

مبارک اور اسکے بعد سلسل خلا فیت راشدہ کا قیام، خلیفہ اول کا
انتخاب یونکار علویں آیا جنکی اصول، معمر کراپیاں۔ تائیج کی روشن
حدائقیں زبان شہریں لاحظہ فرمائی۔ قیمت مجدد عین روپے

دیوان غالب [نفسی یادداشت] جس میں فائب کی خیری کا عکس
ان کی تصویر اور بعض ایسے اشعار شامل ہیں جو
دوسری یادداشت نہیں پاتے جاتے۔ قیمت مائنھ پائچ روپے۔

کلیات اقبال [ڈاکٹر اقبال کے اردو کلام کا انتخاب
قیمت مجلد پانچ روپے۔

شعراء طور [جلد ارادا بادی کا مجموعہ کلام۔ مجلد پانچ روپے۔

سترشہری [شہنشاہ غفرن حبیب ارادا بادی کا مجموعہ کلام
اُترشہری] اجس پر حکومت ہند نے انعام دیا۔ مجلد پانچ روپے۔

قیمت پانچ روپے۔

فردوس [ماہر القادری کی وجہ اگر انظلوں کا دلپذیر تجوید صدر۔
قیمت ساڑھے تین روپے۔

اُردو کے چاندنی کے [تصویر تذکرہ اور نمونہ کلام۔ قیمت
مجلد ساڑھے تین روپے۔

ببغض دوزاں [کے شہرور شاعر جاپ آور صابری کا مجموعہ
کلام۔ قیمت مجلد ساڑھے تین روپے۔

کیوبزم کے خدو خال

چھر کے دلو تا [دنیکے چھپہ و صفت کیوبزم کو خیر باد کئے
کے متعلق اپنی کہانی بیان کرو تھیں۔

صفحات ۲۷۷ طبیعت روپیہ۔

ورگٹ [ایک بے حد پچسپ اور حیرت انگریز اپ بھی۔
جس سے رددس کے جبری محنت کے ظالماء نظام کا

بھیانک نظر سامنے آتا ہے۔ ڈیڑھ روپیہ۔

نادر اشیاء کی سیکھوں تصاویر۔ صفحات ۳۶۰ طبیعت روپیہ۔
زیادہ۔ تخلی سائز۔ کتابت، طباعت، کاغذ سب بھیاری
جلد پختہ۔ قیمت تائیں روپے۔

محضیا الحلفات [متعلق کتب لغت کا پیغام۔ مجلد سو روپے۔
ایسی قسم کی بھی آردو عربی لغت۔

القاموس الجدید [آردو سے عربی بنانے، عربی سیکھنے
اور لکھنے والوں کے لئے تحریک نادرہ۔ چھوٹے ۲۴ صفحات

قیمت مجلد سات روپے۔

کحکم اللغات [عربی و فارسی کے جو محاورات اور الفاظ
آردو میں رائج ہیں ان کی تشریح۔ یلغت دینے
اچھی اور دلکھتے اور سیکھنے میں بہت مدد ہتی ہے۔ ڈیڑھ روپے۔

یادگاری راہ کے چند خاص نمبر

قرآن نمبر [مولانا آزاد، علامہ رشید رضا، علامہ جعفر طنطاوی

مصنفوں میں سے ۱۱۹ سورتوں کا مجموعہ تحریر بھی سیماں کریماں
کے قلمبے شاعر اشاعت ہے۔ رعایتی قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

اولیاء العذم [خواجہ معین الدین حشمتی کے حالات اور
اوقال کے ملادہ صورت اور مثالی محضت

کے طبقوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ رعایتی قیمت بارہ آنے۔

حمد نمبر [قرآن اور کیوبزم، قرآن اور سائنس، قرآن
میں حقوق العباد اور قرآن میں اوابحی جیسے اہم مصناویں ماہر و میں

پیغمبر [رسول اللہ کے انشے میں ۵۰ غیر سلم مشاہیر
فاضلین کا انبیاء و عقیدت۔ ایک روپیہ۔

بشریت کا مقام بلند [محمد اکمل خاں اور محمد خاں اور مولانا
ایوال علی مودودی کے تین تحقیقی

منہماں۔ قیمت سوارہ پیہ۔

گلدستہ منع [بڑے بڑے شاعروں کا منحصر تعریف کلام
چن و مقالات بھی بطور ضمیم شامل ہیں۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

رسول اللہ کے خطبات و ارشادات۔ مجلد ڈھائی روپے۔ تحقیق اسم عظیم۔ چھ آنے / علامات قیامت۔ دش آنے۔

فصلہ علوم و فنون

حسنین میں (ترجمہ) ادعاؤں، مناجاتوں، وظیفوں اور جامیع کلمات کا مشہور مجموعہ۔ مجلد آٹھ روپے
تشریفہ آفان گتاب اور دو ترجمہ ہر کم
مقتبس ابن خلدون آجی ہے۔ مجلد پشت۔ پندرہ، روپے
(مجلد اعلیٰ ششڑہ روپے)

فتح العزاب ایمان، تقویٰ، صبر، فخر، خدا، شدید بحر و غر رہ سنت و بہوت اور شریعت طریقہ شعبہ رہ کے عنوانات پر حضرت شیخ عبدالقدار جیلانیؒ کے مشہور و معروف مقالات کا مجموعہ۔ جس میں مولانا عبدالمadjid رہا بادی کا مابوط تuarی فی مقالہ بھی شامل ہے۔ قیمت ڈھانی روپے۔
حکایات صحابہ سبز، آموزہ و اتفاقات جن کے مطالعہ سے روح تانہ اور سینئر کشادہ ہوتا ہے۔ قسم اول مجلد میں رہا ہے۔
(قسم دوم سو اور روپے)

تحریک انخوان لمسہ میں [اصغر کی مشہور اسلام پسند جماعت کوچھ ایام دیہی گئیں۔ کیا ہے؟ اس سوال کا معتبر اور قفل جواب حاصل کرنے کے لئے مصر کے محمد سوتی کی یہ قابل اعتماد کتاب لاحظہ فرمائیے جس کا سلیں اُردو ترجمہ سید رضوان ملی نہ کیا ہے۔ قیمت مجلد میں روپے۔

محمد بن موسیٰ کے میدان جنگ مشہور محقق ڈاکٹر محمد جو فریخ اور دیگر زبانوں میں بھی بے شمار چھپی۔ محیب کتاب ہے متعلق نقشہ اور تاریخی حقائق، احمد اور دیگر تاریخی مقامات کے چوتیس قوتوں بھی منسلک ہیں۔ ڈیپھر روپے (مجلد اور روپے)

اسسوہ حسنہ ایک نفیس کتاب جسے پڑھکر باطل شکنی اور حق دیکھا جدید ہے۔ اس میں بعض ایسی مفید باتیں ملیں جو عام طور پر کتب سیرت میں نہیں ملتیں۔ سو اور روپے (مجلد سو اتنی روپے)

یہ بھی ایک آپ بھی ہے۔ سبق آغاز
اُزادی کی طرف اس نے امریکہ میں پناہ لی۔ یہ بے حد دچکپ لیکن عبرتاں کتاب روپس کے حقیقی حالات سے متعار کرتی ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد آپ کیونزم کے حسین افراد اور مصنوعی دعووں سے کمی دھوکا نہیں کھاتیں۔ مجلد میں روپے

سوست روپس کی حقیقت بہت ضروری تالیں مطالعہ کتاب۔ دھصوں میں کمل یعنی
کیونزم اور کسان

کیونزم کو ایشیائی نقطہ نظر سے سمجھانے کی کامیاب کوشش جو شمار دستاویزی جو اورست مرتب ہے۔ قیمت مجلد دو روپے آٹھ آنے۔

سوست نظام کی چکنچیاں ایچ چیئن عقلی و فضی دلائل پر کتاب جو دچکپ بھی ہے اور حقیقت افراد بھی صفت علاحدہ۔ ایک بھی لینن ایک بھی کلمہ جو کمل غیر جانبداری سے ترتیب دیتے گئے ہیں۔ صفحات سو اس۔ قیمت ایک روپے۔

اُزادی کا ادب بعض منقبہ مقالوں، افساؤں اور مخطوطات ایک مجموعہ۔ جنہیں نیک تعمیری مقاصد کے تحت چھاپا گیا ہے۔ قیمت مجلد میں روپے۔

ادب میں ترقی پسندی ادب میں ترقی پسندی کے اس کی پست کنہ حقیقت فی الاصل وہ کیونزم ہی کی ایک سارش ہے۔ قیمت مجلد ایک روپے۔

اشتراکیت روپس کی تجربہ کاہیں اشتراکیت کی عملی نظر۔ قیمت مجلد میں روپے۔

تی دنیا کی جملکیاں علی رہنمائی دو کا انقلاب (ع) موجودہ نظام میں طبقاتی نظام، علی (اقتصادی نظام)، علی (اقتصادی نظام) ایک اقتصادی سامراج (ان چاروں نیں ہر ایک کی قیمت چار اتنی ہے)

خلفاء راشدین [راز مولانا عبدالشکور صاحب ایڈٹر لارنجم]
لکھنؤ خلفاء راشدین کی سیرت پر
بے نظری کتاب ہے۔ قیمت اٹھائی رہی ہے۔

اشاعت اسلام [دیبا میں اتنی جادا اسلام کس طرح بھیلا؟
اغذا القین اسلام اس سلسلی کیا کیا کہتے

ہیں؟ اور اس کا جواب کیا ہے؟ یہ سب کچھ وس دلائر ہے
ساتھ اس میں یہ لیگا کاغذ طباعت، کتابت سب عذر چھپے
تاریخ علم [حضرت آدم سے لیکر رسول اللہ تک تمام اندیام
تاریخ اسلام کے عالات مع تاریخ پیدائش ووفات اور مکمل
تاریخ اسلام اور دیگر اقوام عالم کی تاریخ کے ملادہ دنیا کے مشہور
مالک اور ریاستوں کی تاریخ۔ مجلد سانچھے چار رہی۔

تفسیر الحکم [ابن التراجم] اور دیگر اکابرین کی آراء کا
خلافہ بھی دیا گیا ہے۔ ہر یہ دور دیپے۔ از مولانا عقوقۃ الحکم

تختہ اشناعیہ (اردو) [از حضرت شاہ عبد العزیز حموش دہلوی]
ترجمہ۔ مولانا اسد حسن خاں پوسٹی۔

پیدائش تاریخ نہ ہب شیعہ۔ ان کی جملت شاضیں۔ ان کے
اسلاف علماء اور کتب کا بیان۔ الہمیت، بہوت امامت اور
معاد کے بارے میں ان کے حقائق، ان کے حقیقی مسائل فقہیہ، صحابہ
کرام از راجح مطہرات اور اہلیت کے حق میں ان کے اقوال
انفعال اور مطلع عن مکاہد شیعہ کی تفصیل، ان کے اوہ محنثات
اور مفہوات کا بیان۔ مجلد مع حسین ڈسٹ کو رہارہ روپے
حکم بہوت کامل ہر حصہ [اصفہن]۔ حضرت ولیٰ اسحقی

زادہ بیان ترقی اور دسروں احادیث رسول اور اجماع
امامت اور سکڑوں اقوال صحابہ و تابعین دامہنہ دین سے متعلق
حکم بہوت کے ہر بیلو کو واحد کیا گیا ہے اور ثباتات کے شانی
حوالات دیئے گئے ہیں۔ قیمت مع ڈسٹ کو رہارہ روپے۔

تلشیں اور حق [ایک طالب حق کے جو ایں لے زندگی میں]
مولانا اشرفی خازی مولانا امانت احمد حسن گیلانی [مولانا احمد منظور غفاری]
اکی زندگی ہیں کیا چھی (نوٹ) تھا یعنی میرزا گانج ایوب تو می اور وہ میں مولانا احمد منظور غفاری
سے ایکٹ پیرہ بارہ آئے میجدیتے۔ وہی پی طلب کر رکھیے تا دے رکھیے دو آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [اشہابن عامل عرب حکما نوں
قیامتی سرداروں ور عالموں
کے نام دربارہ رسالت کی
خط و کتابت در معاهدات، ضروری تشریفات اور احصیل
خطوط کے فتویٰ بھی شامل ہیں۔ قیمت سو اور روپے۔

محکمات [العتمادی کا عالمانہ تصریف و حاکم۔ دور پیچے بارہ آئے

آردو کے بارے میں ادیبوں، شاعروں، سماجی
اورو کام قدسیہ کا کرنوں، یہاں پر عالمی ایڈریشن اور ایل طبع و فضیل
کی شہادتوں پر عمل دچکیں۔ در ام، جو پر لطف ہو نیکے ساتھ سائے

آردو کے حق میں دستاویزی حیثیت رکھتا ہے۔ قیمت ایک روپے۔
جاعت اسلامی پر کے گئے بعض اعزامات پر

حقیقت [مزولنا عامر عثمانی کی مفصل تقدیم۔ دش آئے
سفرت رسول [مترجمہ۔ ملک غلام علی۔ مقدمہ مزولنا
مسعود عالم ندوی]۔ سفت کے موضوع
پر بے حد و تفعیل کتاب۔ مجلد سو اور روپے۔

امینہ حقیقت نما [امینی کتاب میں مشہور مزوریہ اسلام
اکبر شاہ خاں خیب آبادی نے ان
 تمام الزارات کی مدلل صفائی پیش کی ہے جو متصب حضرت ایا تخبر
اسلام پر لگاتے ہیں طرز تحریر یہ دچکی۔ استدلال حکم۔
تفصیلی۔ لکھائی پھپائی کاغذ سب سیداری۔ مجلد بارہ روپے

جمهوریت اور خری تحریکیں [اور ان اساتیزت کے بلند
نصب العین تک پہنچنے میں کیا کیا کار کاڈیں میں آئیں ۱۹۱۹ء یہ
اویچے علی انداز کا تصریح۔ قیمت مجلد سانچھیں روپے۔

تجھی کا خاص منیر [۱۹۵۵ء اب بھی مل سکتا ہے۔ ایمان دل میں مسئلہ
تفصیلی محققانہ بحث، نزد روزیاز، فاتحہ
عُس اور سایع مولیٰ وغیرہ کا جائزہ۔ در جمل مولانا حسین احمد

مدی] کی ایک کتاب پر تفصیلی تقدیم اس نمبر کا خاص حصہ ہے جو
اکی زندگی ہیں کیا چھی (نوٹ) تھا یعنی میرزا گانج ایوب تو میں اور وہ میں مولانا احمد منظور غفاری
سے ایکٹ پیرہ بارہ آئے میجدیتے۔ وہی پی طلب کر رکھیے تا دے رکھیے دو آئے۔

اٹھ سال پلے

کی بیک میثم ایف جوڑ کارٹ
فرستہ صور پر تائیں حالات
و احیات اور اطافت حکایات ہے
صیغہ سے اقبال وہ ہے۔

اطافت علمیہ کو

ترجمہ اردو

کتابِ الادکنیاء

وہ یہم حدیث و اعضا

جس کے ہاتھ پر ہیں ہزار ہزار
نشانی نے اسلام قبول کیا اور
ایک لاکھ سے زیادہ تو ہزار سے
توہیر کی۔ یعنی عالم ان بخوبی ہے۔

مؤلفہ: شہزاد آفاق حدیث و فقیہہ ادیب خطیب علامہ ابن الجوزی بغدادی

اس کتاب کے مصنف جنی صدی ہجری کے محلی القریشی فیض طالب رہا ام ابن الجوزی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن کے بلند علی مقام اور تجوید و فقہ سے دینی و مدنی مطلع تھوڑی واقف ہیں۔ آپ کے تعارف ہیں عالم کو انسابی بتانا کافی ہو گا کہ آپ ہاتھ پر ہیں ہزار ہزار نسلی نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ توہیر کی۔ یعنی عالم ان بخوبی ہے۔ اس کے متعلق آپ کے متنی اور شفعت کا نامہ اس سے کیا جاسکتے ہے کہ جن طقوس سے آپ احادیث لکھتے تھے ان کے تراش مخفیہ رکھتے تھے۔ آپ کے مصیت فرمائی گئی ہے اس کے متعلق اپنی تراشوں سے اُنم کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور تراشوں کا ایک ذخیرہ پھر ہمیں باقی رکھ گیا۔ ایسے عالم حمام مصنف کی تصنیف جس تصریحی داری ہے ملک فہمیں اس آپکی تصنیف سے موقاً اس تصنیف کی بحدود ہے۔

اس کتاب میں

سات ٹوایے قصص و اطائف نہ کوہیں ہیں۔ ہر ایک کہادت یا حاضر جو ایسی بحث سی یا وہ تسویہ مزاج یا ایسے کسی کارناٹ مقل و فرستہ کا ایسے ڈاے۔ یہ کتاب سنتیں ایجاد پر نہیں ہے۔ مقل و فرستہ کے اضال و مناقب اور نہم و دکاہ کی علامات کے علاوہ انبیاء، صحابہ، علماء، و مشائخ، فقہاء، فادیاء، عباد و رہباد، روسار و خوار، عوام، خوش نرض سب ہی کو تعلیم دیجئے چکھے ہیں۔ باہم ہیں اذیروں، ملکیوں، حقی کو چھپائیں تک کہ کہادت کی علامات دلہدیہ اور انسانیہ بیان کئے گئے ہیں۔ اصل کتاب عربی میں ہی اور عبارات نہیں تدقیق تھیں۔ فاضل ترجم حضرت مولانا انتسابیق احمد سائب انتشار احوالیوں دریونہ نے بڑی محنت و چاندیاں سے اس اوقیان کو نہ صرف اور دیباں پر خانہ بلکہ بیت کا مفید ادا نہیں کئے ہیں کہ بات کو بخوبی کے لئے عوام چادر بدوں کی توضیح اور تائیدی و اعتماد کی ضروری وضاحت کے علاوہ جیسا احتصار کے باعث مطلب سمجھنے شکل تھا جو عبارت بخواہی اُنیں ہیں حکایتوں ہیں کوئی غاصب نہ کرتا جیسا جو تھا تو سید اسکی طرف اشارہ کر دیا گیا۔ وہی وہ غیرہ غرض افادیت کے کسی پیدا کرائے نہیں چکھ دیا گی۔ حضرت مولانا نکاری شمعیں طبیب صاحب جنمیرا اعظم بیوی نے اس کا پہلی لفظ اخیر پر ترمیم کیا ہے۔ جنمیاظن سے اس کتاب کے مطالعی کی پروردگاری کرتے ہیں۔

ضخامت۔۔ چار سو اسی صفحات۔۔ فیضت۔۔ مجلد سی خوش ناگزور پوچھ صرف یا کی روپے رکھ۔۔

ہر قسم کی عربی فارسی اردو کتب میر قاعدے پاکے } مکتبہ تحریک دیوبند ضلع سہار پوری یو پی

قرآن مجید حاملیں عربی و مترجم اردو اس سے کاپتہ

رُدّ رُجُوْنِ شَهْرِ دُخْرَةِ سَرِيرِ

جو تقریباً سو لے سالے اپنی خدمات بجا دے جائے
 ایک قدم میں نسخے سے
 اتنا کریا ہوا جس پر
 سچے موئی اور رویہ
 مفید اجزاء
 شامل ہیں

ایک لپکان روپیے آوھا تو لئے میں پر ڈبیرہ روپیے

مضمونی طبقی مرض کے
 بھی ہمیشہ سے استعمال کرتے رہئے
 کیونکہ یہ آخری عمرناک عزم نکاح کو قائم رکھتا اور
 مرض کے حملوں سے بچاتا ہے

مضبوطی دعات کے پابند
 خلیں پابند

DURR.E.NAJAF

- وہ منہ جالا رکوندا پڑبائی سرخی اور سماجیں وکھنے میں مفید ہے۔
- آنکھوں کے آگے تاسے اڑتے ہوں یا بینائی گزرو ہوتی جائیں ہو یا آنکھیں تمکا دٹھ محسوس کرتی ہوں تو اسے استعمال فرمائیے۔
- ضد ری ہدایات ساتھی بھیجی جاتی ہیں

جن حضرات نے تحریر کے بعد تعریفی تحریریں مرعوت فرمائیں ان میں سچنڈ کے اسماء گرامی

حضرت مولانا سید حسینی احمد صاحب مدفیع حضرت مولانا شیخ احمد صاحب عثمانی - مولانا قاری محمد طیب صاحب تعمید ادار العلوم دیوبند - مولانا اشتیاق احمد صاحب اسٹاڈس ارالعلوم دیوبند - حضرت مولانا مطلوب الرحمن صاحب عثمانی مولانا فتح علیق الرحمن صاحب (ندوۃ المصنفین بن) - داکٹر طفری رخارخان سابق مدرسہ مدرسہ - حکیم کتبیالاں صاحب دیوبند پور - داکٹر انعام الحق صاحب ایل ایم ایس ہمو بیٹھنک - ساہبو جو الارسن صاحب نیس اعظم مراد آباد جناب مسیار شیعی ایڈریس اسلامی نیا دیوبند

ہندوستان کا پتہ: دارالغیض رسمانی - دیوبند - صنیلخ سہارنپور - (یو - پی) انڈیا
 پاکستان کا پتہ: عثمان غنی - کراں مرچٹ ۲۲۸ - عینا بازار پیر الہی بخش کالونی - کراچی پاکستان